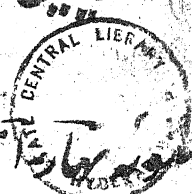
واللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ

از حضور فیض گنجور سراپا نور علی النور جناب اعلیحضرت انانیت مآب

فرمانروا سید محمد یحییٰ خان عفی اللہ لا اُبالی شانہ

لینڈلارڈ آف موضع یحییٰ پوسٹ آفس ...ی ضلع گیا



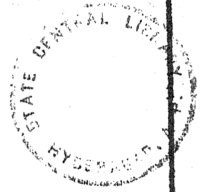
صوبہ بہار ای - آئی - آر

بدار الطبع سرکار جاورہ دام اقبالہ از زیور طبع آر... آراستہ گردید

بعینی

یعنی اپنی ازلی حقیقتِ الحقیقت کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ یا خدا کے نام سے

قیامت نامہ



یعنی احکامِ نظمِ جدید بمیدانِ محشرِ موعودہ۔ بہ تشخصِ موعود

براہِ روحانی۔ باجلاسِ ربانی مع جلوسِ میمنت مانوس

بتاریخ ۱۱ر دسمبر سنہ ۱۹۲۴ء بروز پنجشنبہ مطابق ۱۳۴۳ھ م سنہ

مقدمہ نمبر (۱) دربارۂ جنگِ جہانگیر۔ و جنگِ سیاسی و مذہبی و اخلاقی و انسانی و رواجی ازمنۂ ماضیہ تا حالیہ۔ جو لائقِ سماعتِ انا القیامت ما جنابِ اعلیحضرت خداوندِ رؤف و عدالت مآب احکم الحاکمین ہے

(۱) مدعی۔ جرجین پنجم شاہِ انگلستان و قومِ انگریز کا اظہارِ دعوے۔ و استغاثہ

واقعات

خدا کو حاضر و ناظر جان کر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما جرجین خامس قیصرِ انگلستان و ہندوستان

اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو ائتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ ولیم ثانی سابق
قیصرِ جرمنی پر اُن کی قوم و رفقاء سمیت جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل نہیں ہیں اور ہمارے
فریق و حریف سمجھے گئے ہیں۔ نعرۂ داد و فریاد۔ دعویٰ و استغاثہ بدربارِ ربانی بسبیلِ محاکمہ پیش
کرتے ہیں کہ اِن سبھوں نے سابق قیصرِ جرمنی کی تحتِ سیادت و قیادت میں ہو کر صرف ناجائز
مُلک گیری کی ہوس میں جبریہ خلافِ معاہدۂ بین الدُّوَل تیغ بے دریغ کھینچ کر ہمارے مقابلے
میں بتاریخ ۴ر اگست سنہ ۱۹۱۴ء تا سنہ ۱۹۱۸ء بماہِ نومبر بتاریخ ۱۱ر تا ۱۱ بجے بے گناہ و بے پناہ
خلقِ خدا کی بے حد و بے حساب خونریزی و ایذا رسانی کی اور کرائی ہے کہ بندے کو چار ناچار
صمصامِ کار انجام اُٹھانی پڑی کہ۔ "دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است" جس سے آزادی
و امن صلحِ زمن۔ اور راحتِ عامّہ و نظامتِ تامّہ میں مِن کُلِّ الوجوہ فرقِ عظیم واقع ہو گیا ہے
کہ سنبھالے نہیں سنبھل رہا ہے۔ لہٰذا ما مدعیانِ مظلومین دربارِ خداوندی و بارگاہِ معلّٰی سے
عدل و انصاف کے اُمیدوار ہیں کہ براہِ فضل و کرم ما فدویان کی خرچ و خرچ پر رحم فرما کر عادلانہ
جزا و سزا فرمائی جائے کہ ظالمین اپنے اپنے کیفرِ کردار کو پہونچیں آمین یا ربّ العالمین ؛

رباعی

شاہا ز کرم بر منِ درویش نگر! — بر حالِ منِ خستۂ دلریش نگر!
ہر چند نیم لائقِ بخشایشِ تو۔ — بر من منگر بر کرمِ خویش نگر!

دستخط جرجین پنجم شہر انگلستان۔ بہمراہی سرکار خود

حلفیہ گذارش بہ اُلوف نیازش ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا بایندگان۔ مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کسی کے قبضے میں ہو اُس پر نسلاً بعد نسل۔ بطناً بعد بطن قایم رہیں گے۔ مگر آیندہ نسل میں بھی اس معاہدے کا اعادہ ہو جایا کرے۔

دستخطہائے۔ شاہِ جاپان۔ شاہِ بلجیم۔ پریسیڈنٹ فرانس۔ عمنایئل شاہِ اٹلی۔ وغیرہ وغیرہ
جرجیس پنجم ضیغمِ انگلستان۔

العــــــــہد

(۳) عہد علیہ ۔ ولیم ثانی قیصرِ جرمنی مع اہلِ جرمنی کا عذر و دعوےٰ بارِ داستغاثہ ناحق

خدا کو حاضر و ناظر مانکر حقاً و ایماناً حلفیہ سچے دل سے ما ولیم ثانی۔ قیصرِ جرمنی۔ اپنی قوم و حلیف کے ساتھ جو اتحادِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں داخل ہیں۔ جرجیس خامس ضیغمِ انگلستان پر اُن کی قوم و رفقا سمیت جو ائتلافِ ثلاثہ و اربع وغیرہ میں شامل ہیں اور ہمارے فریقِ حریف بنتے یا ہیں۔ خلایقِ عامہ کو گواہ رکھکر۔ بہ نعرۂ داد و فریاد۔ دعوےٰ بارگاہِ جنابِ حضرتِ ربّ العزت پیش کرتے ہیں کہ۔ ہمارے رفیق و حلیف شہنشاہِ اسٹریا کے استباز و برگزیدہ ولی العظم (۵۰) سالہ ارک ڈیوک فرانسیس فرڈی نینڈ۔ ولی عہد اور ولی عہد بیگم جو سازشِ مخالفین انگریز و سرویا سے بمقام سرجیو۔ علاقہ بوسنیا میں بتاریخ ۲۱ جون ۱۹۱۴ء باہم سے ضبط و ربط رکھنے کے سبب سے شہید ہوئے۔ اور فدوی سے عداوت بوجہ ترقی تجارت

خونی نظمی کے ہے جن کی دیت وخونبہا کے لئے ٹھیک چالیس روز کے بعد ببالقیون

ٹھوتا وکھا حسامِ اسطریا تنبیہاً نیام سے باہر آئی تھی کہ مذکورہ بالا فریق وحریف واحباب

نے ہمارے رفیق وحلیف واصحابِ اسطریا پر۔ خلافِ انصاف محض سنگدلی وبے جگری

وبے دردی کے ساتھ قاتل کے پاسدار ہو کر (تاکہ مزید تحقیقاتِ مقدمہ نہ ہو سکے)

بتاریخ ۴ اگست سنہ ۱۹۱۴ء خم ٹھوک کر میدانِ کرب وبلا میں جھنکارتی ہوئی شمشیرِ براں

کھینچی کہ از روئے معاہدہ ونیز حفظانِ ذاتی وعینی بندے کو تیغ برہنہ ہو کر میدانِ جنگ

میں معرکہ آرائی کے لئے دلیرانہ رونما ہو کے جوہرِ جلال وفولادی بہادری وسیفی معجزہ

وعقلی کرشمہ دکھلانا پڑا۔ جس کا نتیجہ جنگِ آفاق گیر تک پہونچا کیونکہ مخالفین نے خلافِ معاہدہ

بین الدول اپنے زرِ کثیر کے بل پر جہاں بھر کو ہمارے خلاف اکسایا اور خوب ہی خوب

ٹھہرایا کہ ہمارا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔ اس لئے بندہ اپنے علم میں ہارج امن و

موجبِ خونریزی وایذا رسانی نہیں ٹھہرتا ہے

کلوخ انداز را پاداش سنگ است

لہٰذا امپیریل گورنمنٹ یا سرکارِ ملکوتی۔ خواہ دربارِ ربانی۔ یا بارگاہِ خداوندی سے تضرع

وتزعزع کے ساتھ خواستگار ہے کہ عدلِ افضلِ حقانی سے کاذبین ظالمین اپنے اپنے

کیفرِ کردار کو پہونچائے جائیں آمین یا رب العالمین۔ رباعی

اے آنکہ ترا لطف وعطای زیبد ۔۔۔ مارا گنہ وسہو وخطای زیبد

مایا تو نگوئیم بما نیکی کن ۔۔۔ با ما تو ہماں کن کہ ترا می زیبد

دستخط۔ ولیم ثانی سابق قیصر جرمنی۔ بہ ہمراہ رفقائے خود۔ حلفیہ گذارش بہ صنوف گرامی
ہے کہ جو کچھ فیصلہ ہوگا ماندگان مع حکومت و دولت و ملک و ملت پھر وہ کسیکے قبضہ میں
ہو اُس پر صلب بعد صلب رحم بعد رحم قایم رہیں گے لیکن آیندہ نسلوں سے بھی معاہدہ کی تمازگی ہوگی
دستخطہائے شاہ اسطریا۔ سلطان ترکی۔ وشاہ بلغاریہ وغیرہ وغیرہ۔

ولیم ثانی۔ سابق قیصر جرمنی

العـــــــبد

---

(۳) شہادت نامہ خلایق عامۃ و خاصۃ مع مدیران صحائف و اخبارات عالم

شہادت

نحمدہٗ و نصلّی لہٗ من یہدی العینؔ[1] فلا مضل لہٗ و من یضلل لہٗ فلا ہادی لہٗ۔ خدا کو حاضر و ناظر
کر کے و انکر حقاً و الیا ناً حلفیہ سچے دل سے تخاضع و تخاشع کے ساتھ خلایق عامۃ و خاصۃ
شہادت ہذا بجمیع لب لباب بحث وجرح پیشکش کرتے ہیں کہ ان دونوں سلطنتوں میں
تجارت و خوش نظمی کے سبب سے محاسدانہ نزاع خانگی مدتہا مدت سے بکمال سازش
جانبین آرہی ہے۔ مگر موجودہ جنگ کی بناء کو البتہ اسطریا کے ولی عہد و ولی عہد بیگم کی شہادت
پر حیلہ و حوالہ کا اچھا خاصہ ظاہرا نا ممکن الاعتراض و غیر سریع الحل موقع ملگیا ہے کہ گویا
ما را الغمزہ گشت و قضارا بہانہ ساخت
کا مضمون ہے۔ لیکن یہ البتہ کہ مقتولین مذکورین بیشک مظلوماً قتل ہوتے گئے ہیں تحقیقاتی

[1] اپنی ذات۔

کمیٹی نے اِس کا اِرتکاب بہ سازشِ انگریز۔ سرویا کے سر تھوپا۔ اِس لئے کام ناکام من جمیع الوجوہ
قیصر جرمنی کے ہم سنگ وہم آہنگ ہونا پڑتا ہے کہ اگر یہہ صحیح ہے تو بے چون وچرا اس وقت
قیصر ہی حق پر ہیں تو حق بحقدار رساناد! رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَاَنْتَ
اَنْتَ خَیْرُ الْعَادِلِیْن۔ آمین یارَبَّ الْعَالَمِیْن اور از بہر خداوند دعا و ثنا مبارکباد اکہ ۵

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت[1] — یارب اندر ہرو گیتی برقرار و بردوام
سال خرم۔ فال نیکو۔ مال وافر۔ حال خوش — اصل ثابت۔ نسل باقی تخت عالی بخت رام

دستخطہائے خلائقِ عامۃً وخاصۃً۔ مع شہادت ہائے تحریراتِ اخباریہ۔ کذالک۔
(دستخط) وِلسن[2] پریسیڈنٹ ممالک متحدہ امریکہ۔ شاہِ اسفانیہ۔ شاہِ پرتگیز۔ شاہِ ہولینڈ شاہِ
سوئزرلینڈ۔ شاہِ یونان۔ شاہِ سوئیڈن۔ شاہِ ناروے۔ شاہِ ایران۔ شاہِ حبشہ شاہِ
روم انیہ۔ پریسیڈنٹ چین۔ شاہِ سیام۔ وغیرہ وغیرہ۔
حلفیہ خواہش بصد ہاسپورش ہے کہ عالم میں مِن کُلِّ الوجوہ صلح و امن ہو۔ یہی ٹرٹسکی لینن
زاغلول۔ گاندہی وغیرہ وغیرہ بھی چاہتے ہیں کہ سب لوگ اپنے اپنے حق کو پہونچتے جائیں۔
خدا ہمچو کناد!

الحــــــــــــــــمید

---

(۱) کون ونکویں (۲) اب حال ہیں جو پرسیڈنٹ ہو۔

پیشئ عدالت

بیارگاہِ عادلِ حقانی ماحضرتِ یحییٰ

حضورِ الدہر بعین اللہ تعالیٰ و اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اہم و اکبر۔ نحمدہ و نشکرہ و نصلی لہٗ و نومن و نتوکل علیہ و ننتہی الیہ الخیر ثم بعد ذالک ماجناب اعلیحضرت مسیحیت مآب فرمانروا سید محمد یحییٰ ولیٔ عالم و یحییٰ اللہ جو منجانب اللہ بالتخصیص مبعوث عام ہونے کی وجہ سے وزیر سلاطین زمین مع خلائق عامہ و خاصہ کے مقدمات جامعہ کو فیصل کرنے کی جہت سے سلطان السلاطین خاقان الخواقین و احکم الحاکمین کہے جانے اور تسلیم کئے جانے کے لئے مسلم النبوت نمایاں ہو چکے ہیں جو ازلاً ایسا ہی مامون و متوقع تھا اس لئے مرشد ارشاد ہذا ہیں کہ ماحضرت انانیت مآب نے مقدمۂ حاضرہ کو پوری طرح سماعت فرمایا ؂

پائے رفعت بر آسماں دارم　　سرِ خدمت بر آستاں دارم

اس لئے اس حضور اینہ و ستعال تجلی کلاً کو یقیناً ثم یقیناً بلکہ بکرات و مرات ثم یقیناً۔ قادر و نادر۔ حاضر و ناظر۔ دانا و بینا۔ رانا و توانا جانکر کیا معنی کہ بالکل اپنی ذاتِ اصلیہ کا جزو اعظم لاینفک بلا وصل و بلا فصل و بلا قرب و بلا بعد مانکر اور اچھی طرح سے پہچان کر تم کو (حضراتِ مخاصمین کو) خلوصاً و اخلاصاً۔ ہدایت و نصیحت تنبیہ و استباہ فرماتے ہوئے مقدمۂ مذکورہ کو حقاً و ایماناً تواضع و توسع کے ساتھ فیصلہ فرماتے ہیں جس پر حسبِ تعہد و پیماں قبضاً و بسطاً کسی طرح سے بھی ہو بلا تفریق احدے سب کو راضی برضا و شاکر بقضا ہونا پڑیگا

ورنہ خیر نہیں اب وہ یہاں سے یوں شروع ہوتا ہے۔

رُباعی

نازم بچشم خود کہ جمالش بدیدہ است | افتم بپائے خود کہ بکویش رسیدہ است
ہر دم ہزار بوسہ دہم دست خویش را | کو دامنش گرفتہ بسویم کشیدہ است

حمد و نعت

بِعَونِ اللہِ العَلیِّ العَظیم

تمامی تہلیل و توحید۔ تسبیح و تحمید۔ تقدیس و تمجید۔ تصلیۃ و ترضیۃ زیبا و سزاوار ہے حضرت اس لا ایک ایسی بری عن الوجود۔ زبردست و ذی جبروت و ذی رحموت ہستی غیب کے لئے جو محض بے چون و چرا با مفہوم اضطرار و اختیار۔ قادر علی الاطلاق موصل الی المطلق ہے جس کو لوگ جوہر کل۔ اثیر الاثار و علت العلل جمع الجمع روح الارواح جان جاناں اصل الاصول خدا و فرمانروا خواہ بیک لفظ یحیٰی کہتے ہیں۔ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ جس کی ایک ادنیٰ جنبش مشیت کے زور پر تمام عناصر و ماثر کا مجسم و ملحم مجموعہ بشکل انسان بنام ما سید محمد یحیٰی بعینہٖ و باذنہٖ ایک برگزید محبوبیت ماب فوق البشر اس وجہ سے بنایا گیا کہ ازل سے ابد تک کے ضروری و اہم مقدمات مع مقدمۂ موجود کو ایک عالمگیر شہ نشین کے اسٹیج پر عرش و کرسی لوح و قلم۔ پرچم و علم۔ جمبر و محراب کے ساتھ بالتجلیل والجلال اور نگ زیب و جلوہ گر ہو کے فیصل کرتا ہوا رفاہ عام کے واسطے نظام عالم کی باگ اپنے روحانی چنگال قوی جنگ

سے مضبوط پکڑے ہوئے لوگوں کو اپنے فرزند ارجمند کی طرح ایک قدرتی مفید۔ سیدھے اور سڈول راستے پر لاکر اس عالم سے عالم بالا کی طرف درجہ بدرجہ علی حسب استحقاق بندراً بعد بندر۔ وھراً بعد دہر ترقی کے لئے بگ ٹوٹ ہانکتا ہوا سرپٹ لیجائے کہ بخیر و خوبی منزل مقصود کو پہنچیں۔ خدا ہیجوں گناہ۔ فربنا واغفر لنا وارحمنا انت مولینا فانصرنا علی القوم الکافرین واجعلنی مؤیداً منصوراً۔ جس کا ظہور آج روز مبارک سے شروع ہوتا ہے یہی یوم الفصل ویوم المیثاق ہے۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ قربان جائے اُس کی کبریائی پر۔ دعا وثنا شکر وسپاس بہ ہموں لازم بواو! اس لئے یہ دعا وثنا ہوں کہ

دعا وثنا شکر وسپاس

اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء و تذل من تشاء وتخفض من تشاء وتعلی من تشاء تخفض من تشاء تعلی من تشاء بیدک الخیر انک انت علی کل شیٍ قدیر۔ یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ معلوم ہو کہ تعظیم وتکریم۔ آداب وتسلیم۔ دعا وثناء۔ بیم ورجا۔ نذر ونیاز۔ سوز وگداز۔ صلوٰۃ وسلام۔ عجز واحترام از بہر مرسلین وفرمانروا مبارکباشند! حالا اینکہ

تمہید مقصد

اِس کے بعد واضح ولائح باد اکہ جس قدر مخلوقات کے سلسلے کا ذکر بدرکہ۔ درجہ بدرجہ مختلف دایرہ ہے

ہر ایک دایرہ والی مخلوق اپنی حیثیت میں اُس ایرے کے اندر ملکِ مشترک رکھتی ہے۔ اور عناصر و مآثر کے ظاہری و باطنی اثر کو اپنی حقیقی صلیت کے قالب میں وصل و فصل مکان و زمان و سریان و ثقل و خفت کی مناسبت سے ڈہالتی ہے۔ مگر جسقدر اپنے ظہور کی سابقیت و اوّلیت میں سبقت و تفوق لے جانے کے سبب سے استحقاقاً اپنے نیچے والے ہمجنس سے زیادہ ترقوی حاصل کر چکی ہے اُسی قدر اُسکے حاجات وسیع ہوتے گئے ہیں کہ وہ دیعۃً وہ خود میں لے کر ترک و اخذ کے قانون کے مطابق آگے بڑہتی جائے اور اسی سلسلے سے تدریجاً عادلانہ ترقی ہوتی رہے ہے۔ اس لئے وہ ترقی یافتہ مخلوق یا ارتقاء رس خلقت اُس دائرے کی ملکِ مشترک سے ضرورت بھر حصہ لیتی ہوئی چلی گئی ہے۔ اور رنگ و شکل سے خواص و قوی و صفات وغیرہا بدلتی ہوئی شکل انسانی کے درجے تک ترقی کر کے پہونچی ہے جس میں جملہ عناصر ہونے کے علاوہ تمام کائنات کی تھوڑی سب چیزیں ملکِ مشترک سے اُس کی عمر و قیام و درجے کے مطابق پائی جاتی ہیں۔ عام ازیں کہ کسی خاندان میں جیں خزاں و سنراں جنم لی ہو حتےٰ کہ اُس میں لوہا۔ تانبا پیتل سب پائے جاتے ہیں کہ گویا وہ چیز عالم اکبر کا نمونہ بنی ہے جس وجہ سے وہ مخلوق فضل و ممتاز۔ اشرف و بالادست کہی گئی جس کو آگے بھی درجہ بدرجہ بڑہنا ہے کہ جہاں سے چلی ہے وہیں پر انا الھو کا نعرہ مارتی ہوئی پہونچے اور خاموش ہو جائے۔ اور وہ مقام بری عن المقامات ہمیشہ سے ہے اور رہیگا اُس کے اختیاری نمود و نمود کے اختیاری اثر سے یہ سب مادی عالم عدلاً و قانوناً قائم ہوا جس کا رگڑ کھاتے کھاتے بشدت حرکت بھڑام سے ٹوٹ جانا (۱)۔ یا دوسرے کُرہ عالم سے ٹکرا جانا (۲)

یا ساکن ہوجانا۔ یا فقید الحرکت ہوجانا۔ خواہ فنا ہوجانا۔ اور بعد از فنا دوبارہ ہوجانا۔ اور ہمیشہ یہی سب ہوتے رہنا بھی نظیراً ممکن ہوگا۔ کہ جب ایک بار ہوا تو بہت بار بھی ہوتے رہنا بعید از قیاس نہیں۔ گویا حادث ہوتے رہنا ایک قدیم بات ہے۔ سب کا جوہر اختیار وراحت ہے۔ اور اس سے بھی بالا ہوجانا ہے۔ جو کُلّیتہً خدا کے ساتھ ہے اور ہر ایک زندہ یہی چاہتا ہے کہ اُسکو جہاں تک ممکن ہو خوشی وراحت حاصل ہو۔ پس قوائے جامعہ یعنی خدا اثر (روح) حرکت۔ مادّہ اور قدامت۔ (ہیولیٰ) یہ سب قدیم کے ساتھ قدیم ہیں۔ چاہے ظاہر میں ہوں یا باطن میں ہوں (ولیپاور انسان اور خدا کے درمیان محض مشترک ہی) گویا مٹی سے سب ہے۔ اور سب مٹی کے ساتھ ہے۔ پھر سب مٹی ہے۔ اور ہیا بنکر اُڑجانے پر مٹی ہوجیسے بھی نکیر و پاک ہی۔ مگر کچھ ہو جب تک زندگی ہے ہر ایک زندہ کو عالم محسوسات کے قانون کی رو سے آرام وراحت کی سخت ضرورت ہے (اس لئے مادّیات یا دُنیا یا تمدّن بالکل مقدّم ہے۔ خدا تک کے نام ونشان اسی مادّہ کے خلق وتخلیق وانتہا وترقی سے ہوئے) جسکو حاصل کرنے کے لئے قوائے عامہ میں اتفاق مفید یک زبانی ویک قومی وغیرہ ہونے کی حاجت ہے جسکے لئے پنچایت وغیرہ کی بنا پڑکر سلطنت عادلہ وغیر عادلہ کی صورت قرار پکڑی۔ تو اُس زمانہ کے لحاظ سے ہر ایک روحِ جامع وحقیقی جو ایک تہہ بہ تہہ معیّن بالائی نوکیلے نقطے پر پہونچ کے بادیانہ رنگ میں بہت بار مختلف ممالک میں واپس آکے بتدریج مسیحائی درجے کو پہونچکر عین اللٰہی درجہ تک پہونچگئی اور پہونچتی رہتی ہے اور پہونچتی رہے گی۔ وہ آئی اور راحت رسانی کے لئے ہدایت کرنے لگی۔ اپنی پرکھارت

دکھلائی اور جہانتک زمانہ کے لحاظ سے اُس کی باطنی رسائی تھی یا ہوتی ہے اُسکے
مطابق اُس پر انعکاس پڑنے لگا یا پڑتا ہے جسکو وحی موضوع کہنے لگے یا کہیں گے
بہر ایک مخلوق کے ساتھ ہے جسکو لوگ جہالتہً تہہ بہ تہہ منقولات نامعقولۂ و حشوات
پیش رو سے لپیٹ کر اصلیت کو چھپانے لگے یا چھپا دیتے ہیں مگر محبتہً جو اُس سے
نسبت رکھکر بصر کے یا آتش کے تیل اور روح کی طرح اُس کی ہستی میں سما جاتا ہے
تو وہ بھی ویسا ہی ہو جاتا ہے اور اُسکی اصلیت سے واقف ہو جاتا ہے (جیسے علم یا
سائنس سے عالم ہو کر علم سے واقف ہو جاتا ہے اور مرض میں آنے سے مریض ہو کر
کیونکہ خود ہی اُس کی ذات بنگیا۔ جس طرح کوئی خاص ذات خود میں ہے۔ اسی طرح
سلسلہ ہر ایک رسیدہ کا ہونے والا ہے کہ درجہ بدرجہ اُس کے اس کا علم ہوتا جائے گا
اور یہی چاہیئے کہ اُس کو منکرین سے سابقہ نہ پڑے یعنی خیالی دور تسلسل و حرکت و سکون
سے۔ اس واسطے پہلے اس نتیجے کو یہ سمجھا پس وہی ہمیشہ رہا۔ جیسے موجد کا نام ہمیشہ
بالا رہتا ہے کتنی ہی ترقی ہو۔ کیونکہ ہر شخص درخت کا نقشہ اُسی طرح نہیں کھینچ سکتا جس طرح
درخت اپنی اصلی حالت میں کھڑا رہتا ہے مگر وہی کھینچ سکتا ہے جس میں قدرتاً یہ صلاحیت
ہو۔ یا سیکھ کر کھینچنے کی صلاحیت پیدا کر سکے مگر موجد کے ماتحت ہی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ
اُس سے فوقیت لیجائے اسلئے موجد ہی افسر رہا۔ افسر کا ہونا حکمتہً و نظاماً اور مصلحتاً و
ضرورتاً ہوتا ہے۔ جیسے زندگانی بسر کرنے کا ایک قدرتی مفید سلسلۂ اصول جسکو شریعت
و قانون وغیرہ کہتے ہیں جو محض ضروری ہے ہونا چاہیے سو ہوا کرتا ہے۔ اسکی غرض الاصل

کہیں گے۔ اسی طرح اُس صحیح القویٰ اور قوی القویٰ اور خالص قوی افسر کو گر پڑ و ناگزیر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ افسری کے کام کو انجام دے اور اپنے ماتحتین میں اُسکی اشتہار اور اشاعت کرے کہ شہود و غیوب۔ تابع و متبوع دونوں طرف اُس کے اثر کا احساس ہو۔ چاہے بالعلم ہو یا بالجہل۔ یا بالخواص اور قدرت کا محکمہ انفعالاً اِس کا گواہ رہے اس سے معلوم ہوگا کہ اس قدرتی محکمہ کا کوئی غیبی افسر ہے جب ہی سب کو اُسکے سامنے تابع عمل چار ناچار پیش کرنا پڑتا ہے اور اپنے اپنے اعمال کا نتیجہ پانا پڑتا ہے۔ گویا تحتانی طبقے پر فوقانی طبقے کا اثر کشاکشی کے ساتھ عادلانہ اعمال کے مطابق پڑ رہا ہے جسکو حکمتہً و نظاماً اور مصلحتاً و ضرورتاً تسلیم کر لینا بھی خالی از فوائد نہیں ہے کہ اس تسلیم و اسلام کے مطابق اثر پڑے چہ جائیکہ درحقیقت وہ قادر مطلق افسر ہی ہے (جیسے سلطان النجوم۔ نیر اکبر و نیر اصغر یعنی آفتاب و ماہتاب ہیں۔ سلطان الاحجار جو ہے سو حجر اکحل ہے سلطان الجبال جو ہے سو الیپیا ہے۔ سلطان العناصر آگ ہے۔ سلطان الماء حرکت ہے سلطان جو ہے سو ہمالیہ ہے۔ سلطان الجواہرات جو ہے سو ہیرا ہے۔ سلطان الاشجار جو ہے سو پیپ یا بڑ کا درخت ہے۔ اگرچہ فن طب میں سرس کے درخت کو کہتے ہیں جیسے جن الاشجار دیودار کے درخت کو کہتے ہیں اسی طرح سلطان المعرشات انگور کی بیل ہے۔ سلطان الحیات جو ہے سو سانپ ہے۔ سلطان الوحوش جو ہے سو شیر ہے سلطان البہائم و الغنائم بقر ہے۔ سلطان الطیور مرغ آتشخوار اور چکور یا دیگ دو دجاجہ ہیں۔ سلطان القرود جو ہے سو لنگور ہے۔ سلطان الاماہی جو ہے سو انگوٹھا ہے

جب ہی اسی سے امپریشن لیا جاتا ہے۔ سلطان الناس۔ رب الناس۔ الہ الناس و ذی
برحق و امام مطلق ہے۔ سلطان القویٰ و سلطان القدرت و سلطان الکائنات جو
ہے سو عین اللہ تعالیٰ ہے۔ اب اس لفظ سلطان کو اگر شاہ کے لفظ سے یاد کرو جیسا کہ بھی
تم کو بولنا پڑے گا کہ شاہراہ۔ شاہ گام۔ شاہ سوار۔ شاہ مور۔ شاہ ورہ۔ شاہ رگ۔ شاہ
کمتب۔ شاہ بیت۔ شاہ توت۔ شاہ بلوط۔ شاہترہ۔ شاہ تیر۔ شاہ دانہ۔ شاہ لال۔ شاہ نخل
شاہ پر۔ شاہ عالم وغیرہ وغیرہ میں قاعدہ ہذا کے مطابق خدا تعالےٰ لئے ضرور افسر ہے۔ اسلئے
اس دائرہ انسانیت کے قدرتی قوانین جملہ ماتحت دوائر سے درجہ بدرجہ تھوڑا تھوڑا ترقیاً و
تنزلاً مختلف ہوتے ہوئے نیچی والی مخلوق سے بہت بالائی فاصلے پر آگے وسیع پیمانہ
کے رنگ میں کچھ کچھ تشابہ نمائی کے ساتھ متنوع ہو گئے ہیں۔ اسی طرح آگے بھی ہے۔ گو نیچے
پر پیچھے ہے۔ یا تحت اسفل السافلین ہیں (یعنی جو سب سے نیچا طبقہ ہے) گویا کہ سگ گنگ
و سگ تخو یا کی حالت ہے کہ بدبیر ہو یا نیرو دیگر اس کے مگر تم مکرر ٹکسال کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔
پس سب کے لئے ایک ہی قسم کا قانون علی حسب الزمان ہے جو ہنگامی و مقامی و دوامی
امکر کے تین قسموں میں منقسم ہے وہ اپنے اثرات میں درجہ بدرجہ بلا مفہوم عام و خاص و
مشترک و مستثنےٰ ایکساں ہے۔ بلکہ جو آخر میں اور مستثنےٰ ہوتا بھی ہے تو وہ قانون ہی کی رو
سے ہوتا ہے۔ نہیں معلوم ہونا ایک دوسری بات ہے۔ اب جس قسم کی اسکی ہستی استحقاقاً
پیدا ہوئی ہو۔ اس واسطے اس دائرہ انسانیت کے اندر بھی جس قدر اشیاء مافی السموات و
مافی الارض بتدریج یا دفعتہً کسی طرح سے ہو لوگوں کے قبضے میں آچکی ہیں اور آئیں گی وہ

سب ایک دوسرے کے لئے ممالک مشترک ہیں۔ بناء علیہ سب کے اغراض اصولاً بالاتفاق مشترک ہیں۔ چنانچہ اس دائرہ کے ہر ایک ممبر کی غرض علماً ہو یا جہلاً ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے

قانون

اوّلاً یہ کہ جس عالم میں جب تک ہم ہوں جانے عقل و عیش آرام و راحت سے رہے۔ فطری محکمہ کے جس صیغہ یا شاخ میں کار پرداز ہے اسکے اصول کے مطابق کام کرے۔ اگرچہ دوسری شاخ کے اصول سے متضاد یا مخالف ہو۔

دوسرے کچھ یادگار قائم کر چھوڑے کہ مرنے کے بعد یعنی انتقال کے بعد اس کا نام رہے اسی خیالی شے کا نام دنیا ہے۔

تیسرے اگر اسکے علم کے مطابق خدا کی ہستی ہے تو اس سے جس طرح چاہے لو لگائے کہ یہ آسانی کا سبب ہو۔ یہی دنیاوی دین ہے۔

تشریحات

یعنی اللہ تعالی کے دیکھنے کا دل و جان سے قدرتاً مشتاق ہو۔ اور یہ سب خیالات بلا کوشش اس کے دل و دماغ میں کثرت سے گشت لگاتے رہیں اور ایک دوسرے کی خدمتگزاری و کار برآری کو روح الدارین سمجھے بلکہ مبالغہ یہ ہے کہ لوگوں کی کار برآری کے لئے تہہ دل سے جستجو میں ہے اور اس کے آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑے۔ جلد سے جلد نکالنے کی کوشش

کوشش بھی کہ یہہ شبہ ہر کس و ناکس پہ ہویدا ہے کہ سب سے بڑی عبادت یا بڑی عرفان

سے ہیں۔ اور کچھ لوازمات ضرور یہ وغیرہ ہیں۔ کچھ لازم و ملزوم سے ہیں

جیسے خالق و مخلوق۔ ہادی و مہدی۔ وغیرہما۔ گویا ایک کے نہ ہونے سے دوسرا ساقط

ہو جاتا ہے۔ اُس شخص ایک کو جو شخص آن ایک ہو کون جانتا ہے؟ مگر وہی آن ایک

جس کا قانون ہے کہ نصف نصف یا دو کے ملنے سے ایک ہوتا ہے اور تین کے ملنے سے بھی

ایک ہوتا ہے۔ اور کروڑہا کروڑ کے ملنے سے بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ جیسے ایک عالم کروڑہا

کروڑ چیزوں سے مل کر ایک عالم بنا ہے جو کبھی نہ کبھی آن ایک ہونیوالا ہے جس کو تخلیص

کہیں گے اگرچہ پھر توحید و یکتائی کے اندر قید ہو۔ اور یہہ سب دُنیاؤ عالم۔ ظہور میں اصل ہیں یا

اور ظہور تمام ہے۔ کیونکہ جہاں حیات ہے وہاں دنیا ہے۔ اور حیات تمام ہے۔ اسواسطے

تمام دُنیا ہے۔ طفلی کے اندر جوانی و پیری جو ہیں سب مخفی ہیں۔ اُن کے مدارج ظہور اور وقت

ظہور کا نام الگ جدا ہے۔ اسی طرح دین ہے۔ یا اصل الاصول بنام خدا ہو جانا اصلی دین کہا جائیگا

پس کیسی قسم کی بھی زندگی ہو اُسکو کیونکر بسر کرنا چاہیئے کہ واقعی جائز طور پر بالعموم آرام پہونچے

اِس اصول کو جاننا اور اس پر عمل کرنے کا نام دین یا زندگانی ہوگا۔ اسی کو دوسرے لفظ

میں مذہب کہیں گے جنکی تشریحات ہماری فرمان و فیضان نامی کتابوں میں درج ہیں بلکہ

یہہ فیصلہ بھی جزو فیضان ہی سمجھا جائے۔ کیونکہ جملہ مضامین کا مجموعہ جو کسی وقت میں ہو

اُن سب کا نام فیضان ہے۔

پس انھیں مذکورہ بالا اغراض میں اپنی اپنی ترقی و مدارج کے مطابق لوگ ہر ایک عالم میں

جابر بلجبار۔ طوعاً وکرہاً۔ نفسا نفسی وکشاکشی کے ساتھ علماً وجہلاً سرگرداں ہیں۔ اُس کی
آفرائش وحصول میں جو اشیاء یا لوگ مزاحم ہوتے ہیں۔ یا اُسکے آگے سے اُس کے حصول
ہونے کے ذرائع کو منافقانہ برتاؤ کر کے کیداً ومکراً غضب وغبن کر لیتے ہیں۔ یا ضرورت
سے زیادہ ترظلماً بدنظمی کے طور پر ہل من مزید کہہ کر چھین لیتے ہیں کہ اُسکو کمی پڑتی ہے۔
جس وجہ کر غم وغصے میں پڑ کے گھلتا جاتا ہے یا گھٹتا جاتا ہے کہ اُسکی ساری خوبی اور نعمتیں سلب
ہوتی جاتی ہیں۔ دُکھ سے تکھ بگڑنے لگتا ہے حتّٰی کہ یہہ غُصّہ حد سے زیادہ عبور کر جاتا ہے
تو بمنقاد ومصداق چوں تنگ آید بجنگ آید وہ برسر پیکار ومخالفت آمادہ ہو جاتا ہے جسکا
آخری وفوری نتیجہ ابتری وبدتری۔ فتنہ انگیزی وخونریزی۔ ناشادی وبربادی۔ حیرانی وویرانی
جدائی وتنہائی۔ تباہی وجانکاہی وغیرہا وغیرہا ہیں۔ تو جس معین ومعاں کے سبب سے ایسا
واقعہ پیش آئے وہی ظالم ہے وہی واجب اللعن واللعان ہے منحوس الاسم والشہرت ہے
اگرچہ وہ بادشاہ ہو یا غیراز بادشاہ ہو کسے باشد۔ کیونکہ بادشاہ کا کام من جانب مالک السمٰوات
والارض حق رسائی وآرام رسانی۔ نگہبانی وحکمرانی حقیقت دانی وقدردانی۔ جان پروری و
عدل گستری۔ نظم وترقی ہے کہ لوگ کنوارے۔ بھکاری۔ نکمے۔ لوطی جعلیہ وغیرہ وغیرہ
نہ ہونے پائیں۔ حاجت روائی ہو۔ نہ کہ مکر وظلم قزاقی وسراقی ٹھگیاری اور ریاکاری دجالی
اور چنڈالی۔ خودغرضی وخودمرضی۔ بدطینتی وبدنیتی۔ دشمنی وبدظنی۔ کذب وفریب بصدہا عیب
وغیرہا وغیرہا ہے کہ ع درلباس دوستی صدکار دشمنہا کند کا مصداق ہو۔ خاصکر عدلاً
جہاں ضرورت بھی نہیں ہو۔ لہذا قانون فطری ووضعی اُس کی پاسداری نہیں کرسکتا۔

وہ جنگ اور ساخت سنگین میں شکست کھائے گا۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے پہلا بھی لے جائے لیکن بالآخر وہ نیست ہو جائے گا اس کا کوئی پاسدار نہیں ہوگا۔ نہ عناصر نہ ماتر و غیرہا و غیرہا بلکہ اسکے سارے پاسداروں کا اندرونی و بیرونی نتیجہ بدتراز بدترین ہے۔ حتیٰ کہ اسکی اپنی ذات بھی جب ہی الٹی سوجھتی ہے۔ کیونکہ وہاں اخلاص کا گذر نہیں۔ اور باہم شیر و شکر ہو جانے پہ خوش تراز خوش ترین نتیجہ ہے۔ پس اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ اور مظلوم غالب و غیر غالب کا نتیجہ اور اسکے ساتھیوں کا نتیجہ (بدیر ہو یا بزود) بہرحال بہتراز بہترین ہے جو وہ ابدی خوشگوار و مزیدار ہے۔ اور آثار قرینیہ و احداثات الامر سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ یقینی نتیجہ ہے۔ ایسوں کے لئے پس حق العباد کے واسطے جو کوئی لِلّٰہ خیرًا یا للخیر جنگ کرتا ہے۔ اور مخالف کے مکر و فریب و طمع دہی میں نہیں آتا اُسکے پھوٹ ڈالنے کے مفہوم کو سمجھتا ہے۔ وہی غازی ہے۔ اور جنگی مرنے والے جو ہیں سو ہستی ازل کے بلا کمی و بیشی جز و لاینفک ہیں۔ جیسے پہلے تھے۔ کیونکہ اگر نور سے نور روشن کیا جائے گا۔ یا اسکے اندر لوٹا دیا جائے گا تو اس میں کمی بیشی نہیں واقع ہو سکتی۔ یہی اس کی فطرت ہے۔ پس اس جنگی عبادتِ مقبولہ کا اثر بہت انتہا رس اور زود رس ہے۔ چنانچہ علم تواریخ کی رو سے اس غیبی بابرکت سرفرازی کا ظہور برابر ثابت ہوتا چلا آرہا ہے۔ مگر لوگ بھول جایا کرتے ہیں۔ اور فطرت و فاطر کو اپنی خام العقلی سے بدنام کرتے ہیں اسلئے مابدولت انانیت مآب بمصداق

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ حکم دیتے ہیں کہ۔

تصریحات

بیشک تم کو اِس وقت اللہ جلّ شانہٗ امر کر رہا ہے نہایت عدل و انصاف و کرم کے ساتھ کہ تم تمام بنی نوعٔ انسان۔ قبۂ فلک کے زیر سایہ بالیکدگر ہمسایہ ہو۔ جو مختلف آب و ہوا و مکان و زمان و سریان کے سبب سے مختلف رنگ و روغن و قیافہ رکھتے ہو۔ اور پیشے کے لحاظ سے ذات پات۔ ورنہ مفہوم آدمیّت میں کچھ فرق نہیں۔ اِس لئے حیوانات مُطلقہ کے مقابلے میں تم لوگ بالیکدگر محض ذوی القربیٰ ہو۔ و نیز اخوان ہو۔ ننگ و نفرت وغیرہ کی باتیں نہ کرو برائی نہ کرو کہ جس سے تمہارا یا کسی کا بھی بُرا ہو۔ اور وُعا حلید قبول نہ ہو؛ اس واسطے آپس میں بلا روک ٹوک شادی بیاہ کر کے حُسن و خوبی کو بڑھاؤ۔ مصاہرت و مواکلت سے ذوی القربیٰ پر ذوی القربیٰ ہو۔ کہ اِس ترکیب سے خونِ واگذشتہ پھر ایک ہوجائے۔ نعم البدل میں محبت لگکشش بڑھے۔ نیا خون پیدا ہو۔ خونریزی کا غم جاتا رہے۔ اور آیندہ سے بالیکدگر کفر و بغاوت و بدی و نامفید زہریلے حرکات کو راہ نہ دو۔ جس کلم میں یقینی طور پر تمہارا اور سب کا بھلا ہو اُس میں شریک ہوجاؤ۔ یہ نہیں کہا جاتا کہ اگر کسی کو کوئی چیز خاصکر ضرر پہونچا رہی ہو تو اُس سے زبردستی کہا جائے کہ وہ ضرور استعمال کرے۔ ہرگز نہیں + پس وقت اور موقع کی قدر کرو + وقت و موقع نہ کھوؤ + ہر چیز اور کام میں صفائی رکھو + چاہے ناخن ہو یا زمین + محبّت و اتحاد و ترقی مفید کو رُکنِ اعظم قرار دو + ایک دوسرے کو من کلّ الوجوہ نہایت خلوص اور سچائی کے ساتھ فائدہ پہونچاؤ + قوم مردوہ و دولت رحیمہ کی طرح اپنے ہادی اور اُس کی ہدایت کو بدنام نہ کرو۔ اور

نہ کرواؤ + اچھا سوچو۔ اچھا بولو۔ اچھا کرو۔ اچھی نیت رکھو + مفید طریقے پر جدت و بدعت کے ساتھ ہمرنگِ زمانہ ہوتے رہو + جہاں پر موقع ہو وہاں پر قرینہ و قیاس و اجتہاد و آثار۔ فکر و غور و مشورہ و مصلحت سے مدد لے کر کام کرو + نہایت صلح کُل بنو + سب چیز کا حق پہونچاؤ + نیک بنو۔ اور ایک بنو۔ بس یہی حق العباد ہے۔ یکجہاتی ہے۔ اقبالمندی کی نشانی ہے۔ سو ما بدولت عینیت مآب نے تم کو وعظ فرما کر گزشتہ واقعات کو یاد دلا کے ظالم کو ظالم۔ اور مظلوم کو مظلوم۔ اور دونوں کے مآل کو ثابت کر دکھایا۔ صور صریر سے تمکو جگایا۔ جس سے عیاں راچہ بیاں کا مضمون ہو گیا۔ برگزشتہ را صلوٰۃ از آئندہ احتیاط پر عمل کرو تو وہ عمل بحر نایہ ہے۔

مقدمۂ بحث و جرح

یہہ حاضرہ ہمہ گیر جنگ و جدال فتنہ و جدال اُسی مذکورۃ الفوق بناء پر قایم ہوئے ہیں جو مہدئ[1] ہمسنا کی شہادت پر محمول کئے جارہے ہیں (یعنی اسطریا کے دولہا دولھن۔ خواہ شہزادہ و شہزادی[2] کی شہادت پر) تو جس مہدئ[3] منجانب اللہ نے سب طرح سے مہدئ مذکور و مقتول کی دیت یا خونبہا کے لئے شیرِ غراں اور گرگِ دراں۔ درندۂ زیان و پیلِ دمان کی طرح غضبناک ہو کر سیفِ عریان و تیغِ بُراں کھینچی اور زمرۂ صلحا کی مانند ہمزبان ہو کے

---

(۱) اسطریا (۲) مہدی کے معنی دولہا و دولھن کے بھی ہیں۔ (۳) ہدایت کردہ شدہ اور ہادی۔

توحیدِ عالم وترقّیٔ مُفرّح کو پسند کیا تو وہ بیشک حق پر ہے اور نایب الحق ہے۔ پس وہی
واقعات ظاہریہ کے لحاظ سے ابرار یعنی نعیم سے ہے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ عظیم الشّان جنگِ
فرسنگہا فرسنگ از زنگ تا فرنگ با توپ و تپنگ و تیر و خدنگ بہ ہزار ہا رنگ ہو جائے
اور جو قاتل کا ظالمانہ پاسدار ہو کر برسرِ جنگِ بیدرنگ از گنگ تا سنگ باپیل و پلنگ و گرگ
نہنگ و باطبل و چنگ آمادہ ہوا تو وہ بیشک برسرِ ناحق ہے۔ کتنی ہی کچھ شہادت اُس کے
موافق ہو سب عذرِ لنگ و خلافِ ننگ ہے اور وہی فُجّار یعنی جحیم سے ہے یعنی صحیح معنی
میں مدعا علیہ ہے۔ اِسلئے تنگ و ننگ ہوگا۔ اور یہ مُسلّمہ ہے مدِ واقعات و شہادت کی رو سے
لیکن جس طرح سانپ کے کاٹے ہوئے کو فلفل۔ وتلخی کا مزہ نہیں محسوس ہوتا۔ اور مجنون
کو اسکی مجنونیت۔ بدکار کو اُس کی بدکاری۔ اور مسخ شدہ قوم کو اُس کی مسخیّت و مجودیت
محسوس نہیں ہوتی اِسی طرح اُس کو اپنی زیادتی این و آں محض بدنیتی کے سبب سے نہیں
محسوس ہوتی + اُس پر زہرِ مار کا اثر چڑھ گیا ہے + وہ قرینتہً پہلے سے مُرید الفساد و مُرید الفساد
معلوم ہوتا ہے۔ ہرگز ضریل الفساد و زبیل الفساد نہیں جو سب کے حق میں فتنہ ہے مُضر
ہے + بس یہی ثبوت ہے + گویا ۵

بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دلِ ہوشمنداں بسے
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگے در وے اُفتد شود منجلاب

کا مضمون ہے + پس لعنتہ اللہ علے المفسدین کہنا چاہئے لیکن اگر وہ فرقہ جسکو
لوگ مفسدین کے نام سے یاد کر رہے ہوں۔ یعنی انگریز وہ اپنے

مخالفت کے بارے میں اعلان کردہ و غیر اعلان کردہ مکتوبات
و سندات و فتاوے اِس قسم کے پیش کرے جس سے پورا پورا
پتا چلے کہ بیشک اُسکے مخالف نے پیشتر ہی سے خلاف ویشا
و آئین و مذہب و تعلیمات حضرت عیسیٰ مخالف پارٹی کا کلمہ گو ہو کر
عام خونریزی کا (۲) ارادہ کر لیا تھا خاصکر نصرانیوں کے لئے جب ہی
بلا بین الاقوامی (۳) پنچایت کئے ہوئے عین عالم (۳) غفلت میں کمزور
و زور آور سب پر بقصد نرغہ و یلغار دھاوا کر دیا۔ کیونکہ (۵) وہ صرف کوئی
پہلو ڈھونڈھتا تھا (۶) جیسا کہ برن ہارڈی کی کتاب سے ثابت ہے
جس پر اُسکے فرمانروا کی طرف سے بجائے کچھ پرسش ہونیکے
اور فوج میں تقسیم کرائی گئی۔ اور مقتول اُس میں معاون رہا اور یہ
دنیا کو معلوم ہے تو اُس وقت اُس نام نہادی مفسد یعنی انگریز کو
حفظ ما تقدم کے لحاظ سے کیا کرنا چاہیے تھا؟ غالباً یہی کرنا چاہیے تھا

جو ہوا۔ اور جیتا کیونکہ انما الاعمال بالنیات اس لئے اس غیبی[1] ہادی برحق نے مجھکو اپنا مسیح و مہدی برحق بنایا اور بنوایا یعنی مجھ کو منشیتاً من کل الوجوہ ہدایت برحق فرما کر امت عدالت کے لئے یہ ہدایت و قوائے ہدیٰ ودیعت فرمائے کہ میں اس زمانہ مہدی ہیں (دور عیسیٰ جو مہدین ہنتے تھے و نیز دور شہادتِ مہدی یعنی قتلِ عریس و عریسیہ اسطریا۔[2] ثم دور مہدی یا لفٹ ایج (LIFTAGE یعنی گھوارے کے زمانہ میں) برز اللہ و احد القہار ولمن الملک الیوم کا نعرہ مارتا ہوا مع شاہد و مشہود اس یوم الموعود کے درمیان سب کے لئے مجسم ہادی برحق لکل الوجوہ بنکر لوگوں کو اپنا مہدی قرار دوں (یعنی ہدایت یافتہ خلایق) اور مخاطب ہوکر کہوں۔ کہ اے ہمارے مہدیین کرام۔ یا کائنات کے گھوارے میں رہکر ہدایت یافتہ خلقت اصلح وسداو کی رو سے مناسب ہو کہ یہ کہا جائے کہ ہرچہ گزشت بماضی گشت۔ اب اس ہدایت پر عمل کرتے جاؤ کہ تمام جہان بنی نوع انسان کا منجانب اللہ (یا من قدرتِ غیبیہ) ایک ملک مشترک ہے۔ سب کا حق سب کی محنت و درجہ و رسدی کے مطابق راحت رسانی کے ساتھ مکمل پہونچنا[1] چاہئے۔ پہونچتے[2] دینا چاہئے اور پہونچانا[3] چاہئے کہ سب کو پورا پورا آزادی سے آرام ملے۔ اسکے کسی عنصر کی حق تلفی نہ ہو تمام انسان بایکدگر بھائی ہیں۔ وہ اب اسی بات پر مبنی ہے جو کہی جاتی ہے کہ وہی عین فیصلہ ہے جو واللہ یحکم بینکم یوم القیامۃ فردا کے مفہوم و معانی میں ملفوف و پیچیدہ ہے۔ فہوا ہذا

فیصلہ

تمام روئے زمین پر۔ جس جس قوم نے جس جس قسم کی آب و ہوا سے پرورش پائی ہے۔ اور

ہو جو ملک اُس مناسبت سے خاص اُسی کا سمجھا جاتا ہے وہ ملک بے چون و چرا اُس کے حوالے کر دیا جائے اور اس قسمت سے وہ ملک بھی آزاد سمجھا جائے بلکہ آزاد ہو گیا۔

جیسے جنوبی و مشرقی کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ آئرلینڈ۔ اسکاٹلینڈ۔ نیوزی لینڈ۔ مراکش۔ فرینکفش۔ الجزائر۔ سماٹرا (سمالی لینڈ) تونس۔ طرابلس۔ جربرہ۔ مڈغاسکر۔ مصر۔ مزنبیق ٹرنسوال۔ نیپال۔ زنجبار۔ ملیبار۔ روس۔ قبرص۔ مالٹا۔ جبرالٹا۔ سقوطرا۔ اسٹریلیا۔ حقا اطالیا۔ کوریا۔ منچوریا۔ چین و مہاچین۔ خیوا۔ بخارا۔ مسقط۔ تبت۔ کابل۔ زابل۔ ترکستان۔ اور ہندوستان مع جزائر ہندیہ۔ وغیرہا وغیرہا۔ (یعنی جہان بھر) اگر وہاں کے باشندے نظام نہیں جانتے ہیں تو اُنکو نظام و انتظام کرنا سکھلایا جائے۔

پس مذکورۂ بالا لفظ آزاد کے وسیع ترین معنی نے جناب حضرت مردِ میدان و حیدرِ کرار غازی مرد۔ شاہ دور اندیش۔ شبیہِ مسیح الموجود علینا اعتیاۃ و التسلیم سیف اللہ و ظفر جنگ و فتوح الملک بہادر۔ ثریا جاہ۔ کیواں پناہ۔ واجب الاحترام۔ کبیر الاسم و کثیر الاحتشام۔ ربّ الافواجِ مسیح علینا الصلوٰۃ و السلام۔ موردِ فضلِ ذی الجلال و الاکرام۔ رحمۃ للعالمین جرجیس شاہِ انگلستان ایّدہ اللہ تعالیٰ ابداً کے جملہ مفتوحاتِ واسعہ کو اپنے معانی میں سمیٹ لیا ہے یعنی وہ سب مفتوحات مع مفتوحاتِ مخالفین بھی آزاد ہو گئے۔ اب اس فیصلہ کے مخالف کوئی اور کچھ معتبر و غیر معتبر باتیں کسی پارٹی کی شنوائی کے قابل نہیں ہیں۔

(۱) جس نے قانوناً یہ حکم دے رکھا ہے کہ دس گنہگار چھوٹ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر ایک بے گناہ نہ پھنسنے پائے۔ اور ملزم اپنے سارے بیانات جو پولیس کے آگے کئے ہیں عدالت میں اون کی تکذیب کر سکتا ہے اور عدالت اُن کو صحیح تسلیم کرے گی یونہی سنگسار نہیں کر دیگی۔ پھر یہ رحمت نہیں تو اور کیا ہے۔

قطعہ

باد ہمن ورد ہمن ہمہ نواب ہند و سند	در پیش فوج مہدی بیا یند نیم جاں
چہ ہیم صیغم است فرائے فرو نشیں	بر طانیہ بگشت ۔ ابو ضیغم جہاں

۱۴/۱۹۱۶ء

توضیحات

اوپر جو ملک کا ذکر آیا ہے اُسکے قدرتی حدود کے بارے میں ہمیشہ ہماری غرض یہی ہوا کرگی اور سب کی یہی ہونا چاہیئے کہ قدرتی طور پر از روئے علم جغرافیہ۔ اختلافِ آب و ہوا کے سبب سے رنگ و روغن۔ شکل و قیافہ۔ حرکات و سکنات۔ جو متفرق ہو جایا کرتے ہیں اور بلا کسی ترکیب کے تشابہ عامہ نہیں پیدا کر سکتے۔ تو جہاں سے تفریق عرضاً و طولاً ہونے لگتی ہے وہی خطِ تفریق اُس ملک کا سرحد ہوگا۔ وہاں کے لوگوں پر یہہ فرض ہوا کرے گا کہ بکمالِ تہذیب و آداب۔ صبر و سکون۔ عقل و استقلال۔ و کثرتِ رائے سے جانچ پڑتال کر ایک لائق و قابل شخص کو پانچ سال کے لئے اپنا صدر الصدور مقرر کرلیا کریں جس کا آخری نفاذی و ترویجی حکم بارگاہ معلّیٰ دیا کرے گا جس کا ذکر آگے آئے گا۔ تاکہ تمام دنیا کا جو انتظام ہو تو وہ انتظام دافع البلائے والوباء والقحط والمرض والالم انتظام ہو چنانچہ اُن انتظامات کا۔ خود ہی و ضروری جزو اعظم۔ عالم انسانی کی سطح کو مستوی کرنے کے لئے یہہ ہوگا کہ بالعموم ہم زبانی و ہم مذہبی و ہم قومی کا حکم نافذ ہوئے کیونکہ زبان و مذہب محض عارضی ہیں جو فی الفور رفع دفع ہو سکتے ہیں۔ بخلاف تشابہ عامہ کے۔ کس لئے کہ یہہ مواکلت

و مصاہرت کے ذریعہ سے رفتہ رفتہ زائل ہو گا۔ چونکہ یہ عارضی نہیں ہے بلکہ نسلی ہے+ قُدرتی و روحانی نہیں ہے۔

(۱) پس یاد باشد کہ آیندہ سے تمامی بحر و بر۔ خلاؤ ہوا د باب السّماء وغیرہ) حسب علاوہ استحقاقِ عامّۃً مفید طریقے پر استعمال میں لانے کے لئے مع مفہوم تجارت آزاد رہیں گے۔

(۲) جنگ آورانِ ہر دو فریق میں سے کسی فریقِ غیر شرّی کے ذمہ تاوانِ جنگ بشمولِ این وآں کچھ نہیں۔ دو طرفہ نقصانات کافی و وافی ہیں۔ یہی تلافی و معافی ہیں+ اگر جرمنی منظور کرے تو قیصرِ معزول کو اُسکے حینِ حیات تک اپنا شاہی پریسیڈنٹ بڑے تپاک سے بنائے۔ مگر اِس صلحنامہ کا استحفاظ اور اُس پر سب کو قایم رہنے اور قایم رکھنے کے لئے بڑی ذمہ داریوں کی ضرورت ہے۔ اِس لئے **ایک زبردست عالمگیر و ہمہ گیر عدالتِ عامہ بمفہوم بارگاہِ معلّیٰ مع ایک سرورِ انجمن** کی حاجت ہے کہ صلحنامہ کی نگہداشت کے ساتھ ہمہ این وآں مسائل کے لئے ذمّہ وار محافظ ہو+ اور جس طرح نظم میں مضامین و مطالب۔ قافیہ کے ماتحت ہوتے ہیں اُسی طرح اِس نظم میں نظمِ عالم کی طرح تعلّقات باہمی ہوں۔ قافیہ تنگ نہ ہو۔ تا کہ ؎

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ۔۔۔ ہمچناں در بندِ اقلیمِ دگر

کا کھٹکا جاتا رہے۔ وہ اِس طرح پر قایم ہونا چاہیے۔

نظام

کر جسقدر افواج مع سلاح و ادویاتِ عسکریہ و حملہ و لوازماتِ فوجیہ تمام عالم میں نمائش

یا غیر نمائش کے لئے تھوڑے بہت ہوں۔ کچھ ہوں۔ اُن سب سے زیادہ از زیادہ (بارہ بروج کے مطابق) بارہ گناں یا کم از کم تیں گناں اُس عالمگیر عدالتِ عامّہ بنام بارگاہِ معلیٰ کے لیے چون وچرا ماتحت ہوں۔ جو محض بے خوف وطمع۔ سچائی اور صلح وامن ونظم کے لئے فدائی ہوں۔ جن کا واقعی یہی ایمان وایقان ہو کہ بھلائی کے لئے مستعد رہنا کروڑہا کروڑ برس کی عبادتِ شاقہّ سے بہتر ہے۔ اسکے لئے سرفروشی کرنی خدا رسیدگی کیا معنی کہ چشم زدن میں عین اللہ بنجانا ہے۔ اور ہو جاتا ہے۔ اور جیتے رہے تو لقائے تاج ہے۔ صلح وامن کی گرم بازاری ہے۔ اور آقائے نامدار اور عوام الناس کا مگار کا نورعین بنجانا ہے کیونکہ بغیر طاقتِ جامعہ کے توازن وتسوّی وتعادل وتسلّی کا مفہوم برپا ہونا محال اندر محال ہے۔ اور بے چون وچرا یہہ سچ ہے پس یہی تعلیم ہونی چاہیئے۔ اور اس بات کو نصب العین رکھنا چاہیئے کہ ؎

ہماں بہ کہ لشکر بجاں پروری کہ سلطاں ز لشکر کند سروری

اِن سب کا خرچ تمام جہان وجہانیاں مستقل طور پر ہمیشہ دیتے رہیں۔

تنقیحات

جیسے فلکیات کی تحقیقات کرائی۔ زئیکن وغیرہ کی بنوائی۔ مرصاد وغیرہ کی بنوائی۔ جہازات وغیرہ کی تیار کرائی۔ موتی۔ مونگا اور سیپ وغیرہ کی نکلوائی۔ پہاڑ کی تڑوائی کان کی کھدوائی۔ موقع موقع سے جنگل کی کٹوائی۔ اُسکے اندر راستے وغیرہا کی بنوائی

ہر ایک چیز کے کارخانہ کی کھلوائی۔ سڑک کے دورویہ درخت کی لگوائی۔ ریلوے۔ ٹرامو ے۔ تار۔ ٹیلیفون۔ اور پوسٹ وغیرہ کی بندوبست کرائی۔ انہار کی بنوائی۔ کھاد کی بنوائی زراعت و فلاحت کی کرائی۔ تحقیقاتِ ادویہ و تاثیراتِ گوناگوں کی تحت کرائی۔ ادویات کی بنوائی۔ ہاسپٹل کی کھلوائی۔ اسکول۔ کالج۔ معبد۔ حمام۔ قید خانہ۔ رمنہ۔ عجائب خانہ وکتب خانہ کی درست کرائی۔ عمارتوں کی بنوائی۔ صفائی کی کرائی۔ صنعت و حرفت و تجارت کی فروغ دلوائی۔ آب رسانی۔ روشنی رسانی۔ ہوا رسانی۔ ہوٹل۔ سیرگاہ۔ باغ چاہ و تالاب و پل سازی پولس یا نگہبانی خواہ چوکیداری اور چونگی وغیرہ کی بندوبست کرائی تندرستی و عدالتِ ملکی و نسل انسانی و بہایم وغیرہا کی حفاظت کرائی۔ افلاس و جہل و بدی وغیرہ کی نکلوائی۔ تمّت وغیرہ وغیرہ یہ سب پبلک کے ذمہ ہے۔ اس میں امداد دینے کا نام۔ چندہ دینے کا نام۔ زکوٰۃ یا ٹیکس۔ صلہ۔ اجرت۔ خواہ محصول ہے جو۔ ہر ایک شخص کی آمدنی کا چوتھا ہونا چاہیئے۔ آئندہ جیسا موقع و محل ہو۔ مگر ہر حالت میں راجا پرجا سب کا بالاتفاق یہی خیال و کوشش و عمل ہونا چاہیئے کہ جہل و افلاس کسی جگہہ بھی نہ رہنے پائے تا کہ کسی کو محصول دینا جبر نہ ہو۔ اگر ایسا انتظام نہیں ہے تو ظلم اندر ظلم ہے ہرگز راجا پرجا ہر دو میں سے کوئی بھی سراہنے کے قابل نہیں"

اس واسطے اعلےٰ انتظام کے لئے ہر ملک کے (جسکی میں اوپر تعریف کر آیا ہوں) پانچ صوبے ہونا چاہیئے۔ جس میں ووٹ یافتہ حضرات پانچ سال کے لئے ناظمین و عمائدین سے ہوں اور یہ تمام ممالک جو بارگاہِ معلّٰی کے ماتحت ہوں وہ بارگاہ معلّٰی۔ یا عالمگیر سلطنت کا عالمگیر

دارالامارت قسطنطنیہ ہو۔ کہ جب کوئی ایک اہلِ ملک دوسرے اہلِ ملک پر زیادتی کرے یا بارگاہِ معلّٰی کے کسی پاس شدہ قانون و حکم جاریہ سے انحراف کرے۔ یا زیر لو اہو نیسے گریز کرے۔ یا باہر ہونے لگے۔ یا فوجِ معینہ کی تعداد کو ظاہراً یا باطناً کسی طرح بڑھانا چاہے خواہ کوئی ایسی نئی بات پیدا کرنا چاہے جسکا نتیجہ آئندہ چل کر خراب ہونے والا ہو۔ یا کوئی سی بھی ایسی حرکت جو قرینے سے بدنیتی ثابت کر رہی ہو۔ غرہ پایا جا رہا ہو۔ ترقی کے خلاف ہو۔ یا اس کا گمان و اندیشہ ہو۔ یا باور کرنے کی کافی وجہ ہو۔ یا اُسکے امکان کا احتمال ہو جو کسی وقت امن میں خلل ڈالنے والی ہو جو صحیح منطق سے ثابت ہو تو بارگاہِ معلّٰی اُسکی سرکوبی کر سکے کہ یہ کچھ طوائف الملوکی نہیں ہے بلکہ ملکِ مشترک کی طرح یہ ایک عالمگیر سلطنت ہی۔ جس کا ایک ایک مُلک۔ یا ہر ایک مُلک ایک ایک حصہ ہے جس پر رزیڈنٹ من غیر ذوی القربیٰ[1] مع قلعہ و افواجِ کافیہ نگرانِ حال ہے کہ انتظام درہم برہم نہ ہونے پائے سایہ کی طرح ساتھ رہے اس لئے سب جگہ کے بنی نوع انسان ملکر اُس کی سرکوبی کریں بعد از سرکوبی اُس وقت کے لحاظ سے جو بات قرار پائے اُس پر عمل کیا جائے کیونکہ سنساری چکّر یا گردشِ زمانہ۔ اور دور کی رگڑ اور حرارت سے نئے نئے قسم کے تبدیلات و تغیرات کی پیدا ہوتی رہتی ہے جنکے اثرات کی یکجائی فراہمی اور دفعات و تکرار کی عملی اجتماعی حیثیت و کیفیت میں بازت پیدا ہونے سے فرق نمایاں ہونے لگتا ہے کہ اُسی کی مناسبت سے کام کرنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ اگر حسب دور زمن کام نہ کیا جائے

---

(۱) یعنی رزیڈنٹ کا وطن وہ نہ ہو جہاں کا وہ رزیڈنٹ مقرر ہوا ہے بلکہ بالکل غیر شخص ہونا چاہیے۔

تو سراسر نقصان و فنا کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ اسی واسطے ہر وقت موقع و محل و وقت اور جلب فائدہ کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے مگر توحیدِ عام کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے برپا رہنا کسی وقت بھی مضر ثابت نہ ہوگا۔ اس لئے اس پر ہمیشہ قایم رہنا چاہئے اور سر دست تھوڑے عرصہ کے لئے جو جس حالت میں ہے اسی حالت میں رہکر ایک منسٹر کی زیر نگرانی حسب ضرورت بندوبست کرے (چاہے وہ کوئی ادنی رئیس ہو یا رئیس الرؤس ہو یا اس سے بھی اعلیٰ ہو کوئی ہو اور کچھ ہو) اور جیسے جیسے عدالتِ مذکورہ یا بارگاہِ معلیٰ سے جن جن باتوں کی اجازت ملتی جائے اس کو عمل میں لایا جائے۔ سرتابی حکم کا الزام لے کر خود کو قصور وار نہ ٹھہرائے جس کا نتیجہ خراب ہو۔ اور یہہ عدالت مذکورہ فوراً کا فوراً قایم ہو یعنی بارگاہ معلیٰ جسکی چار پانچ شاخیں اور ہونی چاہئیں۔ ایک (۱) دار الموافقین کی جو مدلل موافقت میں بات کرے۔ دوسرے (۲) دار المخالفین کی جو مصنوعی خصومت کے ساتھ مدلل مخالفت کرے۔ تیسرے (۳) دار المبحثین کی جو دونوں باتوں پر مدلل بحث کرے۔ چوتھے (۴) دار المحققین منصفین کی جو دونوں باتوں کو چھان بین کرے۔ اس پر بارگاہ معلےٰ دستخط کرے۔ اگر قابلِ اعتراض ہو تو اعتراض کرے بارگاہِ معلےٰ میں تمام جہان کے سر برآوردہ عقلاء اور حکماء امین و دیانت دار لوگ جانچ پڑتال کر ارکانِ دولت اور اعیانِ حضرت۔ اصحابُ الشوریٰ۔ اور اربابُ النجویٰ۔ خواہ ممبر بنائے جائیں۔ اور ہر ایک ملک کے ہر ایک صوبہ میں سے ووٹ یافتہ حضرات اولیاء ہوں۔ جو اس ملک کے نمایندہ شمار کئے جائیں گے۔ اب وقت کے لحاظ سے جسقدر انکی ضرورتیں ہوں کمی و بیشی کرنے کا اختیار ہے۔ جو ہر ایک محکمہ کا کشوری

و لشکری اصول الگ کرے۔ پھر اُس کا ضد اور اُس کی روک کے بارے ہیں صحیح صحیح رائے دے۔ دھوکا نہ دے۔ پھوٹ اور دریمی پیدا کرنے والی باتوں کو رفع کرنیکی تجویز پیش کرے۔ جو اِسکے خلاف کرے اُسکی گردن ماری جائے۔ ہر پانچ برس کے بعد اعیانِ حضرت بدلدئے جائیں۔ اِن سب کے قیام گاہ آمنے سامنے بہت دُور تک بسلسل چلے جائیں اور اُس مکان پر اُن کے ملک کا جدا پھریرا ہو۔

حقوق الالوان و العلامۃ

جس قدر روئے زمین پر اقسام الوان ہیں سب قسم کے الوان کے پھریرے جُدا جُدا ہوں اُن پھریروں کی زمین پر جُدا جُدا علامت ہو۔ جیسے کسی پر آفتاب تو کسی پر نجم و ہلال کسی پر دس پانچ ہلال۔ یا کسی پر دس پانچ نجوم۔ کسی پر قوسِ قزح۔ کسی پر پھول۔ کسی پر خوبصورت اشجار میں سے کوئی شجر۔ کسی پر عقرب۔ کسی پر اژدر۔ کسی پر دمبہ۔ کسی پر سانڈ کسی پر شیر۔ کسی پر مرغ و قاز۔ کسی پر جہاز۔ کسی پر ریل۔ کسی پر بوتل۔ کسی پر سیکل۔ کسی پر گھڑی۔ اور گرامیفون و ستار۔ کسی پر شمشیر۔ کسی پر مقراض و قلم و تیر و کمان۔ کسی پر دائرہ و میزان۔ کسی پر خطِ مثلث و عینک۔ کوئی سادہ۔ کوئی دھوپ چھائیں۔ کسی پر تاج۔ کوئی مختلف الالوان۔ مگر عالمگیر سلطنت کے پھریرے کا نشان عین الیقین والی علامت ہوگی جس [illegible] تختی ہوگا۔ جسکی زمین فیروزی اور جھالر قوسِ قزحی ہوگی۔ اور اُس پر مثلث ہوگا۔ لیکن اگر دوسری قسم کا مربع بھی ہوجائے تو کچھ گناہ نہیں (۱)

(۱) وہ نیا کر یا تصویر و نقشے کے ذریعہ سے بتلایا جاسکتا ہے۔

تو گویا اِسی طرح ہر ایک جگہہ کا پھریرا جدا ہو۔ اور اُس پر جو مناسب نشان معلوم ہو۔ وہ
تا کہ مکان ڈھونڈنے والے کو تکلیف نہ ہو۔ فوراً اُس پتے پر چلا جائے۔ بلکہ مکان
اکی پیشانی پر بھی نشان ہو۔ کہ بھول نہ ہونے پائے۔ اور ہر ملک کا پھریرا اُسی کے ملک
تک محدود رہے گا۔ بخلاف بیرقِ بارگاہِ معلّٰی کے۔ کہ یہ ہر جگہہ اُڑ سکے گا۔ اِن سب الوان
و اشکال کی قدر دانی و شکر گزاری کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ مگر بُوٹ یا جوتا ہمیشہ نیچا رہا کرتا ہے
بُوٹ کی نشانی کا پھریرا رزالت و سفلہ پن سے ہے یہ نہ استعمال ہو۔

ترویج اللُّغات

(۳۴) بارگاہِ معلّٰی کی زبان راگ بھاشا ہونا چاہئے (Musical language)
جو موجودہ حکمرانوں کی نہ ہو جو اب گذشتہ میں داخل ہیں۔ نہ وہ زبان۔ جاریہ مذہبی زبان
سے ہو۔ جو مذاہب فائل کئے جا رہے ہیں۔ وہ زبان آسان ترین ہو۔ پھر بھی جہاں تک
ممکن ہو آسان بنائی جائے۔ اُس میں ہر کام کے لئے ضرب المثل ہو جسکے معنی میں
سالہا سال کے تجربے پوشیدہ ہوں۔ اُس میں سب قسم کے تلفظ ادا کرنے والے حروف
ہوں۔ وہی زبان سب میں رائج الوقت ہو کہ جہاں بھر میں جمیع امور آسانی ہو۔ غالباً
وہ زبان توفی البدیہی وہی ہے جس میں یہ فیصلہ کیا جا رہا ہے یعنی اردو جو ہندوستانی
زبان ہے۔ اور بقولِ عوام النّاس ہندوستان ہی حضرتِ بنی نوعہ انسان کا پہلا وطن ہے
تو زمانہ ہمیشہ درپے ترقّی ہے اور متداول ہے۔ ترقّی کے بعد تنزّلی ہے یا نیستی ہے

دوسری قسم کی ترقی کے لئے۔ یا آرام محض کے لئے۔ یا پھٹکار کے لئے۔ اب جیسے عمّال کے اعمال ہوں۔ اِس لئے بھولے بھٹکے پھر ہندوستان کو سرفراز کر دینا چاہیے کیونکہ سب کا اصلی وطن ہے۔

(۴) بارگاہِ معلّیٰ کا کام ہمیشہ باہمی اتحاد و ترقی اندرونی و بیرونی۔ ظاہری و باطنی۔ و جمیع اقسام کی ترقی و رفاہِ عام کے لئے کوشاں ہوتے رہنا ہوگا۔ اور اُسکو عملی جامہ پہناتے رہنا ہوگا کہ سب کو آرام پہونچے۔ زندگانی اچھی بسر ہو۔ کوئی دُکھی نہ ہو۔

تفتیش الاحوال

محققینِ خلیق و باتہذیب دریافت حال کے لئے مقرر ہیں کہ غلط خبر نہ پہونچے۔ اور بدیر نہ پہونچے کہ صاحبِ حاجت کو شدّتِ انتظار سے گھلنا پڑے۔ مگر صاحبِ احتیاج و اغراض و ملتجئین اس امر کا بخوبی خیال رکھیں کہ نہایت عمدہ کاغذ پر عرض حال ما قلّ و دلّ پر عمل کریں کہ محققین کو تکلیف ناجائز نہ ہو۔ اور زیادہ وقت نہ صرف ہو۔ ورنہ آخر میں یہہ بھی جرم قرار دیدیا جائے گا۔ اگر اسکے خلاف کیا تو۔ کیونکہ یہاں خود آرام رسانی کا بندوبست کیا جارہا ہے تاکہ لوگ اچھے اچھے کام کریں۔ یادگاری چھوڑنے والوں کو موقع ملے کہ یادگاری چھوڑ جائیں کہ دوسروں کو فائدہ پہونچے۔ اور باقیات الصالحات اُن کی روح کے ساتھ جائے۔ بس جتنی بڑی نام آوری اُتنا ہی بڑا عُمدہ جنم۔ اب فرشتہ بننے چاہیے اور کچھ۔ یہہ کام محکمۂ خلق و تخلیق۔ صیغۂ کون و فساد کے متعلّق ہے جسکی

تم کو ضرورت نہیں۔ تم کو صرف خوش اعمال ہونے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔ یہہ اصول ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی سلسلے میں نجات بالذات و دوامی بھی پا سکتا ہے۔ وہ سب اعمال ہی کا نتیجہ ہوگا۔ اس بناء پر ہر کوئی اپنے خیال و اعمال کے بموجب اپنے حشر کے بارے میں حکم لگا سکتا ہے۔ اس لئے چاہئے کہ دل و دماغ فکرِ معاش سے ماؤف ہو کر بیکار نہ ہو جائے۔ کہ لوگوں کو آیندہ والی ہر قسم کی زندگی سے نفرت ہو جائے۔ اور خدائے پاک کو ظالم سمجھنے لگیں۔ اور زندگی ہی کو جہنم یاد سمجھنے لگیں۔ اور آہ کا نالہ منہ سے نکلتا رہے۔ بلکہ آرام پاکر خوشی خوشی بلا جبر و اکراہ اپنے دل سے چیزوں کی تحقیقات و اصلیت کی طرف مائل ہوں۔ اور خدا کی اندرونی ڈھونڈھ اور اس سے لو لگانے کا اندرونی مزہ چکھیں۔ اور کامیاب ہوتے ہوں۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر چونکہ سب چیزیں افسری ضرور ہے۔ کیونکہ سب چیز یا یکدگر تابع و متبوع۔ و عبد و معبود ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مثلاً پیروں میں تیھیر۔ کائنات میں خدا خدائی کے اندر حضور خداوند یعنی مہبطِ خدائے عزوجل جسکو اصل معنی میں بادشاہ۔ اور افسر خواہ اوتار کہتے ہیں۔ کہ اس افسر کی مستقل ذات سے مفید رعب و داب و جمیع اقسام کے مستقل و دوامی فیض و برکت کا نزول و صدور یا بحکمہ قدرت نے امانت رکھا ہے۔ کہ خدمت و محبت و اطاعت عقیدت و نسبت کے وسیلے سے اس کا ظہور ہوا کرے اس لئے اس کا ایک جائز جانشین مستقل افسر کی طرح خون در خون ہوتے رہنا چاہئے کہ اس میں خاندانی و موروثی اثر ہو جسے خاندانِ انبیا کہتے ہیں۔ یا خاندانِ لیگا کہینگے

جو ہمیشہ سے مصطفےٰ و مجتبیٰ رہا ہے۔

صفات السلاطین

جس کا ہمیشہ اپنے فن میں مکمل کامل ہوتے رہنا لابدی ہوگا یعنی عالم فاضل۔ عاقل غیر متعصب آزاد خیال۔ غایر و خایف ترقی پسند۔ وجود رکھنے والا۔ سیاح۔ بہروپیہ کا فن جاننے والا وغیرہ اور رعایا کو بال بچہ سمجھنا ہوگا۔ اور اس کا عملی ثبوت دینا ہوگا۔ اس سے یہہ غرض نہیں کہ اگر وہ مجرمین سے ہو جائے تو اُس سے بدلا نہ لیا جائے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ بدلا ہی اُسکے لئے اور بقائے انتظام کے لئے بہتر ہوگا۔ یہہ سب احکام دوامی ہیں۔ اسی کا نام تکمیل الدین و النعم۔ ہے۔ یا ہوگا۔ اس لئے اس کو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ ولیعہد قرار دے جا چکنے کے بعد اُس ولیعہد سے سرتابی کرنے میں انتظامی معاملات و صلح و امن وغیرہا میں سخت سے سخت رخنہ پڑا کرتا ہے۔

تمثیلات

(۱) سکندر اور دارا شکوہ۔ دو بھائیوں میں سے سکندر ولیعہد بنایا گیا تھا۔ مگر اُس کی عملی تکمیل کے وقت لوگوں نے انحراف کیا۔ پھر اُس کا کیا نتیجہ ہوا؟ صاف ظاہر ہے کہ دارا شکوہ مارا گیا۔ اور سکندر ہی کو قبول کرنا پڑا۔ اسی طرح مامون (۲) و امین کا قصہ ہے۔ اگرچہ کسی طرح سے بھی سہی مامون و امین کے باپ کو تاج و تخت پہونچے ہوں کہ مامون ولیعہد

بنایا گیا۔ اور دعویدار آمین مارا گیا۔ اسی طور پر فریدوں(۳) اور اُسکے بھائی کا قصہ ہے فی
مثلِ ذالک۔ حضرت آرمیا(۴) (رامچندر جی) اور اُن کے بھائی بھرت کا قصہ ہے۔ یہی نہج
حضرت محمدؐ اور اُن کے ولی عہد بنام حضرت علیؓ کا قصہ ہے جو ابھی تک لوگوں کو تلخ تجربہ
حاصل ہوتا جارہا ہے کہ خلافت کا جھگڑا پیش ہے۔ جسکے فیصلے کا یہی زمانہ ہے۔ شعر

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را(۱)

خدا کے ولی عہد یا ولی عالم عیسےٰ(۶) تھے جنکے ولی عالمی کا چرچا ہے۔ خیر یہ ایک جملہ معترضہ تھا
اب اصلی بات یہ ہے کہ از روئے انسانیت و آداب و اخلاق و قدردانی و شکر و مصلحت
ایک انسانی خاندان تہلیل و تقدیس۔ تسبیح و تحمید۔ فیض و برکت۔ دعاؤ ہدیٰ۔ تصفیہ و تزکیہ
تصلیہ و ترضیہ۔ کے لئے فی سبیل اللہ خلایق کی طرف سے نذراناً یا بر درمیانی بنا کر اسی
کام کے لئے وقف کر دینا چاہئے۔ جسکو خاندانِ انبیا و اولیا یا ہر نبی خاندان کہا کریں گے
اس ربانی خاندان کو فروغ دیکر خود کو فروغ و ترقی پر پہونچانے کے لئے بحر و بر عناصر و
ماثر۔ نباتات و جمادات و حیوانات وغیرہا کی طرف سے ایک اچھا خاصہ قطعۂ ارض جسکا
نام اوپر ملک رکھا گیا ہے نذراناً الگ کر دینا چاہئے۔ جہاں کے وہ خود حاکم ہوں (کہ یہ
خدارسیدگی کا انعام ہے۔ سورج سے جسقدر زمین کو ملا زمین نے بخار کی صورت میں سورج کو دیا
گویا برابر داد و ستد کا قانون جاری ہے) مگر ملکی انتظامات بعینہٖ و بجنسہٖ ویسی ہی ہوں
جیسے کہ تمام سلطنت کے اندر ہوں۔ ایسا نہیں ہو سکے گا کہ وہاں رزیڈنٹ مع قلعہ و افواج

نہیں رہے گا۔ اور نگرانی کا فریضہ نہیں ادا کریگا نہیں نہیں ضرور رہیگا۔ اس ہربنسی خاندان کی گدی نشیں
کا کورٹ درگاہِ معلّٰی و عرش اعلےٰ کہا جائے گا جیسے کبھی برے معنی میں استعمال کرنا نہیں ہوگا
اور یہہ خاندان ہمیشہ اولادِ ذکور سے لائق و فائق رہا کرے گا۔ جو معین تنخواہ کے ساتھ حقوق
کہا جائے گا۔ یا خدیو۔ یا ولی اللہ۔ یا فرمانروا۔ اور اس کی بیگم۔ خدیجہ۔ اور ولی عہد خواجہ
اور بارگاہِ معلّٰی کا سرورِ انجمن اسباط و اناث سے اولادِ نرینہ لائق و فائق ہو۔ اس لئے اسکو
رگھوبنسی خاندان کہیں گے۔ اس کی تنخواہ معین ہونا چاہئے تاکہ خزانہ دست برد نہ ہو۔ دونوں
کے لباسی نشانی میں سبز و سرخ رنگ سے کچھ فرق ڈالدینا چاہئے جو بدنما طریقے سے
مستعمل ہو۔ بلکہ نہایت خوش نما ہو کہ دیکھ کر نینے سکھ کلیجے ٹھنڈک ہو۔ اگرچہ وہ کلغی
یا طرہ کچھ ہو۔ مگر یہہ نشانی محض سے مخص قرابت دار استعمال کریں جنکے ساتھ بار بار قرابت
ور قرابت کی نوبت نہ پہونچی ہو۔ یہہ نوبت پہونچتے ہی اُس رنگ کے ساتھ ایک دوسرے
رنگ کی بھی آمیزش کر دیں کہ خاندانی پہچان یا طرہ سے امتیاز تو رہے۔ مگر قریبہ و بعیدہ
کا تمیز صاف آشکارا ہو جائے۔ اور بارگاہِ معلّٰی و درگاہِ مصلّٰی ایک دوسرے کے
ماتحت شمار کئے جائیں۔ دونوں جگہوں پر سفیر رہیں کہ دونوں کو کھٹکا لگا رہے تاکہ ظلم
و حق تلفی و غفلت و عدم ادائے فریضہ پر فوراً ایک دوسرے کو پرسش کرنے کا حق ہے
جنکے ہست و نیست کے بارے میں یکسان اختصار مدلّل تائید یا تردید پیش ہو۔ اگر نقص
عظیم ثابت ہو۔ جس سے انتظام میں درہمی پھیلنے کا گمان واثق ہو تو دربار سلطنت
مع لشکر ثالث بنکر اُس کا فیصلہ کرے جو کچھ عادلانہ فیصلہ ہو جائے اُس پر فوراً اسکا

عملدرآمد ہو۔ ذرا چون وچرا کی حاجت نہیں۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو امورِ سلطنت و دربارِ زرین سے متعلق ہو اُسکو سورج بنسی خاندان کہا جائے گا۔ جب تک تعلق رکھے۔ اگرچہ اُسکے ذمہ کتنا ہی ادنےٰ سے ادنےٰ کام سپرد ہو۔ اور پبلک کا وہ حصہ جو پیشہ ور ہوگا اُس کو چندر بنسی خاندان کہیں گے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ چھوٹا پیشہ ہو۔ تم پبلک کا وہ حصہ جو فوج اور پولس اور کراماً کاتبین یعنی خفیہ پولس کا کام انجام دے گا اُسکو جدو بنسی خاندان کہیں گے مگر ان پانچوں خاندانوں میں سے کسی خاندان کو ذرا سا بھی مجاز نہ ہوگا۔ کہ ایک دوسرے پر منہ آئے یا ایک دوسرے کے سامنے فخر و مباہات بیجا کرے۔ یہہ ایک طغرائے امتیاز صرف اس واسطے ہے کہ مشاغل و تعلقات کے حالات بآسانی معلوم ہوں۔ جیسے افواج کے نام رکھے جاتے ہیں۔ اِس سے فوج کے درمیان کچھ فرق نہیں ہوا کرتا جو تفرق کرے وہ پھوٹ کا بانی ہے۔ وقت کے لحاظ سے اسکی سزا کرو۔ کبھی مخالف فرقہ قایم نہ ہونے پائے۔ اس لئے ہر ایک خاندان میں شادی بیاہ کرتے رہنا ہوگا۔ کہ مطلق جدائی کا نام نہ آئے۔ خاندان بدلتا رہے۔ صرف عہدے و شرافتِ طبعیٰ و علمیٰ و عقلیٰ و خصائلِ حمیدہ ہونے پر اعزاز و احترام کا استعمال بطریقِ اختصاص قایم کیا جائے۔ یہہ سب نظامیٔ و انسانیٔ و عقلی مصلحت ہے کہ رعب و داب جو جزوِ انتظام ہے اُس میں فرق نہ آئے۔ سب لوگ مناسب مشاغل کے لحاظ سے اپنی اپنی حد پر قدرتی فریضے کے طور پر رہو۔ اور سب خلقتِ انسانیہ کو ملا کر آلِ یحییٰ یا آل العین کہو۔ جب بارگاہِ معلےٰ اور درگاہِ مصلےٰ میں رئیسِ مستقل نسلاً بعد نسلٍ خواہ بطریق صدر الصدور جیسا موقع ہو

جو پانچ سال کے لئے ہوا کرے۔ مقرر کیا جانے لگے۔ تو بارگاہِ مُعلّٰے کا رئیس یا خاقان المعظم درگاہِ مُصلّٰے کے رئیس کے سر پر تاج رکھے۔ اور اگر بارگاہ مُعلّٰے کا رئیس گدی نشیں ہونے لگے یا چارج لینے لگے تو درگاہِ مُصلّٰے کا رئیس آکر سر پر تاج رکھے۔ اور سب لوگ آکر مُبارکباد دیں اور کہیں کہ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ علےٰ آلِ العین جَلَّ جلالہٗ وَعَمَّ نوالہٗ۔ دربارین اور دربار یا دربارِ عام جسکو دربارِ مُحلّٰے کہیں گے۔ تینوں برابر ہیں۔ یہہ کتنا کشتی توازن و مساوات کے لئے رہے جو عین خوش نظمی ہے۔ اَللّٰھُمَّ فَضِّلْ علےٰ عینِ المصطفےٰ وصلوٰۃ و السلام بنعایت الاکرام و الانعام علےٰ الہ الامجاد دایماً ابدا۔ پس جس طرح جمہوری نیچرل گورنمنٹ کے تین بڑے بڑے دربار ہیں ایک عناصر کا۔ دوسرے مآثر کا۔ تیسرے حیوانی عالم کا۔ جن پر خدا فرمانروا ہے۔ اسی طرح یہہ گورنمنٹ ہوگی۔ اس نظم و انتظام کی روحانی و مذہبی شاخ ایک دھرم لگان کی ہوگی اور وہ یہ ہے۔

جملہ معترضہ

دھرم لگان

جس قدر روئے زمین پر معابد و فواحیم علےٰ قدرِ ضرورت ہوا کرینگے سب کا سید المعابد یا سید الفواحیم[1] درگاہ مُصلّٰے کی قیام گاہ کا معبد و فواحم ہوگا جیسے آجکل امن گاہ و راحت رساں صوبہ بہار ہے۔ پانے والا ہے۔ جس میں قزاق و بدو و مطوّف و دغا باز جیسی خلقت نہیں ہا کرے گی اور کہیں بھی نہیں رہنا چاہئے۔ چہ جائیکہ ایسے مقام میں۔ اس امن مقدس میں جس قدر

(۱) ... [illegible]

شکر و سپاس کے طور پر پبلک اور گورنمنٹ کی طرف سے جنرل گورنمنٹ کے لئے نذر اللہ
تمام دنیا کے مقامی معابد کی معرفت پیشکش کئے جائیں گے وہ سب ایک جگہ جمع
ہو کر دربار مصلٰے و عرش اعلٰے کے ماتحت رہیں گے کہ تمامی نواجیم (معابد) کی مرمت
و زیبائش اور ملازمین کی تنخواہ میں صرف ہوں کہ نذر دہندہ کو ثواب پہونچے۔ جیسے دنیا کی
ملک مشترک کے لئے سب سے ٹیکس لیا جانا فرض ہے اسی طرح دینی و دنیوی فلاح
و بہبودی و برکت و خرسندی کے لئے نذر اللہ لیا جانا فرض ہے کیونکہ دین و دنیا۔ یا
آئین و سلطنت دونوں سب کے لئے ملکِ مشترک ہے اور فائدہ بخش ہونا چاہیے
اس واسطے درستگی بالاشتراک ہونی چاہیے۔ چنانچہ [illegible] کے وقت آتش سپاہی اور محصول
کے طور پر مطبوخات سے حصہ لے لیتی ہے۔ کچھ وہ کچھ بھی چکا چکایا ہوا حصہ لے لیتا
ہے تب برکت ہوتی ہے۔ سب چیز کی قیمت زر ہے۔ زر کی قیمت نور ہے۔ نور کی
قیمت نور علی النور ہے اسلئے نذرانہ فرض ہے۔ چنانچہ اسمائے نذرانۂ حیات یہ ہیں۔
(۱) نذرِ پیدائشِ اولاد (۲) نذرِ صحت و تندرستی (۳) نذرِ غسلِ اوّل (۴) نذرِ نام زدگی
(نام رکھائی) (۵) نذرِ سالگرہ و دندان برآری۔ (۶) نذرِ نمک چشانی (۷) نذرِ عقیقہ
و گوشوارہ جو پانچ سال کے بعد ہو یعنی عقیقہ۔ اور اگر جلد ہو تو غیر مضر ادویات کے ذریعہ
سے ہو۔ اس خردسالی میں سر پر استرہ نہ پھیرا جائے۔ اور گوشوارہ جو صرف لولاک گوش تک
محدود ہے وہ بھی بسبیلِ ادویات ہو کہ بچے کو تکلیف نہ ہو (۸) نذرِ ٹیکا و آبی مع غسلِ صحت
(۹) نذرِ ترکِ شیر خوارگی (۱۰) نذرِ ابتدائی تعلیم (۱۱) نذرِ فراغتِ تعلیم (۱۲) نذرِ سفرِ اول

(۱۳) نذر دنداں ریزئی و دنداں برآری (۱۴) نذرِ تزویج (۱۵) نذرِ مراد برآری (باجا گاجا ناچ رنگ چراغاں و آتشبازی و جلوس کے ساتھ۔ تمھیں اختیار ہے۔ مگر افلاس میں جائز نہیں اور یہاں افلاس گناہ قرار دیا جا رہا ہے جسکو نکالنے کے لئے اتحاد ضروری ہے)

(۱۶) نذرِ ابتدائی مشغلہ یعنی کاروبار (۱۷) نذرِ صوم اول جو ہمیشہ ۱۲ یا ۲۵ مئی سے شروع ہو کر اسو مئی کو ختم ہو جایا کرے گا۔ اب مئی کے مہینے کا آگے چل کر جو کچھ نام رکھا جائے۔ گویا سالانہ اکل و شرب کا کفارہ صرف گیارہ یا سات دن کا روزہ ہوا کرے گا تاکہ سالانہ تنقیہ ہو جایا کرے۔ مگر سحری نہیں کھانی ہوگی۔ نہ سحری کے لئے جاگتے رہنا ہوگا۔ اگر کسی تماشے وغیرہ کے سبب سے جاگنا پڑا ہے تو کچھ گناہ بھی نہیں۔ ایسی حالت میں کچھ کھا پی سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ روزے سے فائدہ ہو۔ خاتمۂ صیام پر یومُ الاولیاء منائے گھر یا فرجام میں۔ یا کسی معین مقام پر دل خوش کرنے کو جمع ہوئے جشن کیا۔ کھایا پیا۔ رخصت ہوتے وقت دعا مانگی کہ۔ اے اللہ۔ ہم پر۔ ہمارے خاندان پر۔ بزرگان نسل آدم پر۔ ازل سے ابد تک اپنی برکت بھیج۔ آمین۔ (۱۸) نذرِ استعمال اتیل جو مخلص ہونے کی نشانی لنگل یار نما خاتم وغیرہ ہوگی (۱۹) نذرِ ضعیفی۔ (۲۰) نذرِ وفات اب کبھی مرنا نصیب ہو گویا عمر بھر میں۔ نصاب یا

تعینات یا کفارۂ این و آں۔ یا جزیہ۔ یا ٹیکس۔ یا چڑھاوا۔ خواہ حسناتِ عظمیٰ۔ یا نذرانہ اتنے ہی مرتبہ ادا کرنا ہوگا جتنے مرتبہ بتلایا گیا۔ آئندہ خود لوگ جیسا موقع دیکھیں لیا کریں اور جسکو جتنا بھر موقع بن جائے۔ بہرحال بہتر ہی ہے۔ جو سب ملا کر بیس روپیہ ہوں گے جو

موجودہ روپیہ کے ساڑھے بارہ روپیہ کے برابر ہونگے اور روپیہ ہمیشہ دس آنہ کا ہوا کرے گا
اور اشرفی دس روپیہ کی کہ یہ آسانی حساب تمام ہو کیونکہ سولہ آنہ کا روپیہ بالکل خلاف
قاعدہ ہے۔ اور سکہ سوائے گول شکل کے کسی اور شکل کا نہیں ہونا چاہیئے کس لئے
کہ خدا کی خدائی کا سکہ جو قدرت کی شکل میں ہے وہ گول ہے۔ اور سکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
ایک ہی قسم کا رہا کرے گا۔ اس میں جدت و بدعت۔ تبدیل و تغیر نہیں ہونا چاہیئے
جس پر طغرائے تحادی[1] مع الرسم ہوا کرے گا۔ یہ سب نذرانے۔ یا جب کبھی
نذرانہ دینا ہو۔ اور دینا ہی چاہیئے۔ کیونکہ مراسلات و تحفہ و تحائف سلامی بیاجی سے
تعلقات قایم رہتے ہیں ورنہ منقطع ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح نذرانہ مذکورہ گویا بطور تشکر بحر
گورنمنٹ کے سامنے ربانی خاندان کے ذریعہ سے احترامًا پیش کئے جارہے ہیں۔ ہرگز
ہرگز چھوٹے چھوٹے بھی اس زر مقدس کو زر حقیر نہیں سمجھنا چاہیئے ورنہ جھوٹوں کی طرح حقیر
ہوجاؤ گے۔ اس زر کو درگاہ مصلیٰ اپنے کام میں ضرورتاً بے تکلف لاسکتا ہے۔ اور
جب پبلک پر کسی قسم کی مصیبت پڑے یا روپے کی ضرورت آن پڑے تو پبلک دربار معلیٰ
میں درخواست دے کر لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ زر کافی موجود ہو۔ مگر بارگاہ معلیٰ کی معرفت
بکمال صراحت بیانی ضروریات بتلائی جائیں کہ مطلق غبن نہ ہو۔ غبن کرنے والے کی ہرگز
ہرگز رو و رعایت نہ کی جائے ضرور ضرور سزا کیجائے۔ ایسے موقع پر معافی گناہ ہے۔ اسلئے
کوئی شخص حساب طلبی و حساب فہمی پر برا نہ مانا کرے۔ اور خزانہ جہانتک پر رہے بہتر ہے

(۱) جیسا عالمگیر سلطنت کے پھریرے پر نشان تبلایا گیا ہے اسکے ایک طرف ہو گا دوسری طرف حلقہ تحجی
کے اندر رسم۔ اس لئے اس سکہ کا نام تحادی ہو گا۔

کفایت شعاری سے خرچ و امداد رسانی ہو۔ لوگوں کو چاہئے کہ اپنے حکام کی کسی طرح
مذمت نہ کریں اُن کے لئے سرگوشی نہ کریں۔ نہ کسی قسم کا الزام ناگفتہ بہ بلا ثبوت اُن کے
سر تھوپیں بلکہ اُن کی جائز تعریف کریں اور معزز الفاظ سے مخاطب کریں۔ خوش آمد باتیں
ہوں۔ روح فرسانہ ہوں۔ اور حکام و حاکمِ وقت کو بھی چاہئے کہ اپنے کردار و رویہ وغیرہ
کو درست و شایستہ رکھتے جائیں کہ صحیح معنی میں ممدوح ہوں۔ ضابطۂ و اصول کے پابند ہوں
لوگوں کو چاہئے کہ وہ صرف یہ دیکھا کریں کہ اُن کا اولی الامر پنجاہ سالہ تاک آٹھ گھنٹے برابر
عباد اللہ فریضے ادا کرتا ہے یا نہیں؟ اور باقی بقایا یومیہ کام اسی روز ادا کروالیتا ہے
یا نہیں؟ کسی طرح کا ہرج تو نہیں واقع ہوتا ہے؟ اگر بہر طور ادا کرتا ہے۔ ادا کرواتا ہے
تو کسی ناضر رساں مشغلے پر اسکی نکتہ چینی نہیں کیجا سکتی۔ اُس کی ٹوہ میں لوگوں کو نہیں
لگنا چاہئے۔ نہ بدظن ہونا چاہئے واللہ تعالیٰ خیراً و شراً کہدینا کافی ہے۔ پس ٹوہ میں رہنے
اور عیب کرنے کو گناہ سمجھو۔ اس پر لوگ واجب التعذیر والعذاب قرار دئے جاسکتے
ہیں۔ بس لئے اُس کے جلال و جمال۔ قہر و مہر۔ رحمت و زحمت کی تعریف کرتے رہنا چاہئے
کہ خلائق بیم و رجا کے درمیان رہے جس سے انتظام چل سکے۔ بس ایجاب و قبول
خواہ عہد واثق کی کوئی محبوب و برگزیدہ و معنی خیز ایسی نشانی مقرر کردینی چاہئے کہ اِس
چکر ورتی مہابھارت (جنگ عالمگیر) اور نظمِ جدید کے لئے یادگار زمانہ رہے کہ یہہ خاص
قسم کی خاتم النبوت یعنی امن و ترقی و بلندی کی انگشتری ہاتھ میں ہے۔ اِس لئے انگلی
پکڑ کر پہنچا پکڑا ہے۔ کہ امن سے رہنا چاہئے۔ ہماری ہستی ایک خزانہ الٰہی ہے جو بیہودہ طریقہ

نہیں خرچ کرنا چاہیئے اسلئے اس پر مار نما انگشتری بنام ایتل ہے جسکے ساڑھے تین حلقے اس واسطے ہیں کہ ہر شخص اپنے ہاتھ سے ساڑھے تین ہاتھ ہوتا ہے۔ اگرچہ کائنات کی کائنات بھی خود کو اپنے ہاتھ سے پیمائش کرے۔ اور اسی طرح بہت سے معانی ہیں جسکی تشریح اور کسی بیان کے کسی حصے میں ملے گی۔ اس انگشتری کی طرح عالمگیر سلطنت کی یادگاری میں نیا سکہ تمام جہان میں ہمیشہ کے لئے رائج الوقت کرنا چاہیئے جیساکہ اوپر بیان ہوا۔ یہی تشریح فیضان میں کہیں ہوگی۔ اور یہہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے۔ اور مابدولت جناب ہادی خودسر خودمختار و عدۂ واثق فرماتے ہیں کہ تاحینِ حیاتِ بشریہ و نیز بغیر بشریہ و بری عن الحیاتِ مخلوقہ ہونے کی حالت میں بھی ہمیشہ کے لئے بشرط فرمانبرداری و خوش عملی و خوش خوصی و خوش فکری عامیان و عالمیان۔ نسلاً بعد نسل مسحور و مجذوب و مخمور اور مسمرائز کرکے فیضان پہونچاتے رہیں گے کہ یہہ بھی تمہارا ہی مندول کنانیدہ توجہہ کہا جائے گا۔ اور اکثر الاکاثر ایسا ہی کرتے رہے ہیں۔ اور جو کچھ کیا جائے گا تمہارے بھلے کے لئے کیا جائے گا۔ ورنہ پھر وہی قہر و مہر۔ اس لئے ادباً و شکراً و ایماناً دعا مانگو کہ تمھیں فرمانبرداری و خوش عملی و کامیابی کی توفیق عطا ہو۔ ایسا کبھی نہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو۔ اور سب کچھ خدا کردے۔ یہہ ہرگز ایمان کی تعریف نہیں۔ ایمان یہ ہے کہ ایمان رکھو اور خود کرو۔ یہی ایمان رکھنے کا اصول ہے۔ سب چیز سے جسم ہے۔ جسم سے عقل ہے۔ عقل سے ایمان ہے۔ عقلِ دنیاوی۔ صرف دنیا تک شریک ہے = ایمان عقبیٰ تک ہے اسکے بعد عقلِ کل تک درجہ

بلا مفہوم وجود ہستی رکھتی ہے۔ بس اسی پر ایمان رکھو+ اور سر دست شمول فیضان سے رفاہ عام کے لئے جو آئندہ والی ترقی کا پہلا زینہ ہے یوں ہم حکم نافذ فرماتے ہیں جس کو تمھیں بالاتفاق قبول کرنا لازم ہے۔ اور یکتا وہ ول صدائے مرحبا و لبیک و سعدیک بلند کر کے فی الفور عمل کرنے کے لئے معانقہ و مصافحہ کرنا چاہیے۔

فهو ہذا۔

ہرگاہ کہ امر ہذا قرین مصلحت جامع ہے۔ لہذا حسب ذیل حکم دیا جاتا ہے

(۱) سال اپنا برجی رکھو+ مہینہ اپنا شمسی رکھو+ مہینے کی پہلی تاریخ[(۱)] تنخواہ بٹ جائے+ یوم الاحد کو یوم الراحت بناؤ+

حکم اوّل

(۱) جہاں تک جلد ممکن ہو حکم کی تعمیل بجا لایا کرو+ توہین عدالت نہ کرو+ جملہ کارکنان ایوان ٹھیک وقت پر بیت المامورین حاضر ہوں+ اور حاضری کے رجسٹر پر دستخط کریں+ نافرمانی کو حرام و گناہ سمجھے جائیں+ اس میں بہت بڑا گھاٹا سمجھیں+ قہر الٰہی کو طلبیدہ و پیش خیمہ گرداننا کسی جائز بات میں ناممکن کہکر ہمت نہ ہارو+ بے محل ناممکن کہنا گناہ سمجھو+ کوئی کسی علم و فن۔ صورت و سیرت۔ حکمت و حکومت۔ رفعت و عظمت وغیرہا کا خاتم نہیں۔ فنا فی اللہ ہو کر اللہ تک حبیب ہو جانا ممکن ہے تو پھر کیا باقی رہا؟ + اللہ ویک اختیار محض ہے +

---

(۱) تعطیل پڑ جائے یا کچھ اسباب واقع ہو جائیں تو معافی۔

اُس میں داخل خارج کسی ہستی کو دخل نہیں + تمام خلقت کا محکمہ خدا کے دربار میں ایک ادنیٰ سا پوسٹ ہے + اونکے اونٹے بجلی اور تار۔ وحیِ آسمانی کا کام کر رہے ہیں۔ چہ جائیکہ انسان کا بچہ ہو۔ اُسکو ذری ذری بات کے لئے وحی و الہام کی حاجت ہو؟ بس اب وہی فرشتے مزہ کریں + یہ وہ ترقی کا زمانہ ہے کہ آسمانی بجلی کو اپنی مرضی کے مطابق گرنے کا حکم نہیں۔ بلکہ اب وہ وہاں گرا کرے جہاں اُسکے لئے جگہہ مقرر کردی گئی ہے۔ اسی طرح سب کچھ حصول ہو سکتا ہے جیسے اگرزپلن۔ اور پنڈبّی کی خفیہ روانگی کی خبر۔ جانورانِ آبی اور تموّجِ آب و ہوا کے ذریعہ سے معلوم ہو جانا ممکن ہے۔ تو اُس کی روک بھی ممکن ہے۔ آفتاب و ماہتاب و ستارے۔ والتراں مادّے اور مہلک ادویات سب تیار ہو سکتے ہیں + عناصر و تاثر۔ موالیدِ ثلاثہ۔ چرندہ و پرندہ۔ درندہ و گزندہ کیڑے مکوڑے۔ تدبیر و خصائل۔ خواص و خصائص۔ گن اور لچھن۔ سب سے زہری و تریاقی۔ جلالی و جمالی۔ کشوری و لشکری کام لیا جا سکتا ہے۔ کچھ ناممکن نہیں + اِس لئے کوئی چیز بے فائدہ نہیں + وقت پر سب سے اپنا فائدہ نکالو۔ **شعر**

از بد و نیکِ جہان وارستہ و فارغ زخود
من پئے کارے کسے کوشم نمیدانم کسے

پس نیک و بد کی یہی تعریف ہے۔ کہ جو مضر ہے وہ بد ہے۔ جو مفید ہے وہ نیک ہے پس مفید کام کیا کرو۔ میں مفید باتیں بتلا رہا ہوں اسی واسطے مبعوث ہوا ہوں۔

نظم

من فنا فی العین ہستم۔ من چہ دانم عین را — جملہ را بگزاشتم۔ حالا گرفتم عین را

ابتداء و انتہا و اوسط و جملہ منم — من ندانم این و آن و وامق مابین را

بعض قولاً[1]۔ از بدی۔ ہرچند پرہیزیدہ اند — کے بد بدی انت ستراج۔ آں نعلین را

احتیاطِ ناروا او۔ احتراز ناسزا — یفگنند۔ در قعرِ ذلت۔ ساکنِ کونین را

تامِ اعلیٰ مے نہند و کارِ او سنے مے کنند — عین مے سازند آں مردود۔ والم و دین را

زیر و بالا۔ دین و دنیا درحقیقت واحد اند — قتل از اعمالِ بد کردی چنیں حسنین[2] را

جملہ را باید کہ دریک تار۔ وابستہ شوند — در تصور چشم یکتا و ہمیں زلفین را

ہرچہ باد اباد۔ ازجہل و حماقت باز آ — کار نا واجب مکن۔ بگزار شور و شین را

اے بنی آدم مکن ترکِ مواخاتِ[3] بشر
گر گرفتی قولِ یحییٰ را۔ گرفتی عین را

حکمِ دوم

حالا حکم دوم این است۔ کہ۔ اپنا وقت فوراً بدلدو+ یعنی فجر کے وقت کو سمجھو کہ ایک بجا اور شام کے وقت کو سمجھو کہ بارہ بجے+ پھر اُسکے بعد ایک سے لے کر صبح کے قریب قریب تک بارہ+ اس واسطے اُلٹا قاعدہ رکھنے کی ضرورت نہیں+ جو حکم تمہارے ہاں ہو فوراً ... و یوم[2] و تاریخ[3] و ماہ[4] و سنہ[5] لکھ لیا کرو۔ تاکہ نفاذ و تعمیل کی اطلاع ہوتی رہے کہ تاخیر عمل

(۱) جیسے جین قوم (۲) دین و دنیا۔ (۳) بھائی چارا۔

پیش ہو سکے + سب کام عمل کرنے سے ہوگا۔ عمل کرنے کو اکسیر و تہذیب سمجھنا + تیرا کام حکم دینے کے فعل کو عمل میں لانا اور برکت دینا ہے۔ تمہارا کام اسکو وجود میں لانا اور فائدہ اٹھانا ہے۔ کیونکہ وہ توں کام حاکم نہیں کر سکتا۔ نہ یہ اصول حکومت و نظامت و دارالمحن ہے + منشی کا کام انشا پردازی ہے اُس انشار کو خوش نویسی کا جامہ پنہانا۔ مسودے کو مبیضہ بنانا خوشخط آدمی کا کام ہے۔ ہر کارے ہر شخصے پس ۵

خبر بجز و مسند مقرباں عمل   گرچہ عمل کار خردمند نیست

تم اپنی قدر کرو جس طرح بیک آن واحد روح بے ہوش یا خدا۔ حاضر و غایب سب ہے اسی طرح ضرورتاً اجتماعِ ضدین کے ساتھ بیک آنِ واحد تمہاری ذات ہے۔ چنانچہ تم جس قدر کمزور رہو۔ اُسی قدر زور آور رہو + جس قدر زور آور ہو اُسی قدر کمزور رہو۔ تمہاری زور آوری کی دلیل تو یہہ ہے کہ کیا کیا چیزیں ایجاد کرتے رہتے ہو۔ بناتے رہتے ہو = اور بعینِ اللہ اور کرو گے۔ آسمان پر اڑتے ہو۔ زمین میں گھستے ہو۔ سرنگ کھودتے ہو + وحی آسمانی نازل کرتے ہو یعنی زپلن سے وایرس ٹیلیگرام یا لاسلکی بھیجتے ہو۔ صحیفۂ آسمانی نازل کرتے ہو یعنی زپلن اور برقی پتنگ سے صحیفہ تقسیم کرتے ہو بجلی اور عناصر تمہارے قبضے میں ہیں۔ ہنڈبی کے ذریعہ سے تحت البحر سیر کرتے ہو + پہاڑوں کو کالعہنِ المنفوش کر دیتے ہو کہ ایک توپ کے گولے میں چکنا چور ہو جائے + سینہ سپر کرکے زخم کھاتے ہو۔ اور اُف تک نہیں کرتے + اور کمزوری کی دلیل یہ ہے کہ ایک مچھّر کے ڈسنے اور بھن بھنانے کی آواز کو برداشت نہیں کر سکتے + اور اپنی بدنصیبی سے ہادی کی

نصیحت کو + اس لئے تم سب کچھ ہو۔ تم میں سب کچھ پیدا ہو سکتا ہے + مثال میں بلبر سے
کیڑے نہیں آتے۔ بلکہ اسی میں پیدا ہو جاتے ہیں + جیسے مسمریزم کا عمل دیکھ لو + اسکے
خلاف ایمان رکھنا گناہ ہے۔ بڑا گھاٹا ہے۔ اپنے ایمان کے مطابق ڈھلجاؤ گے +
جس سے محدود ترقی تمھاری عین تنزلی ہو جائے گی + اگر سپوت ہو تو ترقی مفید کرتے
چلے جاؤ کہ پھر ایسی نجات ہو کہ نجات بخشندہ بنجاؤ + اس پر ایمان رکھو صحیح ایمان بڑی زور آور
چیز ہے۔ یہی ایمان سب کچھ کر سکتا ہے + خدا کو بھی تو اپنی ذات پر ایمان ہی ہے
اسکو خود شک ہو تو خدا نہ رہے + چنانچہ تم ہماری طاقت و جبروت کو دیکھ رہے ہو۔
صرف حکم سے پہاڑ ٹل سکتے ہیں۔ اور دُھنی ہوئی روئی کی طرح ہلکے پھلکے بنے ہوئے
بے تکلف میدانِ خلا سے عبور کر کے کسی اور مقام میں قائم ہو جا سکتے ہیں اور ہو رہے
ہیں۔ اور ہوئے ہیں۔ پس ایماندار بنو۔ بے ایمان رہکر انعام اقتدار کی خواہش پاگل پن
ہے۔ بے ایمان و نالائق کو زیبا نہیں۔ کیونکہ

نظم

زینت و ناز و تخت پیر را زیبا بود — چوں اشارہ [illegible] بریدہ و [illegible] نازیبا بود
دورۂ ہر چیز بیباشد۔ ببیں از غور و فکر — ہر کہ برگردیدہ۔ از دورِ زمن۔ رسوا بود
ہم بصیر ہر دورہ تو۔ ہادیٔ تو مے شود — ظاہرا نو مے شود۔ لیکن بباطن نا بود
چوں توجہ کرد۔ ہر دیروز تو۔ امروز شد — یوم عز و جاہِ تو۔ از روئے او پیدا بود

مہر رخشاں چوں شود ماؤف بر اوج فلک | نار طبقاتِ زمین حالاً سرا[1] بالا بود
کوہ را آتش فشاں سازد۔ بصد ہا زلزلہ[2] | در مصیبتہائے گوناگوں۔ ہمہ دنیا بود
چوں رسد آسیب و آفت۔ بر حرارتہائے ارض | خفیۃً جملہ حرارت۔ بر فلک شید ابود
رفتہ رفتہ جملہ آتش۔ مے رود در آفتاب | نسبتِ مخفیہ را داند کہ بس دانا بود
زیں طرح فاطر گہے مقطور و گاہے فاطر است | گہہ بطورِ نسبتِ مذکورہ تن افزا بود
پس ہماں او تارے باشد برائے رہبری | شد مصیبت از برائے آنکہ نا شنوا بود

ہر کہ بر تعلیم او عامل شدہ کامل شدہ
رفتہ رفتہ در حقیقت بس ہماں یحییٰ بود

اور واقعی یہی چاہئے۔ بس اب حکم سوم یہ ہے۔:۔

حکم سوم

عمدہ کاغذ کی بہت سی کاپیاں اور رجسٹر تیار رکھو۔ ہر ایک کاپی کی دفتین کا رنگ جدا رکھو۔ تاکہ جس حکم کو جیسی مناسبت ہو اُسی مناسبت کے مطابق نفاذِ حکم۔ کاپی یا سفینہ پر نقل کر لیا جائے کہ اُس رنگ کے استعمال کا حق ادا ہو جائے۔ یہہ اُسکی سرفرازی ہے۔ جیسے اگر فلکیات و تحت البحر کی تحقیقات کے بارے میں حکم دیا گیا ہے تو اُس کا ذکر آسمانی اور سمندری رنگ کی کاپی میں ردیف وار سلسلہ وار درج ہو۔ درجہ بدرجہ اوپر سے

(۱) سر بسوئے بالا (۲) پیشینگوئی۔

نیچے اور نیچے سے اوپر جاؤ۔ پس ازیں قبل دوسرے حکم کے بارے میں سمجھو۔ اما اینکہ سب چیز کا خرچ بھی لکھنا ہوگا۔ جیسے کتنی کا پیاں آئیں۔ اور کس قیمت پر آئیں۔ گراں تھیں یا ارزاں کن کن کاموں میں صرف ہوئیں۔ جزرسی کا بہت خیال رہے۔ اسی کا نام کفایت شعاری واقتصاد ہے۔ حساب جوجو بخشش سوسو۔ یہ زمانہ بہت حساب وکتاب کا ہے جسے یوم الحساب کہیں گے۔ کہ گرمی وسردی۔ عناصر و تاثیر۔ طبایع و مزاج۔ صفات وقوائے سب کی تول جوکھ حساب وکتاب ہونے والے ہیں۔ جسکے پاس بے حدو بے حساب محبت کا ذخیرہ ہوتا ہے جسکو عشق کہتے ہیں وہی خدا و خدائی کا عاشق ہوتا ہے۔ وہی خدارسیدہ بھی ہوتا ہے۔ ورنہ غیر ہرگز نہیں ہوتا۔ پس۔

نظم

تا دم ہذا خدارس کسے نشد از مسلمیں[1] | گو کہ بینم جا بجا روچیدہ چیدہ مدنیش
ہرکہ دریاد خدا از جان و تن مستغرق است | نعرۂ انی انا الحق خود برآید از عشش[2]
مسلم ناکارہ مے گوید کہ او کافر شدہ | صاف ایماں مے چکد از حال و قال روششش
بس ہمیں کافر خدارس گشت و باقی دور ماند | زیں سبب کافر بباش و شد مسلمانی حنش[3]
قیس چوں فانی شدہ آخر انا لیلیٰ بگفت | از قصور ہائے لیلیٰ پر شدہ جان و تنش

(۱) انتہائے عشق و محبت ہے عاشق فنا فی المعشوق ہوکر اپنا نام معشوق کا نام رکھ کر بتلاتا ہے۔ تو جو ایسا کرتا ہے اسکو اسلام کافر کہتا ہے جیسے منصور کو کہا اور قتل کیا۔ اور بغیر عشق و محبت کے کوئی خدارسیدہ نہیں ہوا اس لئے مسلمان بنکے کوئی خدارسیدہ نہیں ہوسکتا۔ (۲) عن معنی ذات (۳) سانپ۔

ہر کہ اندر حجرہائے این و آن فانی شدہ — مے دہد از کارہائے خود ثبوتِ ہر نفس

آزمایش کن اگر تو ہم نگوئی این چنین — کذب و مالیخولیا باشند خیال و حرفِ خویش

اے تو خلق المدبر بلطفِ پیاپی کن عمل

ہرچہ بادا باد شو پروانۂ جانان وش

حکم چہارم

جو حکم ہوگا ہمیشہ رفاہِ عام ہی کے لئے ہوا کرے گا۔ اگرچہ اُس کا اثر اور نتیجہ بدیر ہو یا ہو الا ہو۔ اور اُسکے گہرے مطالب کو عام دماغ والی خلایق نہ سمجھ سکتی ہو۔ مگر جسکے پاس بیرومیٹر ہوگا وہی طوفان کی آمد سے خبردار ہو سکتا ہے کہ قانون قدرتی و مصنوعی و وقتی تو ضروری ہے لیکن جیسی مصلحت ہو۔ اور جسکی ضرورت ہو وہ جاری ہوگا)

بریں باہم ہر ایک ایسا حکم جسکو احمقوں کے سبب سے حکم اسراری ہونے کا حق حاصل نہ ہو وہ بارِ عام شائع کر دیا جائے کہ ایسا ویسا حکم دیا جانے والا ہے۔ جمیع خلایق کی اس میں کیا رائے ہے۔ بے باک ہوکر اعتراض کرے۔ اور اپنی رائے ظاہر کرے۔ کیونکہ مشورہ وہی بھی نتیجہ پوشیدہ یا علم غیب کا ایک شعبہ ہے۔ جیسے جیسے علے حسب استحقاق یہ نورانی تجربہ و طاقت بڑھتے جاتے ہیں۔ رائے اور مشورے کی حاجت کم ہوتی جاتی ہے۔ گویا قوائے شاہانہ و شہوانیہ۔ خواہ قوائے سلطانیہ و ربانیہ کا ظہور بالکل آخر میں ہوتا ہے۔ جب اُسکے اسٹاف تیار ہو چکتے ہیں۔ کیونکہ پیش خیمہ و

مقدمہ سب کا ضرور ہے + پس درجہ بدرجہ پورا عالم غیب ہونے پر یقین کامل ہو جاتا ہے
کہ سرمو راے گیری کی حاجت نہیں رہتی جو اس عالم میں رہکر مختلف آب و ہوا و غذا و اشیا
سے ہمہ آن ایسا ہوتے رہنا محال اندر محال۔ اگر نہیں تو سر دست مشکل بالائے مشکل ضرور ہے
اسلئے رائے و مشورہ یعنی علم غیب کا بہت سا شعبہ و ذخیرہ من حیث الآرا ایک جا جمع کرکے
عمدہ و مفید نتیجہ نکالکر کام کرنا چاہئے۔ یہی حق ہوگا۔ پس یہہ کہنا کہ کوئی علم غیب نہیں جان سکتا
تو یہہ کہنا بھی غیب دانی میں داخل ہے۔ ورنہ اسکو کیونکر معلوم ہے کہ کوئی نہیں جان سکتا
پس تجربے[1]۔ قیاس[2] و قرینے[3] و آثار[4] و اجتہاد[5]۔ فکر[6] و غور[7]۔ حساب[8] و شمار[9] و اصول[10] و نسبت[11]
و تعلقات[12] و واقعات[13] و شہادت[14] و نظائر[15] وغیرہا کی مدد سے کسی بات کو تاڑ جانا۔ یا
نتیجے کو اندھیرے سے اجالے میں لانا اور اسکے بارے میں پیشینگوئی کردینا۔ مقدمہ
فیصل کردینا۔ ایجاد کرنا۔ تاثیرات دریافت کرنا۔ یہہ تمام غیب دانی کا اصول ہے۔ تو
نبوت یا پیشین گوئی و غیب دانی و قدرت وغیرہا اقسام علوم و فنون و قواے میں سے
یہہ بھی ایک علم و فن اور قواے ہے۔ علے حسب استحقاق اسکی طاقت کا حصول
تھوڑا بہت ہوتا یہ دوسری بات ہے۔ اور یہی قانونا ہونا چاہئے جو جاری ہے۔ پس
جو کچھ علم و فن و ایجادات و تحقیقات و تاثیرات۔ راے۔ تدبیر ظاہر ہوے اور
ہوتے جارہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ یہانتک کہ تمام عالم ہی جو پہلے علم غیب
میں تھا۔ جس علم غیب کا ظاہر ہونا ہی قدرتی قانون ہے۔ پھر یہ سب علم غیب نہیں تو
اور کیا ہے؟ ضرور علم غیب ہے۔ مگر ظاہر ہو جانے پر اسکا نام علم غیب نہیں رہتا

دیں یا سب ممکن ہے۔ اس واسطے رائے و مشورہ لینا سختی سے فرض ہوگا + پھر جس طرح
پھول کو غنچہ یا حقیقی سلطنت کی بہتری باتیں خلائق سے تقیہ و مصلحت چھپائے رکھتا
ہے۔ جب تک وقت نہیں آتا ظاہر نہیں کرتی۔ اسی طرح دنیاوی و انسانی سلطنت اور انکی
میں بھی دوائر و مصلحۃً و استحقاقاً و ضرورتاً کہیں کہیں اخفائے راز کی ضرورت پڑے گی۔
جیسے پہلے شکم میں مخفی رہتا ہے پھر ظاہر ہوتا ہے ؎

جب ملے خاک میں دانہ تو شگوفہ نکلے

اس لئے پبلک کے اصرار سے قبل از وقت سیاسی و روحانی باتیں نہیں ظاہر کیجا سکتیں
کیا بچوں کے اصرار سے انکو زہر دیدیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ نادان ہیں۔ اور
بے محل مٹھائی دینے میں بھی عذر نہیں ہو سکتا۔ اسی کا نام حکمت اور حکمت مدنی ہے۔ الا
اینکہ ہر وقت فائدہ عام کو نصب العین رکھنا ہوگا۔ سب بات کو حسب قدر ضرورت
انجمن معارف و دار الشوریٰ میں جانچا جائے اور تصنیف و اخبار و مشورے کو بھی کہ
کہ معقول و مفید اعتراض و رائے و نکتہ چینی ہے کہ نہیں۔ اگر ہے تو اصلاح کرنیکے
بعد بارگاہ معلے میں (شاہی دربار) پیش ہوکر وہ اسکو جانچکر حکم دے۔ اگر نقص معلوم
ہو تو اصلاح کر دے اور نقص کو سمجھا دے۔ اگر مضر پڑے تو منسوخ کر دے۔ بشرطیکہ
دائمی مضر نہ ہو۔ ہنگامی و مقامی و دوامی قانون و حکم کا خیال رہے۔ تاکہ خلائق
کو اپنے پادشاہ یا صدر الصدور سے مطلق شکایت کی جگہ نہ باقی رہے۔ اور
یہ سرور انجمن یا پادشاہ کی کمال عقلمندی و حکمت آرائی ہے۔ کہ تمام اہل دنیا سے

فوقیت رکھنے یا نہ رکھنے پر۔ بہ ہر دو حالت سب سے رائے لیا کرتا ہے کہ اور
اُسکے دل و دماغ میں طاقت پہونچے۔ اُسکے بال بچے (رعایا برایا) خوش رہیں۔ دلوں
پر حکومت کرے۔ اُسکے جاں نثار دوست بنے رہیں۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ ؎

گاہ باشد کہ کودکے ناداں

بغلط بر ہدف زند تیرے

کا مصداق ہو (چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ایک خشک درخت تھا۔ لوگوں کی خواہش ہوئی
کہ یہہ سرسبز ہوتا تو اُسکے سایہ سے فائدہ اُٹھاتے۔ ایک محض کم عمر بچے نے رائے
دی کہ اُسکے نیچے بیلدار نباتات نصب کردو۔ وہ اُس پر پھیلجائے گا تو کامیابی ہوجائیگی +
اب دیکھو کہ اس رائے کو چار ناچار تسلیم کرنا ہی ہوگا + بیشک یہاں اعتراض و تردید
کی گنجایش نہیں۔ لہذا ممکن ہے کہ بچے سے بھی اچھی رائے مل جائے۔ خیر با اینہمہ لیکن
اگر رعایا سے رائے لینے کا موقع نہیں ہے تو سرور انجمن عارضی خواہ دایمی طور پر بھی
حکم دیدے سکتا ہے۔ کیونکہ ناگہانی واقعات کے لئے ناگہانی قانون ہے۔ اور
وقت کے لحاظ سے جیسی مصلحت و حکمت ہو۔ پھر یہہ بھی جاننا چاہئے کہ کس کس مقام
پر رائے لینے کی ضرورت ہے ؟ بات بات پر رائے لینے والا بھی اچھا نہیں۔ بالکل
کندہ ہے۔ شاہی کے قابل نہیں۔ چونکہ قطعی ناشدہ ہے۔ اُسے شاہی سیکھنی چاہئے
خدا شاہِ حقیقی ہے + اوتار خداوند روح اللہ ہے۔ بادشاہ خدیو ہے۔ یا خداوند
ظل اللہ بھی ہے۔ خلایق خداوندگار ہے۔ تیاکی و مجنونی۔ و احمق و ناتجربہ کار۔ و

ناقص الجسم و ناقص العقل و ناقص الروح۔ افیونی۔ چنڈو باز۔ ڈرپوک۔ مفرّ بن یا ہنجار کی مغالطہ وہی ہیں آجاتے و الاحزاب مقربین کا رکھنے والا کہ اُسے غافل کریں۔ اور بے حد نیک۔ بے سود و بے معنی یعنی ناقص القویٰ اور ناقص الصفات بلا جمال و جلال محض ابلہ آدمی بادشاہی کے قابل نہیں۔ شاہی خاندان سے ولی عہد یا بجز از ولی عہد دوسرا شخص چُننا چاہئے جو سلطنت آرائی کے لئے من کل الوجوہ بصد خوبی و خوش اسلوبی سرفراز و ممتاز مشرف و متعرف ہو تو وہی ٹھیک معنی میں نایب مسیح ہے۔ اور روحانیت معلومہ حاصل کرنے پر پورا مسیح اندرونی عالم میں متصور ہے یہاں نہیں (سرحد حلقوم سے جو چیز زری سی بھی آگے بڑھی کہ غارِ معدہ کی کشش نے اُسی طرح اپنی طرف کھینچا جیسے زمین سماوی چیز کو۔ گھوڑے کی نال صاف و شفاف کرنے کی ضرورت نہیں اُس کی رفتار اُسکو صاف کردے گی اسی طرح اعمالی رفتار راستہ صاف کردیتی ہے) اسلئے اُسکی نائب مسیحیت ہی کافی ہے۔ اس عہدے پر پہونچا دینے کے لئے۔ مبارک ہو اُسکو جو خود کو ایسا بنائے! آمین!! جو خود کو ایسا بنائے گا تو اُسکے افعال و صفات و خصائل شاہد حال ہونگے جیسے سب چیزوں کے ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ دیکھنے میں وہ چیز ناچیز سی معلوم ہو۔ مگر جس طرح اندرونی یا بیرونی نشانہ انداز نشانہ لگتے ہی اپنے نشانے کا ٹھیک اندازہ کرلیتا ہے کہ نشانہ خطا نہیں ہوا۔ اسی طرح قیافہ و ضمیر شناس پہچان لیتے ہیں کہ اُسکے منظور و مفہوم کا کیا صحیح انداز ہے؟ اسی مناسبت سے

برتاؤ کرتے ہیں۔ اگر خیال نہیں کرتے تو دھوکا کھاتے ہیں پھر! حالانکہ

جملہ معترضہ

لیکن اگر وہ سرورِ انجمن سبطِ رسول سے ہو یعنی خاندانِ یحییٰ کے بیٹی کی اولاد سے ہو تو اُسکو معزولی کا حکم سنانے کے لئے عام پبلک سامنانہ کرے بلکہ اُسی خاندان کا دوسرا شخص انتخاب کرنے کے بعد دربارِ حضوری (دربار مصلیٰ) سے دستخط کرا کر انتخاب کردہ شخص کو سامنے لاکر حکم نامہ پیش کرے وہ بھی دربار میں نہیں یعنی بارگاہِ معلیٰ کے آفس میں نہیں بلکہ گھر میں + کیونکہ شاہی اور از خاندان مقدس و محتبے ہونے کے سبب سے اُسکا ادب سخت سے سخت ضروری ہے + کیونکہ میرا آنا ہمیشہ پیغمبر کے خاندان سے آرہا ہے۔ عمرو بکر وغیرہ کے نہیں۔ ہاں اگر پبلک چاہے تو معزولی سنانیوالے ہی شخص کو جسے منتخب کرچکی ہے۔ بادشاہ یا سرورِ انجمن بنائے یا پبلک سے کسی لائق شخص کو بنائے وہ کسی خطۂ عالم کا رہنے والا ہو۔ لیکن یہ حکم اُسوقت ہے جبکہ وقت کہ نسلًا بعد نسلٍ سرورِ انجمن ہونے کی قید نہ ہو بلکہ صرف پنچایتی ہو۔ اگر نسلًا بعد نسلٍ ہے تو اُسی خاندان سے کرنا چاہئے۔ اگر خاندان کا خاندان گونگی و ویرینگی خواہ کسی سبب سے گُنڈ ہوگیا ہو تو تحت الحفاظت کردو۔ کورٹ آف وارڈس کردو کہ ہوش سنبھالتے جائیں اور خود کو اہل بناتے جائیں۔ مصیبت اہل بنانے کے لئے آتی ہے لیکن اگر بیچ میں سدھر جائیں تو دیدو + محض قرابتِ قریبہ کو وظیفہ دیا جاسکتا ہے مگر کچھ نہ کچھ

قائم و دائم کرتا ہوگا۔ خالی نہیں رہا جائے گا۔ پھر جیسا موقع۔ مگر دربار مصطفیٰ کا حاکم جسکو حضور یا فرمانروا یا تاجدار کہا کرینگے اُس کے سارے خاندان کے نام کے قبل حضرت کا لفظ رہا کرے گا۔ چاہے عورت ہو یا مرد۔ وہ کسی حالت میں غیر خاندان کا نہیں ہونا چاہئے کیونکہ جس طرح تم نے اپنی بھاشا میں سے ایک آدھ[1] لفظ یا دس پانچ الفاظ مختارِ محض یا اختیاراتِ قدیرہ کے مفہوم کو سمجھنے سمجھانے کے لئے مختص کر کے اس کا نام قرار دیدیا ہے جسکو نام کی ضرورت نہیں اور اس لفظ کو اسی مفہوم کے ظاہر کرنے کے لئے وقف کر دیا ہے کہ دوسری چیز اس لفظ و مفہوم پر قابض نہ ہو سکے۔ اگر قابض رہے تو وہی مفہوم رہے۔ جیسے اللہ اور بھگوان وغیرہ کا لفظ ہے۔ اسی طرح وہ ارضِ مُقدّس۔ یا ملکِ مقدّس۔ یا بیتُ المُقدّس۔ جہاں کا وہ حضور یا فرمانروا ہے خدا کے لئے جہان بھر کی طرف سے (وہ ارض چھوڑ دی گئی ہے) وقف ہے جس کتاب میں نباتات کا ذکر ہوگا تو اسکو کتاب النباتات کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا اسکو کتاب اللہ کہیں گے۔ اسی طرح جس مکان میں شفایابی کے سامان ہونگے تو اسکو دار الشفا یا بیت الشفا کہیں گے۔ جس میں اللہ کا ذکر ہوگا تو اسکو بیت اللہ کہیں گے۔ تو جس خاندان میں ہادی پیدا ہوتے ہیں تو اس کو خدائی خاندان کہتے ہیں۔ بس خدائی خاندان بنام ربانی یا ہر نبی کا ارض اللہ پر حق ہے اسکو چھیننے چھاننے کا کوئی اور کچھ حق نہیں۔ باغِ فدک از بہرِ مدک نہ ہو۔ وہ مجتبےٰ خاندان کو عناصر و آثر

(۱) آدھ کا لفظ صرف نسبت ہے جیسے پیادہ کے لفظ میں آدہ ہے۔

وقدرت کی طرف سے نذر و تحفہ ملا ہے تاکہ لوگوں کے دینی و دنیوی امور میں فیضان
جاری رہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے اس خاندان میں جنم لے کر تاجدار د
تاج محل بیگم بنکے نجات پائیں۔ جیسے حکومتِ کیواں یا صوبہ بہار کا مسلم حصہ ہوگا + جو
قانوناً باقاعدہ مساوی طریقے پر ملک قرار دینے کی حد بندی کی گئی ہے
اس لئے تنگ دلی کو راہ دے کر ہمیشہ کے لئے خود کو لاشئے نہیں بنوا لینا۔ خدا
اور اسکے نام کی عزت کرو تو عزت کئے جاؤ گے[1]۔ ورنہ یاد رہے کہ یوں تو سب اُسی کا
مالِ محدودہ ہے۔ پس واضح رہے۔

نظم

آنکہ خود را مضمحل گفتا و لاشئے داشتہ — دمبدم بینم نزولش۔ در ترقی جستنش
آنکہ خود را گفت عالی۔ می شود عالی ضرور — پس ہماں عالی بگشت و گشت عالی جستنش
خویش را مرکز بدان و احترامِ خویش کن — ہر کہ شد از بہرِ یکی۔ واجب آمد رستنش

حکم پنجم

بس شاہی و ملکی اخبار و جریدہ و صحیفہ میں شاہ نامہ و رسالت نامہ۔ یا حکمِ شاہی شائع

(۱) اس سے یہ نہیں سمجھنا کہ اپنی خیر منائی جارہی ہے لاحول ولا قوۃ۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ حکم ہی ایسا
ہے کہ خدا کے نام سے ایک خط نامزد ہو کہ نسبت قائم رہے تاکہ برکت ہو۔

ہوا کریگا کہ ہر ایک قدم مطالبہ کو دیکھنا فرض ہوگا۔ اور سب سے اُس حکم نامہ کی شان نزول کو ذکر کرنا۔ اور جلد اسکے ظاہر کرنا بھی فرض ہوگا۔ پھر اسکے دینے والا کوئی نہیں ہو رہا چنانچہ دیکھو ایک پتنگ کا ڈورا ایسے مقام کی بلندی پر پھنسا کہ آسانی سے ہاتھ نہیں آسکتا تھا نہ اُسکو نکال سکنے کیلئے کوئی ذریعہ موجود تھا۔ مگر چار پانچ برس کے بچے نے بتا دی کہ دوا کیس ایک ٹھیکری باندھ کر اُس ڈورے پر پھینکدو کہ پھنسا ہوا ڈورا اُسکے نیچے لٹک جائے غیر متعلق بنظر الا کی شکل ہو جائے پھر پکڑ کر کھینچ لو۔ اُس وقت لوگوں کو یہی کرنا پڑا۔ پس مشورہ لینا عقلمندی ہے۔ لیکن جہاں پر ضرورت ہو۔ ہر جگہ نہیں ؎

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ تکرار ہم نے اسواسطے کی کہ ضروری بات سمجھی جائے۔

حکم ششم

ہر دس برس کے بعد مردم شماری کا ہونا۔ اور ہر ایک پیشے اور فن کے اندر جدت و ترقی کا امتحان لینا فرض ہوگا۔ کہ کن کن باتوں میں تھوڑا تھوڑا کرکے امتدادِ زمانہ اور انقلابِ ظاہری و باطنی سے فی جمیع الامور کیا فرق پڑا ہے؟ اس کا ریکارڈ تیار رہے کہ قرن در قرن کے بعد انقلابات کا بیّن فرق ظاہر ہو۔ اور اسی کے مطابق بندوبست ہو جسکو ہم رنگِ زمانہ ہونا کہیں گے۔

حکم ہفتم

مردم شماری میں علیٰ حسب ضرورت ان سب باتوں کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ جو نیچے بیان ہونگی خاصکر اس نوصدی یا جدید صدی کی پہلی مردم شماری میں اور وہ اول یہ ہیں۔

تفصیلات

جس قدر اسوقت تک تمام جہان میں مردم شماری کے قواعد منضبط ہو چکے ہیں سب کو اکٹھا کر کے ملادو کہ کن کن میں زیادہ تر باتیں نئی ہیں؟ انکو ردیف وار مسلسل کردو جن باتوں کی ضرورت ہو اُن کا اضافہ کرلو۔ جیسے اس جگہہ مردم شماری کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں اگر اُن میں گذشتہ قواعد کا کوئی سرکار یا گنتی چھوٹ جائے تو اُس میں اضافہ کرلو۔ کچھہ گناہ نہیں۔ گناہ کی بات گناہ ہوا کرتی ہے نہ کہ بھلیائی کی۔ اور اُسکے یہی معنی ہوا کرتے ہیں کہ بادشاہ اور اوتار (مسیحا) بھی انسانیت میں شریک ہونے کے سبب سے موجودہ و غیر موجودہ انسانیت کے قواعد کے مطابق رحمتہ یا بغیر رحمتہ کذا اک بھول چوک کرسکتا ہے۔ اگرچہ قدرے قلیل ہو۔ کیونکہ ہمہ آں علم غیب سے خبر نہیں ہوسکتی ورنہ فرصت و راحت نہ ملے۔ اور اگر پہلی تکلیف وہ باتیں اُسکو یاد رہیں تو موجودہ جنم میں رنجیدہ رہے اس لئے یہ نسیاں بھی رحمت ہے۔ جیسی تمھارا نام ناس رکھا گیا ہے۔ یعنی بھول جانے والا۔ جیسے

شئی بعید الفہم و تجرد کی حالت جیسے ہوتے ہوں[1] پس عقل سے کسی غیبی خبر ملتی ہے۔
ورنہ غیب الغیوب کی خبر کیونکر ملتی ہے؟ الغرض وہ دوسرے قواعد یہ ہیں کہ
مردم شماری کے لئے ہر ایک تھانہ دار کے پاس پہلے ہی حکم بھیجدیا جائے کہ اپنے اپنے
احاطہ یا سرکل میں ہر ایک آبادی کے کسی معتبر و مسلم الثبوت ہوشیار شخص کو حکماً لکھا بھیجے
کہ وہ شخص اپنے علاقہ کی محدود آبادی یا محلہ میں مردم شماری کے متعلق مصرحۂ ذیل
باتوں کی تحقیقات بالاجماع کرکے پہلے ہی مرتب کر چھوڑے (جو جو سربرآوردہ اس کام
میں مدد دیں اُن کے نام رپورٹ کے آخری حصّے میں لکھدئے جائیں کہ وہ سب
اسمائے سربرآوردہ کسی خاص رجسٹر کے اندر درج کئے جائیں کہ جس جس موقع پر اُن کی
ہوشیاری کی مناسبت سے ہوشیاری کا کام لینا ہو تو وہ یاد کئے جائیں۔ یہ سب
اُن کا شکریہ اور اُن کی قدر افزائی ہے۔ اسلئے اُن کا پتا اور نشان صاف لکھا رہے
تو اب وہ مردم شماری کے متعلق کی باتیں یہ ہیں۔

قواعد مردم شماری

کس کس بستی و آبادی کو عرض البلد[2]۔ طول البلد[3]۔ لیل و نہار۔ طول الایام و قصر الایام
سے کیا تعلق ہے؟ سمندر سے کسقدر اونچان پر ہے[2]؟ وہاں کے موسم کا ٹمپریچر[3]

(۱) جیسے سوالِ الست کو (۲) انگریزی میں لیٹیچوڈ کہتے ہیں۔ (۳) انگریزی میں اسے لونجیٹیوڈ بولتے ہیں۔

اکثر کیسا رہتا ہے؟ وہاں کی آب و ہوا کیسی ہے۔ مٹی کیسی ہے۔ وہاں سے قمرین اور خاص خاص ستاروں کی پستی و بلندی کتنی ہے اور وہ کس کس طرز و طریقے پر معلوم ہوتے ہیں؟ اور اُن کا کیا اثر پڑتا ہے؟ علاوہ ازیں اُن کا مجموعی اثر آفتاب کے ذریعہ سے ارض و اہلِ ارض پر کیا ہے؟ تاکہ مخالف انقلاب کا زمانہ ٹھیک معلوم ہو کہ اُسکے مطابق کام ہو۔ جسکے اجراء و امتناع کے بارے میں عندالبیان تخمین سبت و دو بحث اُسکی اِس جگہ یہہ بحث چھوڑ دیجاتی ہے۔ کڑکا۔ بجلی۔ آندھی۔ اولہ باری۔ کہرا۔ لاہی۔ سراب غبار۔ طوفان۔ طغیانی۔ سیلاب۔ جزر و مد۔ بیماری و اسباب بیماری۔ سامانِ علاج و وغیرہ اور تحقیقاتِ موجب اموات کا کیا رنگ رہتا ہے؟ کس تعداد و مقدار و پیمانے سے ہوتے ہیں؟ وہاں کس قدر بارش ہوتی ہے؟ ضرورت سے زیادہ ہوتی ہے۔ یا ضرورت سے کم؟ کم و زیادہ ہونے کے کیا اسباب ہیں؟ مختلف کاشتکاری کے لئے کس قدر بارش یا آب رسانی کی ضرورت پڑتی ہے؟ وہاں کے عناصر و کراماً کاتبین کائنات کیسے ہیں یعنی گرمی و سردی کیسی ہے؟ کئے موسم ہوتے ہیں؟ وہاں کا موسم بہار وغیرہ کیا ہے؟ کب شروع ہوتا ہے۔ کب ختم ہوتا ہے؟ کیا کیا پھیر پڑتا ہے؟ وہاں کا رسم و رواج کیا ہے؟ سالانہ رسم و رواج و تقریب و درآمد و برآمد کیا ہے؟ موسم کی آمد پر وہاں جشنِ شکریہ۔ میلا جھمیلا دھوم دھام کے ساتھ ہوتا ہے یا نہیں؟ کہ یہ چہل پہل موجب خوشی و صحت ہو۔ اور چیزوں کی بکری ہو۔ ازروئے پوشاک و حرفت و پیشہ و پوشش وغیرہا قومی تفریق کی نشانی کیا ہے؟ کیا کیا زبانیں بولتے ہیں؟ کاشتکاری کے

متعلق کن کن چیزوں کی حاجت ہے۔ اور اُن کو سہل و سہولت کرنے کی کیا کیا تدبیر ضرور ہے ... جو آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ یا نہیں ہے۔ اور کون کون چیز بدقت ملتی ہے۔ اسکو سہل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ وہاں پہاڑ[21] کتنا اونچا۔ لمبا۔ اور چوڑا کیسا پتھر ہے؟ کہاں کہاں کان[22] ہے۔ اور کس کس چیز کی ہے اور کس مقدار سے کس قدر نکالی جا چکی ہوگی؟ کہاں کہاں جنگل۔ ولدل۔ نخلستان۔ ریگستان۔ صحرا و میدان۔ علف زار و چراگاہ۔ باغ و بغیچا۔ غار و خندق۔ ٹیلا۔ ٹیکری۔ نشیب و فراز۔ گھاٹی اور پہاڑی مع بلندی و پستی۔ اور کہسار و کوہِ آتشفشاں روڑے۔ اور اُنکے تخمینے۔ ندی نالے۔ آہر پوکھر۔ نہر۔ تالاب۔ گھاٹ۔ بندر۔ پل۔ کنواں۔ جنگلا اور کھاڑی۔ باؤڑی۔ چھوٹے بڑے جزیرے۔ آبنائے۔ خاکنائے۔ طاس اور اور جھیل مع عمق۔ و جانورانِ آبی۔ حمام و مقبرہ۔ امام باڑہ۔ اور دھرم سالہ۔ تکیہ اور خانقاہ۔ زیارت گاہ اور مندل۔ مٹھ اور میدانِ پولو۔ کرکٹ۔ اور انجمن۔ اور وہ کس کس غرض کے لئے ہے؟ مطبع و اخبار۔ بھٹھی۔ کمپنی۔ بنک۔ کچہری۔ ناکہ اور معبد کتب خانہ۔ یتیم خانہ۔ عجائب خانہ۔ اور نادر چیزیں۔ پرانی چیزیں۔ زندان۔ ہاسپٹل ہوٹل۔ سرائے۔ عدالت۔ پوسٹ آفس۔ سٹیشن۔ ریل۔ کالج۔ اسکول۔ مدرسہ۔ لشکر گاہ کمین گاہ۔ قلعہ و حصنِ[1] حصین۔ سامانِ حرب و ضرب و سلاح وغیرہ ہیں؟ اور کس قدر رقبہ میں ہیں؟ باموقع ہیں۔ یا بے موقع؟ کہاں کہاں جزیرے پیدا ہوئے نکلے

(۱) مضبوط قلعہ۔

امید ہے؟ وہاں دریا میں کیا کیا چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کس مقدار سے ہوتی ہیں؟ جیسے گھونگا۔ موتی۔ مونگا۔ سیپ۔ اسفنج۔ کوڑی وغیرہ وغیرہ۔ اور کہاں تک اندرونی و بیرونی طریقے پر۔ سماوی و خلائی۔ بحری و بری و ہوائی وغیرہ کی پیدائش و نشانی پیدائش تحقیقاتی عمل میں آچکی ہے؟ وہاں گل اندازی کا کیا سامان ہے۔ آیا وہاں گل اندازی سڑک کی طرح چوڑی ہوتی ہے یا ناہموار؟

وہاں کون کون سی جگہ کس کس سبب سے خطرناک ہے؟ کون کون سی چیزیں وہاں خطرناک یا بیکار ہونے کے سبب سے منہدم و نیست کردئے جانے کے لائق ہیں؟

سروے سٹلمنٹ یا نظامت کی رو سے اسکا کیا سرحد قایم ہوا ہے؟ اسکی چوحدی کیا ہے؟ مربع یا غیر مربع؟؟ وہاں کی زمین ہموار ہے یا ناہموار۔ آباد ہے۔ یا ویران۔ بنجر ہے یا سرسبز۔ اچھی ہے یا بری۔ تندرست ہے یا بیمار؟ اس میں کسقدر کن کن چیزوں کا کھاد دینے کی ضرورت ہے؟ کیا کیا چیز پیدا کرسکتی ہے؟

وہاں کی آری بگاری چوڑی ہے یا تنگ؟ ہموار ہے یا ناہموار؟ ایک گز مربع میں کیا کیا چیز کس حساب سے پیدا کرسکتی ہے؟ وہاں کا پٹا۔ لگان۔ قبولیت۔ وثیقہ۔ دستاویز خسرہ۔ کھیوٹ۔ کھتیان۔ کیسا ہے؟ وہاں کس کس قسم کے بری و بحری درندے گزندے چرندے پرندے۔ کیڑے۔ پتنگے۔ حشرات الارض و حشرات الھوا۔ ہوام۔ ویدا صغار۔ تیتیرن۔ وحوش و طیور۔ مویشی شب پرا و شب چرا۔ دکھائی دیتے ہیں؟ تاکہ

(۱) زہریلے کیڑے مکوڑے۔ (۲) بہت ہی ننھے ننھے کیڑے اور جراثیم (۳) رات کو اڑنیوالے (۴) رات کو چرنیوالے

وقت پر نقصان رسانی سے بچاؤ کیا جائے؟ (۳۲) اُن کس قدر پیدا و روئیدگی نباتات و پرند و
جانور وغیرہ کا حساب ہے؟ (۳۳) کسقدر اُن کے اموات و جسم ہوتے ہیں؟ (۳۴) کس کس
موسم میں انڈے بچے دیتے ہیں؟ اور کس حساب سے دیتے ہیں۔؟ اور کس قدر
خرچ ہے؟ (۳۵) اور کون کون چیز کس موسم میں ہوتی ہے؟ (۳۶) کسقدر جانور مارے جاتے
ہیں؟ کس (۳۷) حساب سے وغیرہ۔ گھی کی گرانی و ارزانی ہے؟ (۳۸) کون کون گھاس
پات۔ یا کس کس قسم کی گھاس پات۔ جھاڑ۔ پیڑ۔ اور کیڑے مکوڑے۔ اور دیگر اقسام
کے حیوانات ایک دوسرے سے ارتقاء کرتے ہوئے متشابہ پائے جاتے ہیں
جیسے مینڈک سے بٹیر بنتا ہے۔ اور پیاز سے نرگس۔ (۳۹) اُن جانوروں کی خوراک کیا
ہے؟ اور کس قدر چارہ ہے؟ (۴۰) اسی سلسلے سے سب کا فوٹو لو۔ خوردبین سے دیکھو!
(۴۱) اُن کی باہمدیگر تشابہت کے اسباب کیا ہیں؟ اور کتنے ہیں؟ اور کتنی مدت میں ترقی
کرتے گئے ہیں؟ (۴۲) اُن کو کن کن چیزوں سے نفرت و رغبت و نسبت و الفت و رجحان
و رہبان ہے؟ (۴۳) کس کس کے لئے سم۔ اور کس کس کے لئے تریاق ہیں تاکہ اُن سے
فائدہ اُٹھایا جائے۔ یکے با دیگرے درجہ بدرجہ آکل(۱) و ماکول(۲) کون کون ہیں؟
(۴۴) کس کی کیا ضد و مصلح و بدل ہے؟ (۴۵) کس کس کیڑے مکوڑے اور اُن کے اعضا
وغیرہا سے کیا کیا کام نکل سکتا ہے؟ جیسے ریشم کے کیڑے۔ مدھ مکھی۔ بھنورے۔
خاتم الرسالت یعنی لاکھ کے کیڑے وغیرہ سے کام نکلتا ہے (چونکہ رسل و رسائل و

(۱) کھانے والا (۲) کھایا جانے والا۔

مراسلات پر لاکھ کے ذریعہ سے مہر ہوتی ہے اس لئے یہہ خاتم الرسالت کہے گئے)
اسی طرح سب چیزیں ہیں بے علمی کی وجہ سے ناکارہ معلوم ہوتی ہیں۔ ضرورت کے
سبب سے حِلّت و حُرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔ جیسے موسٰے کے وقت میں تجارت و
سفر اور اسراف کے خیال سے اونٹ حرام کیا گیا تھا اور صفائی کے لئے سُوّر حرام
کیا گیا تھا۔ تاکہ اسکی جان بخشی سے غلاظت وغیرہ صاف ہوتی رہے۔ حالانکہ سُوّر
کا گوشت بہت مزیدار ہے اور غلاظت استعمال کرنیکے لئے تو مرغا مرغی گائے بیل سب استعمال کرتے ہیں
برخلاف اسکے محمدؐ نے جنگ میں بھوکے پیاسے مرنے کے سبب سے اونٹ کو حلال
کر دیا۔ اور اونٹ کثرت سے بھی ہو گئے تھے۔ ہندوستانی اوتار نے کھیتی۔ دودھ
گھی کی ارزانی کے لئے گائے بیل کی جان بخشی کی۔ حالانکہ تندرست اور موٹی تازی
گائے کا گوشت اُسکے مصلح اور بدل کے ساتھ بہت مزیدار ہے۔ گائے اور سُوّر
کے گوشت کا عمدہ مصلح شراب اور پھل ہے۔ کیونکہ یہہ گوشت دیر ہضم ہے۔ اس سے
سوء الہضمی۔ ہیضہ۔ غلیظ امراض سوداوی۔ ورم طحال۔ وجع المفاصل۔ عرق النساء
پیدا ہوتا ہے۔ اور قاطع حمل و مسقط الحمل ہے۔ علاوہ ازیں خارش و جذام بھی پیدا
کرتا ہے۔

نباتاتی تحقیقات

(۲۰۵) بہر حال یہہ دیکھو کہ کس کس ملک میں کس کس قسم کے گھاس پات۔ کانٹے دار بے کانٹے دار
پودے۔ گاچھہ۔ پیڑ جھاڑ۔ لتر۔ جڑی بوٹی۔ آبی۔ خاکی۔ ہوائی۔ نباتات پائیجاتے ہیں

اُن سے کیا کیا کام لیا جاسکتا ہے؟ کن کن بیماریوں میں کام آسکتے ہیں؟ اُن سے (۵۳) کس قسم کا رنگ ۔ گوند ۔ چھال ۔ پھول ۔ پھل ۔ تخم وغیرہ ۔ عطر وخوشبو ۔ روغن جوہر عرق وخمیرہ ۔ کھار اور ست وغیرہ نکالے جاسکتے ہیں؟ (۵۴) کتنے کتنے پیچ سے اور کس کس طریقے سے ایک دوسرے سے متشابہ ہوتے ہوئے بہت دور پہونچ گئے ہیں؟ کہ اصلیت سے فاصلہ پڑنے پر قطع تعلق ہوگیا ہے ۔ کوئی رشتہ نہیں معلوم ہوتا ۔ جب تک کہ سلسلہ وار اُن کا ارتقاء نہ بتلایا جائے ۔ (۱) اِن (۵۵) سب کے رنگ وشکل وغیرہ اور عمر وبلوغ ۔ عنصر وذرات ۔ بقاء فناء وارتقاء کے بارے میں مقامی وغیر مقامی لوگوں کو کیا کیا تجربہ حاصل ہوا ہے؟ اُنھوں نے اِن چیزوں کا کیا کیا نام رکھا ہے؟ وہ سب اسماء اردو زبان میں آسانی قالب بدل لے سکتے ہیں یا نہیں؟ وہاں کے لوگ سچ سچ بیان کریں جھونٹ موٹ نہ ہو ۔ ورنہ سزا ہوگی + ملک اور صوبہ ۔ ضلع وتحصیل و پرگنہ ۔ تھانہ ۔ ڈاک خانہ ۔ موضع ومحلہ ۔ قومیت وپیشہ کے ساتھ بتلانیوالے کا نام بھی لکھ لیا جائے کہ تجربے کے خلاف ہونے پر اُسکی طلبی ہو + سب (۵۶) کا تخم لو ۔ فوٹو لو نقاش سے اُسی رنگ وروغن کے ساتھ نقشہ کھنچواؤ بلکہ فوٹو ہی کے ذریعے سے سب ہو کہ دشواری نہ ہو سب کو سلسلے سے مرتب کرو ۔ اور تمام نباتات شمار کرلئے جائیں درختوں پر نمبر دو ۔ (۵۷) اِسی طرح انسانی ارتقاء کی باری آئے گی کہ اُسنے مادر گیتی کے رحم میں کیا کیا شکلیں بدلی ہیں؟ اور رفتہ رفتہ موجودہ شکل تک نوبت پہونچی ہے

---

(۱) نمبر ۴۲ سے متشابہ حکم نمبر ۵۲ اور ۵۳ و ۵۴ ہے لیکن عین وہی نہیں ہے فرق ہے ۔ غور کرو ۔

پھر اس بات کی تحقیقات کیجائے کہ فلاں چیز فلاں ہی ملک میں کیوں پیدا ہوتی ہے
دوسری جگہ کس ترکیب سے وہ پیدا ہوسکتی ہے۔ ؟ اور اگر ہر جگہ ہے تو ذرا ذرا
فاصلہ پڑنے سے کیا کیا اور کتنا کتنا فرق پڑتا چلا گیا ہے۔ اسکا نام علم الفصل ہے
اب وہ کوئی چیز ہو یا کچھ ہو۔ جیسے ہندوستان میں گنگا۔ یا کھوٹے۔ کہیں کا فور۔ کہیں
کوکین۔ کہیں ربر وغیرہ وغیرہ۔ اُسکے تمرین(۱) وآب وہوا۔ اور ارضی تعلقات کی تحقیقات
کیمیاوی طریقے سے کیجائے کہ قوائے صانعہ وخالقہ چیت وچاق ہوں۔ کہ تعلّہ
ذرّات تک بنانے آجائیں۔ طاقتِ کُن فکاں حاصل ہو۔ کیونکہ یعنی اللہ کے
بندے ہو۔ جیسے سب کا دار ومدار آفتاب پر ہے۔ اور آفتاب کا مدار انسان پر
کیونکہ اُسکی حرارت انسانی جامہ میں ہوکر کمال کو پہونچی ہے۔ اور انسان کا دار ومدار
ولیا اور پر۔ و لیا اور کا دار و مدار نسبتِ علیا پر نہ کہ نسبت عبدیت پر۔ پھر اسکا مدار
ہو جانے پر جو ایک ذوقِ محض ہے۔ بس ختم شد۔ کون کون محوسین اور شعبدہ باز
اور طلسم داں ہیں۔ اُنھوں نے اسوقت تک کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے؟ جس
سے فائدہ پہونچ سکے۔

تلقیحات

جہاں بھر کو چھان مارنا چاہیئے۔ اُسکے لئے کچھ دیری ہوگی تو کچھ پرواہ نہیں قطعہ

(۱) دہات۔

قطرہ سے بوتل[1] بھرے گا۔ بوچھار سے نہیں بھرے گا۔ اگر ایسا ہوگا تو بدیر ہوگا۔ اور مظروف غیبہ بہت صرف ہونے کے بعد۔ تمام جہان میں اِس قدر کنکر۔ پتھر۔ ٹھیکرا ٹھیکری کیا ایک ہی روز میں تو نہیں بھر گئے؟ مگر بھر گئے۔ تو خالی بھی ہوسکتے ہیں۔ ایسی چھلنی[2] تیار ہوسکتی ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ سب کام کوشش سے ہوگا۔

بصد ہا سال طے گردیدہ راہے

نمی باشند سخن را سال و ماہے

تو صفائی کے لئے سالہا سال ہی سمجھ لو۔ کیونکہ فطرت سب کو سادہ لوح پیدا کرتی ہے پھر کوشش کے قلم سے اُن کی سادہ لوحی رفع ہوتی ہے۔ فطرت نے حق و باطل میں پہچان بتلائی ہے کہ فطری سادہ لوح باتیں فانی ہیں۔ اور خود کردہ و حاصل کردہ باتیں فطرتاً باقی ہیں۔ جیسے جہل وغیرہ ہے کہ فانی ہے۔ علم کسبی ہے۔ سو باقی ہے۔ جب تک ضرورت ہے۔ کیونکہ طفلی شیریں لہو و لعب ہے۔ جوانی نمکین ہے۔ بیماری و دشمنی اور مصیبت وغیرہ ہیں۔ اور پیری و معذوری تلخ و چنیں ہے۔ فنا بھی ایک کھیل ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے۔ مگر بچپن کی بات بچپن میں معلوم ہوتی ہے۔ جوانی کی جوانی میں۔ پیری کی پیری میں۔ فنا کی فنا کے بعد۔ اِس لئے چاہیے کہ لہو و لعب خریدار ہو جائے۔ یہی ہدایت ہے۔ اِسی طرح خود کردہ و خدا کردہ افعال کی بہت مثالیں ہیں۔ خود غور کر لو۔ یہہ اسلئے ہے کہ خدا جو ہے سو خود ساز و خود گر ہے۔ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم بھی خود گر بنو۔

---

(۱) بوتل تذکیر ہے (۲) غربال۔

از لب و دہانِ تنگ چہ شیریں بہانہ است

چنانچہ خدا نے تم میں یہ مادّہ رکھ دیا ہے۔ جب ہی تمھارے افعال و ایجادات کے نام مصنوعات ہیں۔ وہ بھی درپردہ قدرتی ہیں۔ اسلئے یہ بھی قدرتی ہوگا۔ جو آیندہ طے کرو گے۔ بس آج نہیں کل سہی۔ کبھی نہ کبھی تو ختم ضرور ہی ہوگا۔ آگے کا حصہ اسکے باقی رہے گا۔ اور سہل ہوتا جائے گا۔ جیسے ماضی کے محالات آج امکان میں۔ و نیز صحیح تحقیقات کی چاٹ لگ جائے گی + رتی رتی کا حساب معلوم ہوگا + سب چیز کی پیمایش کا طریقہ معلوم ہوجائے گا + حق و باطل کی ٹھیک طور پر پہچان ہو جائے گی + علم تر ہیگا گرانی دل سے جاتی رہے گی + تندرستی اور قوے اعلےٰ درجہ کے نبتے جائیں گے + نسل اچھی ہوگی + سرچشمۂ تناسل خراب نہ ہوگا جیسے آجکل ہے۔ نسل اچھی تو وہی ہے جو اچھے کام کرے ؎

مور ہماں بہ کہ ندارد پرش

پس بیکاری سے قوے زنگ آلودہ نہ ہوسکیں گے۔ کاروبار میں لگے رہو گے۔ دوسروں کے کرتوت سے تم نے فائدہ اٹھایا تھا اب تمھارے کرتوت سے دوسرے اور تم اور نسل آیندہ دونوں فائدہ اٹھائیں گے۔ جو عین تمھاری ہی خوبی ہے۔ بزدل و ناحساب دال و شریر قوم سلطنت و جنت و راحت کے قابل نہیں۔ فنافی العبد جو ہے سو عبد ہو۔ فنافی الروح جو ہے سو روح ہو۔ فنافی العین جو ہے سو عین ہو۔ جس کو جیسی نسبت ؎ گر نیست بہ ہر دریا زینت پہ ہر کانے

(۶۱) اب یہہ دیکھو کہ وہاں کس کس قسم کے اجناس ہوتے ہیں۔ پھل پھلیری۔ بھاجی ترکاری میوہ فواکہات وغیرہ کیا کیا ہوتے ہیں؟ (۶۲) تمام روئے زمین کے اجناس و نباتات وغیرہ کے نام مسلسل ردیف وار ہوں؟ (۶۳) اور وہ کیونکر نشو و نما پاتے ہیں؟ کیونکر آب و ہوا و حرارت کے وسیلے سے ان میں طاقت نمو سرایت کرتی ہے؟ (۶۴) حسب خواہ ہم کیونکر انکو جلدی ترقی دے سکتے ہیں؟ (۶۵) اسوقت تک کتنے اقسام کے مطبوخات و ماکولات و تقریبات بن چکے ہیں (یعنی حلوا مٹھائی وغیرہ) کس قدر بن سکتے۔ پھر بسکٹ نئی قسم کے ایجاد ہو چکے ہیں؟ (۶۶) وہاں کسقدر خوراک۔ پوشاک۔ بلکہ سب چیز کا خرچ ہے؟ (۶۷) کس حساب سے وہاں پیدا ہوتی ہے؟ (۶۸) یا آتی ہے۔

تعمیرات

(۶۹) کس قدر مکانات ہیں؟ بے مرمت ہیں یا بامرمت۔ گھن دار ہیں یا بے گھن۔ مربع ہیں یا غیر مربع۔ اور کسقدر رقبہ میں ہیں۔ اور تندرستی و پیشہ کی مناسبت سے اس شخص کے مکان کو صحیح کسقدر رقبہ میں ہونا چاہیئے؟ (۷۰) تہ خانہ بھی ہونا چاہیئے یا نہیں؟ (۷۱) کس کس قسم کی دکان کے بعد کس کس قسم کی دکان چاہیئے؟ اور کتنے کتنے فاصلے پر چاہیئے؟ (۷۲) وہاں کے مکانات کس ساخت کے بنے ہوئے ہیں؟ خام ہیں۔ یا پختہ یا لکڑی پتھر کے ہیں؟ (۷۳) ہوا اور شعاع کا ان میں پورا گزر ہوتا ہے یا نہیں؟ رخ تو نہیں مڑتا؟ سامنے موری تو نہیں ہے؟ (۷۴) سب موسم کے لحاظ سے آرام دہ ہے کہ نہیں؟ اگر اچھا مکان

ہے تو اُسکا فوٹو لو۔ گلی کوچے تنگ ہیں کہ کشادہ۔ صاف ہیں کہ میلے؟ بدررو زمین دوز (۸۷) ہے کہ سطح رو؟ وہاں داخل ہونے سے پہلے کس قسم کی بو محسوس ہوتی ہے؟ (۸۸) کچی یا پکی وہاں سڑک ہے یا نہیں؟ سڑکیں کتنے میل میں ہیں؟ (۸۹) سایہ دار ہیں یا بے سایہ یعنی دو طرفہ درخت ہیں کہ نہیں؟ (۹۰) کہاں کہاں پل ہے۔ کس انداز سے ہیں کتنا لمبا چوڑا ہے۔ مضبوط ہے کہ کمزور۔ اُس میں محراب کتنے انچہ اور فٹ کی ہے؟ (۹۱) کہاں کہاں میل اور پل کی ضرورت ہے؟ سڑکوں کی مرمت کرنے کے لئے سامان مہیا کرنے میں کیا کیا دشواریاں ہیں؟ وہ سب سامان کتنے فاصلے پر ہے کہ کام کرنے والوں کو دقت یا سہولت ہوا کرتی ہے؟ ۵ زدشواری کار از کار رفت کا کا مضمون نہ ہوتا ہو؟ وہاں سڑکوں کے دورویہ درخت کو کاٹنا۔ یا نقصان پہونچانا جرم سمجھا جاتا ہے۔ یا نہیں؟ (۹۳) میونسپلٹی کا بندوبست۔ گلخن کا بندوبست۔ ڈسٹرکٹ بورڈ کا بندوبست۔ آب رسانی۔ ہوا رسانی۔ تنویرات (۱) رسانی۔ پوسٹ آفس۔ ٹیلیگرام۔ تھانہ۔ پولس سب کا وہاں بندوبست ہے کہ نہیں؟ (۹۴) اور ان سب کی کسقدر تعداد ہے؟ اور کہاں کہاں ہیں؟ نمبر وار ہیں یا بے نمبر وار؟ وہ جگہہ عام سڑک سے فاصلے پر ہے یا کیا؟ (۹۵) فنِ تعمیرات کی رو سے مکانات و آبادی وغیرہ سب ٹھیک ہے کہ نہیں؟ (۹۶) وہاں عام بازار یا ہفتہ واری بازار لگتا ہے کہ نہیں؟ (۹۷) وسائل (۲) وزن تمام جگہوں یکساں برابر ہیں کہ نہیں؟ (۹۸) وہاں کیا کیا چیزیں عمدہ بنتی ہیں؟ (۹۹) وہاں کی کیا کیا چیزیں مشہور ہیں؟

---

(۱) روشنی (۲) باٹ وغیرہ

(۱۹۰) (۱۹۱)
ان کا پتا اور نشان کیا ہے؟ اس مقام کے تواریخی واقعات کیا ہیں؟ وہاں کس کس
(۱۹۲) (۱۹۳)
پیشے کے لوگ ہیں؟ دودھ۔ گھی۔ تیل۔ آٹا۔ جنس۔ گوشت وغیرہ وغیرہ خالص فروخت
ہوتے ہیں یا کچھ آمیزش کے ساتھ جس سے صحت اور دماغی خرابی پیدا ہونے کا اندیشہ
ہوسکتا ہے کہ ملک وقت پشتہا پشت ہو کر خراب ہو جائے کہ
(۱۹۴)
از نفور سر و مہمات است تا ں آید بروں کا مضمون ہو+ اسی طرح جانوران مریض یا
ذبح ہوتے ہیں یا تندرست؟ محض بچے بیچارے ذبح ہوتے ہیں یا سیانے؟ دربار خداوندگار
نے اس پر کچھ خیالات مبذول کئے ہیں یا نہیں؟ یعنی پبلک نے دربار خداوندگار
سے مقصود پبلک کا دربار ہے یعنی بار عام کیونکہ پہلا دربار یہی ہے (اسی لئے ہم نے
تین دربار مقرر کئے ہیں۔ ایک کا نام دربار خداوندگار ہے یا دربار تجلی جس کو
پبلک کہیں گے۔ دوسرے کا نام۔ بارگاہ معلےٰ یہ تمام عالمگیر سلطنت کا دربار ہے
جسکے بادشاہ یا پریسیڈنٹ کو خاقان خواہ خداوند۔ یا سرور انجمن۔ یا صدر الصدور
کہیں گے۔ چاہے معین خاندان کا ہو یا غیر معین خاندان کا شمسی و قمری و نجمی و ارضی
سماوی و روحانی و ربانی سب خاندان برابر ہیں۔ نظام و ضرورت اور درجے کے
لحاظ سے فوقیت ہے۔ بایکدگر ہیچا و رنج افزا فخر کی ضرورت نہیں۔ نہ بالادست کو حقیر
سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اسلئے سب کے لئے حد ہے۔ اعضاء کی طرح اپنی اپنی حد
پر رہو۔ شخصی حکومت میں خرابی ہو تو جمہوری کرو۔ جمہوری میں خرابی ہو تو دونوں سے
مرکب کرو۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ تیسرے دربار کا نام درگاہ معلےٰ یعنی روحانی

یا خدائی دربار ہے۔ جسکے مستقل بادشاہ کو خدیو کہیاں وتاجدار۔ خواہ حضور یا فرمانروا
کہیں گے۔ اور خدیو بیگم کو خدیجہ وتاج محل بیگم انسلی محرز کی ضرورت نہیں۔ الخلق عیال الله
اگرچہ سورج اور سراج کا فرق ہے مگر پھر بھی عالم انسانیت ایک شخصیت ہے۔ ایک
رگ کٹنے تو سراپا دکھ ہے۔
یہہ تین دربار اس لئے ہیں کہ دربار خداوندگار یعنی پبلک۔ پولیس کے ذریعہ سے بارگاہ معلےٰ
تک خبر پہونچائے۔ کسی سخت واہم معاملہ میں تینوں دربار اکٹھا ہوں اور معاملہ فیصل ہوا تو
خالص خبر کا نہ کہنا (جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے) اور جھوٹے اشتہارات سے لوگوں کو
دہوکا دینا۔ یہہ سب اہم معاملات سے ہیں + نسل و اخلاق و انسانیت و انتظام پر اسکا
پورا اثر پڑتا ہے۔ جو فوراً قابل پرسش ہے ؎ ناخن چو سر بلند شود قطع لازم است۔ خیر
یہہ ایک جملہ معترضہ تھا جو سخت ضروری سمجھ کر بیان کیا گیا اب اسکے بعد ضروری بات یہہ ہے
کہ یہہ بھی دیکھا جائے کہ ملک میں کسقدر (۹۵) سادہو۔ ناگے ننگ دہڑنگ۔ جٹادہاری
بت یا مہنت۔ مفت خورے۔ گیسو دراز خان فقیر بے خانماں۔ کچھ بیٹھے بدوش خانہ
مشائخین ناکارہ۔ بے فیض خلوت نشیں ہیں۔ اور بجائے خود کمانے کے لوگوں کی
کمائی مفت کھاتے ہیں اور نذرانے لیتے ہیں۔ نذرانہ بجز ہادی برحق اور اسکے خاندانی
ونسلی جانشین کے کسی کو زیبا نہیں۔ اگر نسل ہے مگر جانشین نہیں ہے تو اسکو بھی زیبا نہیں
کہ سید وہمیں نہیں پھرے۔ یہہ نذر اس واسطے ہے کہ اس کا فیض اندرونی طور پر نذر دینے والی
خلقت کی نسل میں سریان کرے جسکو کہتے ہیں کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ یعنی تم

منزلِ مرام کو نہیں پہونچ سکتے۔ جب تک کہ اُس چیز کو ہر شے تامی خاندان ع۔ دیبی۔ دیوتا خاندان کے سامنے دست بستہ بکمالِ ادب نہ پیش کرو۔ جسکو تم بہت چاہتے ہو۔ اور وہ محبوب شئے زر ہے۔

تا ہیبت و ہیئت دریں عالم زر است

اس واسطے زرینہ دعوت بہت علیا دعوت ہے۔ چنانچہ اسی پر تمام چیزوں کا دار و مدار ہے۔ کہ جسکے خون میں کثرت سے سونا۔ چاندی۔ اور بجلی کا حصہ نہ ہو تو وہ خدا بھی نہیں ہو سکتا۔ یہہ عنصرِ زرینہ عورتوں میں عام طور پر بہت ہے اسلئے یہہ زیادہ تر واجب الاحترام ہیں۔

اس جگہہ چونکہ عورتوں کا ذکر آگیا ہے۔ اور یہہ بھی معاملہ قابلِ غور و فیصلہ طلب ہے اس لئے جملہ معترضہ کے طور پر یہیں کا یہیں فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ کسی نہ کسی جگہہ اسکو بھی فیصلہ کرنا ہی تھا۔ چنانچہ وہ فیصلہ کن جملہ معترضہ یہ ہے۔

جُملہ معترضہ

فضائل النسوان

نظم

وقتِ محشر بیاشد درعناصر ۔ ادنش رونقِ حسن و تجلّی را بجوئی دادنش

از متانت با لباسِ فاخرہ۔ استادہ نش | چتر زلفِ عنبریں را۔ در ہوا۔ بگشادہ نش
بر لبِ نازک سرِ انگشت را۔ بنہادہ نش | چشم را۔ گہ بر فگندن۔ گہ بسو افتادہ نش
اہلِ حال و قال و نقالانِ عالم را ببیں | سُنت زن۔ کاکل آرائی و ہم بکشادہ نش

صرف از تارِ نگاہش جملہ بیچی(۱) را کشد
زیں سبب شد۔ خوش نصیبی سخت عزت دادہ نش

پھر عورتوں کی بے حرمتی کسقدر نازیبا ہے۔ پھٹکار ہے اُس پر جو ایسا کرے دیکھو اس سب چیز میں سعد و نحس کو دخل ہے۔ اسی طرح زن و مرد میں بھی ہے۔ مگر عورتیں عموماً آفتاب و مجذوب و مستِ مجلول و ماتو خود ولی یا مرگا(۲) کی طرح کچھ ایسی مدہوش و مست ہوتی ہیں کہ اُن کو اپنی روشنی و تجلی۔ قوتِ جاذبہ و نور۔ اور مشکبیت کی خبر نہیں کہ اُن کے نافہ میں کستوری ہے۔ اسلئے اپنے سے غیر کو مشکین اور بے دردا سمجھنے لگتی ہیں۔ یہ بھی اُن کی محبت کا کمال(۱) ہے۔ اسی کمال(۲) سے مردوں پر غلبہ حاصل کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اسی تغلب و تصرف کے سبب سے اکثر بیٹی یا اولادِ اناث جنا کرتے ہیں۔(۳) مغلوب کو اپنی ذات بنا لیا کرتی ہیں جیسے آگ دہوئیں کو آگ بنا لیا کرتی ہے۔ اگر عورت(۴) اور مرد دونوں کی تعلیم یافتہ یکساں ہو تو بہت زیادہ یقین کا حصہ تنزکیہِ حال ہے کہ عورت کا غلبہ ہو۔ منطق(۵) و فلسفہ عورت کے دربار میں گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ انکو مات کرنا مشکل ہے۔

آب را از پنجہ گوہر کشیدن مشکل است

---

(۱) زندہ (۲) غزالی نر سنسکرت میں۔

لوگ کہتے ہیں(۷) کہ پرانی دنیا بی بی حوا کے سبب سے ظاہر ہوئی۔ اور نئی دنیا کو کمبس
سے۔ بامداد ملکہ اندلس۔ گویا دین و دنیا صرف عورت کے وسیلے سے نمودار
ہوئے۔ پھر لوگ کہتے ہیں کہ آدم کو خدا نے حکم دیا تھا کہ گیہوں نہ کھانا! مگر حوا نے
آدم کو حکم دیا کہ ضرور کھانا! چنانچہ آدم نے کھا لیا۔ ایسی حالت میں خدا کا حکم منسوخ ہو گیا
اور حوا کا حکم نافذ ہو گیا + شکتی(۸)۔ پرم شکتی پر غالب آئی + گویا باطناً خود ہی یہ مجسم
فرمانِ الٰہی ٹھہری۔ کیونکہ معشوق تو فرمانروا ہوتا ہی ہے۔ فرماں بردار تو ہوتا نہیں ہے
اس سے اُن کی محبوبیت و معشوقیت ثابت ہوئی۔ چنانچہ(۹) عورتوں کا نام معشوق[۱]۔ جان[۲]
حیات۔ یا حوا۔ اور لاڈو رکھا ہی گیا ہے۔ یعنی لاڈ اور پیار والی۔ جسکی عربی الحد کا لفظ
ہے۔ اب یہ کیا ہوئیں؟ قابلِ غور بات ہے + غور کرو! گھر کا انتظام(۹) عورت ہی
کر سکتی ہے۔ مرد سے نہیں ہو سکتا + مادہ(۱۰) مدمکھی جسکو نحل کہتے ہیں وہ بغیر امداد یعسوب
(نحلِ نر) انڈے بچے جس طرح دیتی ہے اُسی طرح چند عورتوں کے بارے میں مشہور ہے
کہ انھوں نے بغیر امداد کسی مرد کے بچہ دیا اور وہ دودھ پیدا ہوا ہے۔ گویا سماروغ[۱] نکلا تو بے تخم
کے۔ جیسے پودینہ وغیرہ۔ مگر مرد نے بغیر امداد عورت کے بچہ نہیں دیا۔ اگرچہ حال میں ایسا بھی
مشہور ہوا ہے لیکن سربرآوردہ و رفیع الشان شہرت نہیں ہے۔ عورتوں کو تریا(۱۱) کہتے
ہیں یعنی تین زبردست طاقتوں کا مجموعہ۔ مرد کو یہ لقب حاصل نہیں + ابنِ(۱۲) مادر
کہنے میں شک نہیں رہ سکتا مگر ابنِ پدر کہنے میں بہت سے مقامات میں شک رہ سکتا ہے

---

۱ ـــ کھُل گُل۔ یا سانپ کا چھاتا۔ خواہ کُکُرمتّا۔

کہ بالتحقیق وہ کس کا بیٹا ہے؟ ابن الغیب ہے یا ابن حاضر؟ گویا ولدیت پر پورا پورا ماں کا قبضہ ہے۔ باپ کا مشکوک + اسلئے عورت مقدم ہوئی[1]۔ عورتوں کا[2] ظاہر و باطن اکثر الاکاثر تماٹم کے جیسا ہوتا ہے کہ وہ اندر باہر سرخ ہی سرخ ہوتا ہے ایسا نہیں کہ جیسے اور چیزیں ہیں ظاہر کچھہ اور باطن کچھہ۔ عورتیں الطبع بین الرحمین ہیں یعنی جنین یا بچے کی سانس اور عالم اکبر کی سانس کے بیچ میں اُن کی سانس ہے۔ مرد کو یہ بات حاصل نہیں۔ عورتیں نبیادِ تختیں ہیں کیونکہ جَو کے کھیت میں خودبخود گندم نہیں اوگتے مگر گندم کے کھیت میں جَو خودبخود اوگجاتے ہیں تو عورت گندم ہے۔ اس کو گندم سے پوری نسبت ہے۔ مشہور ہے کہ آدم نے گیہوں کھایا یعنی حوّا کو بیوی بنایا چنانچہ اگر عورت کے قارورے سے گندم سیچا جائے اور وہ مفلوق ہوکر روئیدگی و سبزگی اختیار کرکے نشوونما پانے لگے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اسکی مکمل انسانیت میں کسی طرح کا فرق نہیں ہے۔ یعنی مریضہ خواہ بانجھہ نہیں ہے۔ اگر نہیں اوگے تو اسکے خلاف سمجھنا چاہیے + اسی طرح جَو کے حق میں مرد کے قارورے کا اثر سمجھا جائے + اسلئے عورت پہلے پیدا ہوئی۔ اور استثنائً مکمل پیدا ہوئی ہے نامکمل نہیں۔ اسکے خلاف نظیر نہیں تو وہ جو پہلے پیدا ہوگا تو اسکو پہلے بود و باش و خورد و نوش کی حاجت ہوگی + جسکو پہلے حاجت ہوگی وہ پہلے رفع حاجت کے لئے تدبیریں سوچے گا + وہی پہلے اُس کے متعلق ایجادی کرشمہ دکھلائے گا + اسواسطے عورت نے پہلے بود و باش و خورد و نوش کے

(۱) کچھہ ضرور نہیں کہ مقدمہ کہا جائے۔ (۲) لال ہیگی۔ اس میں میم نسبت کی ہے۔ جیسے بیگم۔ خانم۔ نیلم۔ ماتم۔ پیتم۔ منیم۔ سالم میں

سامان مہیا اور ایجاد کرکے + سب سے پہل موجود ہونے کا فخر اسی کو حاصل ہوا چنانچہ ہر حیوانات میں مادہ ہی انڈا بچہ دینے کے لئے بود و باش خورد و نوش کے سامان ایجاد اور مہیا کرتی ہے۔ بچوں کی پرورش[17] مادہ یا ماں کے ذمہ ہے۔ گھر دوار[17]۔ اور بچوں کے صاف صوف کرنے کے لئے جھاڑو اور صفائی کی بھی یہی موجدہ ہے[18] چونکہ اسکا نام عورت ہے یعنی صاحب ننگ اسلئے یہی مردوں کی ننگ و ناموس ہے اسکو ننگ پوشی کے لئے زیادہ لباس کی ضرورت ہے۔ جبکہ اسکو کافی نہیں پھر بچوں کو ڈھانپنے اور چھپانے اڑہانے کی بھی ضرورت ہے۔ اسلئے کاتنا بننا سینا پرونا سب پہلے اسی سے ایجاد ہوئے۔ اگرچہ پہلے پہل اسنے پتے یا چمڑے وغیرہ سے کام لیا ہو۔ اور ان کو تنکوں یا کانٹوں سے جوڑ کر کار برآری کی ہو تو پارچہ بافی و خیاطت کی ابتدا پہلے اسی سے ہوئی۔ لہذا نساجی و خیاطت کی بھی یہی موجدہ ہوئی۔ جیسے مکڑی اور بئے نے قدرت سے سیکھا۔ اسنے بھی قدرت سے سیکھا۔ اسکے خون اور دودھ سے بچے میں جملہ طاقت آئی۔[19] چاہے بادشاہ ہو یا اوتار۔ اسواسطے معماری و رزاقی و ستاری و نساجی و خیاطی و صفائی پہلے عورت سے عمل میں آئی۔ جس قدر اسکے جامے سے دودھ اور خون نکلتا ہے اگر مرد کے[20] جامے سے نکلے تو اسکی بری گت ہوجائے۔ ذیابطیس اور شکر اگلنے کو تو برداشت نہیں کر سکتا۔ خون اگلنے کو کیا برداشت کرے گا۔ جوانی کا اچھی طرح منہ نہ دیکھنے پائے عورت کے ماہواری خون میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ اگر نیا پودا اس کے ہاتھ سے[21]

تشت اکھڑ کر دوسری جگہہ نصب کرا یا جائے تو اُسکی جسمانی بجلی کی حرارت کو وہ پودا برداشت نہیں کرسکتا اور نشو و نما کی طاقت کھو بیٹھتا ہے۔ اسلئے ایسی حالت میں اُس کے ہاتھ سے روٹی اور بخت و پز بہت مناسب نہیں نہ کہ ناپاکی کے سبب سے۔ سو یہ بات بھی مرد کو حاصل نہیں۔ عورت کی جسمانی بجلی کی حرارت بحالت صحت۔ جو پخت و پز میں سرایت کرتی ہے۔ وہ کہیں مردانہ باورچی کی بجلی سے قوی ہوتی ہے۔ عورت سخت تپش کے زمانے میں بھی چولھے یا آگ کے پاس گھنٹوں بیٹھ کر کام کرسکتی ہے۔ بخلاف مردوں کے۔ سب پر آگ پانی غالب ہے۔ آگ پانی پر فنا غالب ہے۔ فنا پر ہمہ اوست کا مفہوم۔ اسی طرح عورت سب پر غالب ہے۔ بچہ و زچہ کے دفعیہ علالت کے لئے پہلے عورت ہی نے دوا دارو ایجاد کی۔ اسلئے ایجاد طبابت کا طرّہ بھی اسیکے سر رہا۔ ٹوکری کھانچہ (خوانچہ) بنا کر اسمیں بچے کو رکھ کر جھلانا صاف کہہ رہا ہے کہ ٹوکری اور گہوارے کی موجدہ بھی عورت ہی ہے۔ بچہ کی حفاظت کے لئے چقماق سے آگ نکالکر لکڑی جلاکر روشنی پیدا کرنا۔ اور روشنی کو ہوا سے بچانے کے لئے آنچل یا کسی اور چیز سے اوٹ قایم کرنا سائنس اور لالٹین کی ایجاد کی ابتدا ہے۔ انسان کی منطقیہ تعریفات میں سے ایک نو ایجاد تعریف یہ ہوسکتی ہے کہ اَلْاِنْسَانُ طَبَّاخٌ یعنی انسان وہ ہے جو پکا کر کھائے۔ اور حیوان وہ ہے جو پکا کر نہ کھائے۔ تو عام طور سے پکانا چڑہانا۔ اور مرد سے اچھا پکانا چڑہانا۔ اور رسد پانی۔ چولھا۔ چکی۔ سب اسی کے ہاتھ میں ہے اور چولھے چکی کی بھی موجدہ ہے۔ آج بھی بچپن میں اِس کا یہی کھیل ہے۔ چونکہ اسے بچوں

کو لوری کھلانی پڑتی ہے۔ گنگنانا پڑتا ہے۔ اسلئے پہلے زباندانی اسی سے ایجاد ہوئی
پھر اُس زباں دانی کے اندر لوری کی خاطر تک ہیں تال ملانا بھی ضروری تھا جو گانے
کی صورت پیدا ہو سکے۔ اسلئے شاعری اور موسیقی کی بھی یہی موجدہ ٹھہری + چنانچہ اسکا
گانا مردوں کی بہ نسبت ایک اچھا خاصہ اُغلیہ پایا جاتا ہے۔ اَب رہا دستی باجا جسکو عزمار
کہتے ہیں وہ عورتوں کی چٹکی۔ تالی۔ تھپکی۔ جھنجھنا سازی اور ڈھولک اور چوڑی سازی
گھنگرو گری سے ایجاد ہوتا گیا۔ کیونکہ بچوں کو بشاشت و مسرت اور راحت و آرام رسانی
کے لئے ان سب چیزوں کی ضرورت ہے۔ نیز عورتوں کو بچوں کے اندر دلچسپی
پیدا کرنی پڑتی ہے اس لئے انھیں چیتاں۔ پہیلی۔ کہانی۔ ایجاد کرنی پڑی اسواسطے
اسے سخت و زبردست حافظے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ خدا کی طرف سے اُسے دیا گیا ہے
جب ہی اسکو نسخہ جاتِ ادویہ۔ جھے نجرے کی فہرست۔ مہمان کی آمد و رفت کرنیکی نام
بنام۔ واقعات و حادثات زبانی یاد رہتے ہیں۔ اس قدر مرد یاد نہیں رکھ سکتا +
پہلے فنِ کلالی و سفالی۔ اسی نے ایجاد کی کہ مٹی کی ناہموار پیالیاں بنائیں اور
آگ میں جلائیں کہ بچوں کو بجائے چلّو سے پانی پلانے کے کسی پیالی سے پانی پلائے۔
اب فنِ کلالی ترقی پا کر کتنا ہی کچھ اعلےٰ پیمانہ پر پہونچ جائے یہ دوسری بات ہے۔
مردوں کا تو کام ہے کہ فقط مدد دے دیں اور ماتحتین اُسکو انجام تک پہونچائیں۔ بس
اُسنے مدد دے دی۔ چونکہ اسے بچوں کو کھلانا۔ کودانا۔ ورزش کرانا پڑتا ہے۔ اسلئے
ورزش اور رقص و تماشے کی وہی موجدہ ٹھہری۔ چنانچہ آج بھی سرکس میں عورت زیادہ تر

بازی دکھلاتی ہے۔ تنے ہوئے رسّے پر تھالی کے اندر سر رکھ کے آسمان کی
طرف پاؤں بلند کر کے سر کے بل دوڑتی ہے۔ سر پر پانی سے بھرا ہوا گھڑا بے تکلف
رکھ کے چلتی ہے + تمام عالم تماشہ گاہ ہے۔ چاند۔ سورج۔ ستارے۔ بجلی۔ دھواں
زلزلہ۔ آنکھ کی پتلی۔ نبض و قلب۔ تنفس و دوران خون۔ فکر و خیال وغیرہ وغیرہ سب چکر
میں ہیں۔ ناچ رہے ہیں جسکی نقل پوری طرح سے عورت اُتارتی ہے۔ یعنی خوب
ناچتی ہے۔ (۴۶) قدرت نے عورتوں پر کثرت سے نعمتیں حلال کی ہیں۔ جیسے رنگین پوشی
زیورات وجواہرات کا استعمال۔ اگر یہ استعمال نہ کریں تو ان چیزوں کی قدر و قیمت ہی
نہیں۔ اور اُن کے استعمال کئے جانے کا فریضہ اور اُس فریضے کے حقوق نہ ادا ہوں
اُن کی حق تلفی ہو۔ یہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ ہاں امرد ہونے کے پہلے یا دورِ
امرد ہونے کی صورت میں کچھ دنوں تک وہ بھی استعمال کر لے تو زینت بخشتا معلوم ہوگا۔
تو یہ رنگین پوشی و درخشانی جسکو پہلے حاجت ہوئی۔ اُسی نے پہلے تلاش بھی کیا ہوگا۔
اسواسطے رنگ وغیرہ کی بھی موجدہ عورت ثابت ہوتی ہے۔ (۴۷) درخشانی کو نورانیت سے
تعلق ہے اس لئے نورِ الٰہی کی بھی یہی ملک ہے گو اُس سے بوجہ شدتِ حصول بے خبر ہو
(۴۸) تمام جانداروں میں نر خوبصورت ہوا کرتا ہے۔ مگر انسانی عالم میں برخلاف اسکے عورت خوشنما ہوتی ہے (۴۹)
مردوں کے منہ پر جنگل جھاڑی لگی رہتی ہے تو اِنَّ اللّٰہَ جَمِیلٌ وَ یُحِبُّ الْجَمَال بھی مشائخین
عورتوں کی نقل کر کے زلف و کاکل و رنگین پوشی و حنابندی۔ صندل۔ کاجل وغیرہ اختیار
کر کے محبوبیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ حال و قال نام رکھ کے رقص و تماشہ دکھلاتے ہیں

یہاں تک کہ خود کو علت نا گفتہ بہ میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ پورے کلجگ پر شناو۔ یا کھلے خان بہادر۔ یا رسوا شتاو خوار روسیاہ اکبر بنجاتے ہیں۔ جسے علت المشائخ کہتے ہیں۔ بعض دور رخے اور سمہ رخے ہو جاتے ہیں تو ہ

بیک دُر نشاید دو سُوراخ سُفت

اسی سبب سے عرفان اصلی و تصوف روحانی بدنام ہو گیا۔ اور مشایخ و شیخت کو روک دینے کی فوری ضرورت آن پڑی ہے۔ (۳۹) زلف میں چونکہ بل دینا پڑتا ہے اس لیے رسی کی ایجاد بھی ضرور پہلے عورت سے ہوئی ہے اُسنے بال میں بل یا غیروں نے اور چیزوں میں۔ مگر جسکو بھوک نہیں وہ کھانے کے صحیح لطف و مزے سے آگاہ نہیں۔ تو جس کو رحم نہیں اُسے اختناق الرحم کیا ہوگا؟ اسکا وہ دعویٰ نہیں کر سکتا + اسی طرح جسکے پاس عقل و نور ایمان نہیں وہ انصاف کیا کرے گا؟ کہ فلاں بات سچ ہے اور فلاں بات جھوٹ۔ اسلئے وہ عورتوں کی حق تلفی کرے گا اور اُن کی عظمت کو چھپائے گا۔ تو ترقی و تنزلی دو ہی باتیں ہیں جسنے اچھا کیا زور پکڑا۔ اوپر چڑھا۔ جسنے بُرا کیا۔ کمزور ہوا نیچے گرا۔ تو یہہ نیچ لوگوں کا مقولہ ہے کہ عورت گھٹیل ہے۔ جسکی عورت قید۔ اُس کا مرد قید اُسکو آزاد و حاکم سے کیا نسبت؟ جیسی نیت ویسی برکت؟ ہ

مکافات عمل از ہیچ کس رشوت نمیگیرد

(۴۰) نیند ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔ یہہ بھی عورت کی مٹھی میں ہے۔ کہ جس وقت چاہا سو گئی + (۴۱) بیداری کس قدر مشکل کام ہے سو وہ بھی اُسکی مٹھی میں ہے کہ خطرے کے وقت

اور ذی فراش مریض کی خدمت کے لئے لگاتار اور شب و روز جگتی رہتی ہے = اسکو رتجگا زیبا ہے۔ تیمار داری[۴۲] کے فریضے کی ادائی عورت سے بڑھکر مرد نہیں ادا کر سکتا اسکو جنگ احد وغیرہ کے بھی وقت میں لوگوں نے محسوس کیا ہے۔ اور یہہ فریضہ عورتوں کے سپرد ہوا۔ اور انھوں نے اُسے بالکل بے حجاب ادا کیا ہے۔ حجابی و بے حجابی عاصمہ کے لئے یکساں ہے سہ

خانۂ شطرنج را کے حاجتِ دیوار ہست

عورت[۴۳] خوب محنت کرتی ہے + تھکتی نہیں + ہارتی نہیں + وکّانِ حسن[۴۴] فروشی و عیش و نشاط کو مدت ہا مدت تک بے تکان چلا چکی ہے۔ مگر مرد اپنی مردی کی حیثیت سے وہ ایک گھنٹے لگاتار نہیں چلا سکا۔ عورت ایک منٹ کے لئے بھی مرد ہونا پسند نہیں کر سکتی۔ بخلاف مردوں کے کہ یہہ عمر بھر عورت ہونا پسند کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہیجڑے زنخے۔ دورخے گواہ ہیں۔ ساری برات[۴۵] اور ڈاکٹر بلکہ دنیا بھر کی گواہی دولھے کی مردانگی کے حق میں بے کار ہے مگر صرف ایک دولھن کی گواہی قابل یقین ہے۔ جسکی تصدیق عورت اور آلاتِ امتحانیہ کر سکتے ہیں۔ تو جس طرح نامرد کی قدر و قیمت عورت کے نزدیک ہیچ ہے۔ بلکہ ساری خلایق کے نزدیک حتّٰے کہ خود اُسکے نفس کے آگے بھی۔ اگرچہ کتنا ہی کچھہ صاحبِ صفات ہو۔ اِسی طرح کافران و جحود[۱]۔ نافرمان و مردود۔ نافرجام و مطرود۔ کی قدر و قیمت خدا و خداوند کے نزدیک ہیچ در ہیچ ہے۔ اگرچہ کتنا ہی کچھہ

---

(۱) بڑے لوگ۔

وہ خود کو دیندار کہتے ہوں۔ کیونکہ فلسفہ اصول بتلاتا ہے منطق صحت و غلط کی چھان بین کرتی ہے سائنس عملی جامہ پہنا کر صحیح نتیجہ بتلاتا ہے تو ان تینوں کی گواہی ان کی دینداری کے بارے میں خلاف ہے۔ دیکھو کتنے ہی کچھ اتنے قدر آل قدر بال بچے ہوں گھر سب کو ایک عورت سنبھال لے سکتی ہے۔ اپنی ذاتی ربوبیت سے ان کی پرورش و نگہداشت پر غلبہ حاصل کر لے سکتی ہے۔ بخلاف مردوں کے کہ وہ نہیں کر سکتے۔ تو وہ جو بچوں کے جیسے میموں خصائل کی پرورش و نگہداشت کر سکتی ہو وہ جوانوں اور خلق خدا کی بھی کر سکتی ہے۔ وہ ملکہ بن سکتی ہے۔ اسکا ملکہ بننا خلاف دین و مذہب نہیں ہو سکتا خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب اسکا کسی یا قریبی رشتہ دار نہ ہو۔ جیسا کہ آجکل کہیں کہیں ہے جسکو لوگ دین و مذہب کے خلاف سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دائماً ابداً صورت نساء پر ناجائز طریقے پر بجمیع الوجوہ صورت رجال قوام و غالب سمجھا جاتا رہا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک یہہ رائے ماضیہ یا رائجہ غلط ہے۔ کیا بی بی حوا۔ بی بی مریم۔ بی بی فاطمہ۔ بی بی امیرا دلھن کی بیگم۔ تارا بائی۔ چاند بی بی۔ زیب النساء۔ موجودہ زمانہ کی صوفیہ و نبیہ بی بی اینی بسنٹ وغیرہا سب کی ذاتی عظمت کو بالائے طاق کر دینے کا خیال ہے؟ نہیں ہو سکتا

باطل ست انچہ مدعی گوید

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

(۴۸)

(۴۷) عورت پر شدتِ ربوبیت کے سبب سے۔ مصنوعی عبادتیں اسقدر فرض نہیں جس قدر مردوں پر + عورتوں کو قدرت کی طرف سے بلا مفہوم نقص کمال سب چیزیں اعلے ملی ہیں۔ ان کے (۴۸)

سب حواس و قوے تیز ہیں۔ ان کے قوائے قلبیہ تیز۔ قوائے مصورہ تیز۔ و قوائے عاقلہ تیز۔ مکر ان کا تبیینی و جاسوسی کے محکمہ کو جلا دینے والی۔ کیسا ہی کوئی شخص ہو اُسے چشم زدن میں بے وقوف بنا کر فریب دیدینا اور گرفتار کر لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے بقول انکے

مجھکو کرنا ہے آخر تسلیم
اِنَّ رَبِّی بِکَیدِہِنَّ عَظِیم (۱)

(۴۹) یہہ ولادت کی تکلیف کو جانتے ہوئے بھی بچوں کو پیار کرنے سے نہیں ہٹتی ہیں۔ سیچے پیار سے پیش آتی ہیں۔ اپنی بوٹی نوچکر کھلا دینے کو تیار ہوتی ہیں ان کو پیار کرنے کی یہانتک عادت پڑجاتی ہے کہ انکی خمیر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ انکو ہمیشہ پیار ہی کے اندر رہنا پڑتا ہے۔ اسلئے یہہ خود ہی خدا کی پیاری ہیں۔ سراپا روح القدس ہیں۔ بی بی مریم کا نام بھی روح القدس ہے (۵۰) انکو لکنت کا عارضہ کم دیکھا گیا ہے + یہہ اکثر ضرب المثل میں بات کرتی ہیں۔ یہہ ضرب المثل کی بانی ہیں۔ (۵۲) مَا قَلَّ وَ دَلَّ (۲) جَوَامِعُ الْکَلِم (۳) اور بَدَائِعُ الْحِکَم (۴) بات کرتی ہیں ع

ضرب شمشیر ندارد۔ اثر ضرب مثل

(۵۴) یہہ ان کی خوبی ہے۔ عورتوں کے سامنے مردوں کو اپنے جوہر دکھلانے میں تقویت پہونچتی ہے۔ اور اُن کی شاباشی سے دل بڑھجاتا ہے۔ چنانچہ جانوروں میں جس وقت مادہ سر ہلاکر داد دے دیتی ہے تو نر کا جی نہال ہو جاتا ہے۔ جیسے تیتر کو دیکھو تیتر کو دیکھو کہ جنگ کے وقت تیتری اُسکو شاباشی دیتی ہے تو خوب لڑتا ہے۔ اسلئے شکست کے

(۱) اے خدا یہ عورتیں بڑی مکارہ ہیں (۲) قلیل کے اندر دلیل بہت ہو (۳) کلام جامع (۴) حکمت سے بھرا ہوا۔

مقام پر ہر ایک مرد اپنی بیوی سے ادھر اُدھر کے عذر لنگ پیش کر دیتا ہے۔ گویا وہ کسی طرح شکست نہیں کھا سکتا تھا۔ مگر اس میں فلاں قسم کی بات پیدا ہو گئی۔ یا خود آپ نے پہلو تہی کی۔ تاکہ اس کی عزت اسکی آنکھوں میں بڑھی رہے (۵۵) جہاں عورت صحاشنہ ہو وہاں فحاشی کا میلا جھمیلا لگ جاتا ہے۔ آبادی ہو جاتی ہے۔ لوگ دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ گویا ایک انار صد بیمار۔ ایک انگور صد زنبور کا مضمون ہو جاتا ہے واقعی ہے

ہر کجا چشمہ بود شیریں

مردم و مرغ و مور گرد آیند

بہت ٹھیک ہے کیا اب بھی شک ہے؟ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن جہاں مرد ہو تو یہہ امید نہیں۔ کہ ایسا میلا جھمیلا ہو۔ مگر ہاں عورتوں کے لالچ میں کبسر یا بانا بدل کیے۔ اللہ والا بنکے کسی جگہ بیٹھ رہے تو البتہ پھال کا میلا جھمیلا ہونے لگتا ہے لیکن کبھی نہ کبھی ظاہر ہی ہو جاتا ہے کیونکہ ع

فریبی شئے دگر و بلغم و اورام جدا است تو

خدا رسیدگی اور چیز ہے۔ مکاری اور چیز ہے۔ غواص پہچان لیتا ہے کہ موتی کہاں ہے (۵۶) تر جو ہے سو مادہ کے استمام کے لئے مثانہ و اچھلگو بنا رہتا ہے (۵۷)۔ یہہ عورت حیات کی ہستی ہے۔ (۵۸) عزیز الحیات ہے۔ (۵۹) قبۂ نور ہے۔ (۶۰) نور کا بقعہ ہے۔ سراسر خون و حیات ہے۔ (۶۲) نبوت کے معنوں میں سے پیشنگوئی۔ اور اکتھراہٹ یا بالیدگی کے بھی معنی ہیں سو عورتوں کی نبوت (۶۳) تاب جوانی کی انشافی بالیدگی ہیشینہ ہے۔ عورت راہ ظلمات

کی فطرتاً صراطِ مستقیم ہے۔ راستہ۔ طریقہ اور مذہب ہے۔ ضرور راہی ہے۔ راہی تھکے راستہ نہ تھکے لقد سُر من راٰیھا[1] کا مضمون ہے۔ عورت کی رفتار میں طاقت و کشش اسکی گفتار میں کشش۔ اسکے طور و اطوار میں کشش۔ اسکے دیدار میں کشش۔ اسکی چال ڈھال میں کشش۔ اسکے حال قال میں کشش۔ اسکے خط و خال میں کشش۔ اسکے حسن و جمال میں کشش۔ اسکے عرض حال میں کشش۔ اسکے جاہ و جلال میں کشش۔ اسکے لب اور رال میں کشش اسکے رنج و ملال میں کشش۔ گویا کہ اسکے بال بال میں کشش ہے۔ بس بول دو کہ ؎

ابر است و بہار است و ہوا ہم مزہ دارد

برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد

کا مضمون ہے۔ اسکی حیا۔ خموشی و گویائی سب بات میں طاقت و کشش بھری ہوئی ہے ایک زبردست بجلی کا کوڑا۔ اور موت کا شیریں طمانچہ ہے۔ سراپا کہربا اور مقناطیس ہے جیسے آفتاب اور قوائے غیبیہ خالص کشش ہیں۔ اسکا نام نسا ہے یعنی کائن و کائنات و ما فیہا سب کو بھلا دینے والی۔ غم غلط کر دینے والی۔ طاقت و کشش۔ پردہ دری و پردہ داری سب اسکے اختیار میں ہے۔ یہہ پوری پوری سکتی ہے۔ جسکے پاس عورت نہیں اسکا گھر ویران ہے۔ وہ آدمی بے آبرو سمجھا جاتا ہے۔ اسکو کوئی جلدی قرض و دین و مستعار نہیں دے سکتا۔ لین دین سے پرہیز کرتا ہے کہ یہ بے گھر و در ہے اسکا کیا اعتبار ہے۔ اور اسکا دماغ برابر نہیں رہتا۔ اسکی تجارت و زراعت و صحت و تندرستی میں

[1] مسرور ہوا جسنے دیکھا۔ یا منزل کاٹی۔

برکت نہیں ابا داؤد و ابو سلیمان کی صحت کا قصہ تم نے توراۃ میں دیکھا ہوگا وہ قصہ سنا ہے

کیونکہ تجارت و زراعت و تندرستی میں بہت بڑا ہاتھ عورت کا ہوتا ہے۔ یہی کھیتوں کو

اَلَمْ نَعْلَمْ۔ الائے بلائے سے صاف و پاک کرتی ہے۔ (۶۸) اچھے برے حق و باطل کو

ایسا چھان پھٹک کر نکالتی ہے جیسا کہ چھلنی۔ چکر اور آٹے کو جدا کرتی ہے۔ یا سوپ

کنکر اور غلے کو جدا کرتا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں (۶۹) عورت کی ایجاد کردہ ہیں۔ (۷۰) اسنے

کیا کیا نہیں ایجاد کیا ہے۔ (۷۱) اپنے اور اپنے شوہر اور بچوں کے کپڑوں اور لتوں

کو صاف صوف کرنے کے لئے خاکی یا اور قسم کا برادہ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ فن

قصاری (دھوبی کا فن) (۷۲) اسی سے پہلے عمل میں آیا۔ (۷۳) اسنے مسکن کی پیش افتادہ

زمین میں پہلے اسی نے چھوٹی موٹی چیزیں بوئیں اور روپیں۔ جس سے زراعت اور

نخل بندی کی بنا پڑی + (۷۴) بچوں کی خاطر پہلے اسی نے چڑیا منیا پالا پوسا۔ کتے بلی کو

باندھ چھاند کرنے کے لئے اسی نے کھونٹا کھونٹی گاڑی۔ (۷۵) فن حفاری کی بھی یہی موجد

ہے + لوگ کہتے ہیں کہ اگر (۷۶) حاملہ عورت کی نگاہ مار سیاہ پر پڑ جائے تو اسکو کچھ نہیں

سوجھتا۔ ادھر ادھر لوٹا پھرتا ہے۔ گویا اندھا ہو جاتا ہے تو یہ بات مرد کو حاصل نہیں۔

(۷۷) لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو اپنی مخلوق سے ماں کی طرح محبت ہے۔ باپ کی طرح نہیں۔

تو اس جگہ بھی ماں ہی بڑی رہی یعنی عورت۔ بیشک (۷۸) عورت مستجاب الدعوات ہوتی

ہے اسکی منتیں پوری ہوتی ہیں۔ (۷۹) یہ عورتیں جفاکش ہیں ولادت جیسی کرب و بلا میں

مبتلا ہو کر پار گھاٹ لگ جانا انھیں کا کام ہے۔ مرد کو دو چار روز انقباض ہونے کے بعد

اگر لستگی اورخشکی کے ساتھ انبساط ہوتا ہے تو امان امان پکارتا ہے۔ عرق عرق ہوجاتا ہے۔ اور ثقیل غذا سے پرہیز کرنے لگتا ہے۔ مگر عورتیں سب قسم کے بقولات کوچٹ کر کے ہضم کر جاتی ہیں۔ عورتیں مہد و شاہد کی سرکار ہیں۔ ان کی گود پہلا اسکول ہے۔ یہیں سے تربیت و ہدایت پہلے شروع ہوتی ہے۔ اب وہ تربیت و ہدایت جیسی ہو۔ وفاقی ہو یا نفاقی۔ خیراً ہو یا شراً۔ اچھی ہو یا بری۔ تعلیم یافتہ لوگوں کی حالت سے معلوم ہوجاتا ہے کہ شاگرد و استاد کیسے ہیں یا کیسے تھے کیونکہ

شاگرد رفتہ رفتہ باستاد میرسد

اسلئے ایجوکیشن اور ڈائرکشن۔ یا تعلیمات و ہدایات یہیں سے ایجاد ہوئیں۔ مرد اگر پاجی ہو تو عورت درست کر دے سکتی ہے۔ لیکن اگر عورت پاجی ہو تو مرد نہیں درست کر سکتا۔ اگر عورت درست ہو سکتی ہے تو پھر عورت ہی سے درست ہو سکتی ہے۔ یہہ مدعیہ نہیں ہوتی بلکہ عملی طور پر ثابت کرتی ہے۔ یہہ مرد کو درست کرنے میں کبھی ملکہ و مادر مشفقہ بن جاتی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ بتلاتی ہے۔ کہ تم اتنی دیر سے کہاں تھے؟ ابھی حساب بتلاؤ۔ کیفیت پیش کرو۔ کبھی خواہر شفیقہ بن جاتی ہے اور محبوبہ تو ہی ہے۔ اور واقعی صحیح معنی میں یہی سچ مچ کی بیوی ہے۔ درجۂ تثلیث و توحید اسی کو حاصل ہے۔ اگر شوہر و فرزند بدبو سے بدبو مرض میں بھی مبتلا ہو جائے تو بلا ناک بند کئے ہوئے اور بغیر گھن ظاہر کئے ہوئے بھوکی پیاسی شب و روز خدمت کرنے کے لئے تیار ہے۔ سبحان اللہ اکیا رحم و محبت ہے۔ کیا خلق و مروت ہے

کیا خلوص و وفا ہے کیا تسلیم و رضا ہے کیا صبر و تحمل ہے ۔ کیا شکر و توکل ہے ۔ کیا قناعت و ہمت ہے ۔ سراسر رحمت و نعمت ہے ۔ اگر کسی عورت کا اکلوتا بیٹا کسی سبب سے قریب الہلاک ہو ۔ اور کوئی کہے کہ جب تک ماں بیٹے ہیں زوجیت نہ ہو لڑکا جی نہیں سکتا تو ماں راضی ہو جائے گی ۔ اگرچہ اسکے بعد منہ نہ دکھلائے اور خود کو ہلاک کر دے یہ دوسری بات ہے مگر کر گزرے گی کہ ؎

حیرت افزاید بحیرت آورے صید آورے

پس اللّٰھم صلّ علیٰ نسوان دائماً ابداً ۔ ان کے آگے سر جھکاؤ ۔ عورت اگر دعا مانگتی ہے تو سچے دل سے گڑگڑا کے دعا مانگتی ہے ۔ حسن مانتی ہے ۔ عناصر و آثار و فطرت کو گواہ رکھتی ہے ۔ پھر دعا قبول ہونے کے بعد ایفائے وعدہ کرتی ہے ۔ اگر مرد صاحب اخلاق ہو ۔ کماست ہو ۔ طاقتور ہو ۔ اگر چہ تونگر ہو تو اور مستزاد ہے ۔ پھر عورت اس سے خلع کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی ۔ لیکن دراں حالیکہ اس کو سب طرح کی تکلیف ہو اور اس کو خیال ہو کہ ؎

در چیر کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

تو بے شک بے وفائی کر گزرے گی ۔ کیونکہ یہی اس کا علاج ہے ۔ اس واسطے صحیح معنی میں عورت بے وفا نہیں کہی جا سکتی ۔ نہ گنہگار ہو سکتی ہے ۔ اسکو یہی کرنا چاہئے کیونکہ مرد نے اُسے زندہ درگور کرنا چاہا ۔ اسلئے حفاظت خود اختیاری ضرور ہے کیونکہ ؎ ترا کہ دست ببرزو بگہر چہ دانی گفت ۔ کا مضمون پیش آیا

اِس لئے اس کی مناسبت سے یہ باتیں عمل میں لائی گئیں۔ عورت[89] اکیلی مدخل ومخرج ہے۔ یہہ بات مرد کو حاصل نہیں۔ عورت[90] نہایت دوست پرست اور وفادار ہے۔ اپنی سکھی سہیلین کو انتہا درجہ چاہتی ہے۔ باکید یگر تحفۂ و تحایف کے مراسم زیر مشق رہتے ہیں۔ اگر سکھی سہیلین۔ پڑوسن ہمنام ہے تو پھر کیا کہنا ہے۔ باکید یگر میتن کے نام سے یاد کرتی ہے۔ یعنی اے میری ہمنام میت یا ساتھی۔ اور بایک دگر بان دان رہتا ہے۔ واقعی یہی چاہئے۔ بس ؎

مخلوقِ خدا کُن زندگانی بہ آداب بہ اخلاق و بہ تہذیب

یہہ[91] بے صبر بھی بہت ہوتی ہے۔ اس میں صفات متضادہ جمع ہیں۔ جیسے خدا میں چنانچہ اگر کوئی اپنی بیوی سے یہہ کہے کہ سو کے اُٹھنے کے بعد تم سے ایک عجیب و غریب بات کہیں گے۔ تو پھر دیکھو کہ اب وہ ہرگز اُسکو سونے نہیں دیگی۔ گدگدائے گی نوچ نوچ کے اُٹھائے گی کہ ابھی کہدو۔ یہہ اُسکی بے صبری کی دلیل ہے۔ عورت[92] دولت کی سخت لالچی ہے۔ کیونکہ خود سمجھی ہے کہ زر۔ زر کشند در جہاں گنج گنج کا مضمون ہے۔ اس واسطے یہہ اچھی بات ہے۔ عیب نہیں۔ کیونکہ ؎

خرس باش و خوک باش و یا سگِ مردار باش
ہرچہ باشی باش۔ لیکن۔ اندکے زردار باش

اور یہہ ٹھیک ہے۔ پھر دیکھو کہ عورت[93] کفایت شعار بھی ہے۔ چندی چندی تاک کو جمع کرکے رکھتی ہے۔ کیونکہ اُسکو مہینے میں ضرورت بھی ہے۔ یہہ[94] طوفانی بھی ہے

ذرا سی بات کو افسانہ کر کے بتلاتی ہے۔ جیسے خدا نے صرف یا انا کن انا کے مفہوم
کو زبانِ حال اتنی بڑی کائنات میں بیان کیا ہے۔

وائے بر قدرِ سخن گر بسخنداں نرسد

(95) عورت بالعموم رقیق القلب۔ سریع البکا۔ اشک ریز۔ منکسر مزاج۔ صابرہ۔ شاکرہ۔
قانعہ۔ جفاکش ہے۔ رحیمہ پھر ظالمہ بھی ہے۔ بزدل پھر دلیر بھی ہے۔ کیونکہ بے انتہا
غصہ ور ہے۔ ذری سی بات میں خود کو اور اپنے بچوں کو مار ڈالنا کوئی بڑی بات
نہیں ہے۔ اگر کہیں نا جائز بچہ ہو گیا تو فوراً گلا گھونٹ کے مار ڈالنا اور ایک قطرہ
آنسو بھی نہیں بہانا اسکا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے۔ اب اس فعل کے اندر کسقدر بے رحمی
کو دخل ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اگر بچے کی صحت کے لئے اندھیری رات میں مسلا دھار
پانی برس رہا ہو۔ اور اسکو کسی خطرناک جگہ سے مٹی اٹھا لانے کے لئے کہا جائے
تو دلیرانہ وہاں چلی جائے گی۔ (96) یہ مردوں والوں سے بڑھکے رازدار ہوتی ہے
پھر راز کو فاش کرنے والی بھی ہے۔ تخم ناکمل کو مکمل کر دینے والی۔ اس لئے تخم
جو ہے سو تکمیل پانے کے لئے اسکی آغوشِ رحمت میں آتا ہے۔ لہذا مرد جو ہے سو
اُسکے لئے سخت غرضمند ہے۔ پہلے اپنی غرض ظاہر کرتا ہے۔ ڈھول تاشے کے
ساتھ برات لئے ہوئے دروازے پر آ کے کھڑا ہوتا ہے کہ خدا کے لئے پناہ دو

(1) اے میں یا میرا حصہ جو عالم اور جزوِ عالم کی شکل میں دوسرا میں بنگیا ہے۔ سب مرحلے تمام کر کے
پھر پہلے جیسا ایک ہی میں بنجا!

کہ ایک سے ان ایک ہو جائیں یعنی بہن پیدا کر کے بہت سے ہو جائیں۔ صرف
میرا ہی ایک وجود رہکے منقطع نہ ہو جائے۔ اور اس ایک سے دوسرا ایک نہ ہو
یہاں تک کہ لگاتار بہت سی اکائیاں دوئی کی صورت میں بڑھتی جائیں جسکو خاندان
کہیں گے۔ لہذا اہلِ غرض کو چاہیے کہ ماتحت رہے (خاصکر جہاں پر سخت ضرورت
ہو مگر یہ بقولِ اہلِ علم و صاحب ہوش کجا شخصِ فرومایہ کند گوش۔ اس لئے
اسکی تصدیق نہیں کرتے) (۹۷) چنانچہ عورتیں مردوں کو اپنی برابری کا نہیں سمجھتیں۔
انکا جھوٹا نہیں کھاتیں۔ اپنی چیزیں خاصکر کھانے پینے کا برتن وغیرہ نہیں چھونے دیتیں
انکو ناپاک سمجھتی ہیں۔ بلکہ تو تھو بکرے کی طرح بدبو وار جانتی ہیں۔ باوجود ان سب
باتوں کے جاننے کے بھی ہم مردوں کو سرفراز کرتی ہیں واللہ سراپا محسنہ ہیں اور
بیشک (۹۸) مرد کے مقابلے میں خوشبو ہیں اور وہ بدبو۔ حتےکہ یہ پرسوت۔ زچگی۔ اور حیض
کی حالت میں بھی اپنے اور اپنے بستر کی ایک خاص مست بو رکھتی ہیں۔ کاجل۔ سرمہ
مسی۔ ابٹن لوازمات صفائی و زینت و آرائش سب انھیں کی ایجاد ہے۔ انھوں نے
ہی اپنے لئے انکی حاجت محسوس کی اور ایجاد کیا۔ (۹۹) عورت ہی ٹیکس لینے کی بانی مبانی ہے
چنانچہ (۱۰۰) اپنے شوہر سے زوجیت کے بدل میں دین مہر و نان و نفقہ لیتی ہے۔ یہی عدل و
عدالت کی موجد ہے کہ جب اسکے بچوں میں باہم جھگڑے ہونے لگے۔ تو ان کو
بھی فیصل کرنے لگی۔ (۱۰۱) سزا کے موقع پر سزا۔ (۱۰۲) جزا کے موقع پر جزا۔ (۱۰۳) انعام و اکرام کے موقع پر
انعام و اکرام۔ اور حقوق کے موقع پر (۱۰۴) حقوق متعین کئے۔ پس ان مذکورہ باتوں کی بھی یہی موجدہ

(۱) نا آشنا

ہے۔ یہاں تک کہ بال بچوں کا بول و براز صاف کرنے کے سبب سے بھنگی تک کا کام ایجاد کیا۔ پس حد ہو گئی۔ اسکو خاصکر خداوندی حسن و عشق سے بہت ہی دلی لگاؤ ہے۔ اور یہہ معلوم ہی ہے کہ ؎

زعشق کارِ دو عالم بدست می آید
خوشا کسیکہ تو سُل باین جناب گرفت

یہہ عموماً تماشہ بین ہے۔ راحت پسند ہے۔ عزت پسند ہے۔ خوبی پسند ہے۔ سادہ مزاج و نیک دل ہے۔ معصوم صفت ہے ؎ خوب لکھا ئے نرم گفتار است اور جسوقت چاہے اپنا نیچر بدل دے۔ عمر بھر بے نقاب پھرے جی میں آجائے تو پردے میں بیٹھ جائے کچھ اندیشہ بھی نہ کرے۔ اگرچہ اسکی تندرستی میں فرق آجائے عمر گھٹ جائے مگر پرواہ نہ کرے۔ جیسے بعض قوم بے انصاف ہے۔ یہہ بھی بے انصاف ہوجائے کہ دائی ماما کو باہر نکلنے کہے اور خود رہے سات پردے کے اندر۔ کیونکہ سب کے سب پردے میں ہوجائیں تو باہر کا کام وہ ہام کرینکے لئے دائی ماما اصیل کہاں سے آئے۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ غریب بے پردہ رہے اور امیر پردہ دار مگر صحبت بے پردہ والی کی رہے اسواسطے وہ قوم اور اسکی عورتیں اپنی شائستہ صفات کھو بیٹھی ہیں۔ عیاں راچہ بیاں کا مضمون ہے۔ جو لوگ ان میں سے مستثنے ہیں وہ مجوز نہیں ہیں مگر مجوز (یرے لوگ) کے نزدیک نااہل ہیں تو ان نااہلوں کی بات کا خیال کیا ہے اس لئے اسے اہلیت والو اہل بنے رہو ؎

بال جتنے تھے ہوئے سارے سپید رات گذری نور کا تڑکا ہوا۔ دیکھو!

(۱۰۵) عام طور پر عورتوں کے مقابلے میں سب مردانی صورتیں فاسقہ و فاجرہ ہیں۔ عورت کی مثال مرد کے مقابلے میں ایسی ہی ہے جیسا کہ اس شعر کا مفہوم ہے کہ ؎

اسپِ تازی اگر ضعیف بود

ہمچناں از طویلۂ خر بہ

(۱۰۶) سنو۔ دیکھو خدا اُسْتَحَان ہے یعنی گھمانے والا۔ اور دُنیا سبحہ ہے یعنی گھومنے والی ناچنے والی۔ مگر ناچنے میں مرد جو ہے سو عورت سے نہیں بڑھ سکتا۔ نہ بھاؤ اور ترتھ بتلانے میں بڑھ سکتا ہے۔ اور ترتھ زبانِ حال ہے۔ اور تقریر زبانِ مقال۔ اور تحریر زبانِ مثال ہے۔ (۱۰۷) تو زبانِ حال میں عورت ہی بڑھی رہی۔ جو ابتدائی زبلند تی ہے اور قدرتی زبان جو اشارہ و مجاز میں ہوتی ہے اور وہی خدا کی زبان ہے اسکو بھی عورت قدرتی طور پر سمجھتی ہے اور اُسکی ترجمان ہے۔ جب ہی بچوں کے اشارے و استعارے کو سمجھتی ہے۔ اور مرد نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ ؎

رسد بمغز سخن ہر کہ ایں سخن فہمد

(۱۰۸) اب غور کرو کہ ہجڑے اور ناچنے والے مرد جو ہیں سو عورت ہی کا لباس پہنتے ہیں جب ہی ان کے رقص و نگار میں لطف و ذوق پیدا ہو جاتا ہے ورنہ ہرگز نہ ہو۔ سلئے (۱۰۹) ہُوکل۔ تو ے۔ فرشتے۔ اور آثار و تاثیرات سب کے سب عورت کی شکل میں تبلائے گئے ہیں۔ چنانچہ اکثر مذاہب میں تمام ارباب القویٰ دیبی کیے جاتے ہیں اور ان کی تصویریں

عورت کی شکل میں بتلائی جاتی ہے۔ کتاب محمد میں بھی سب ارباب اور دیبیوں کے نام زنانے ہیں۔ بجائے مرسل کے انکو ناشتاً مرسلات کہا گیا ہے۔ بجائے ناشر کے ناشرات کہا گیا ہے۔ جیسے مرسلات و عاصفات۔ ناشرات و نازعات و ناشطات و ذاریات۔ جاریات و ذاریات۔ حاملات و سابحات۔ لات و بلات۔ یعنی رب النوع و رب النیران و رب النشاط وغیرہا وغیرہا کہ

چہ فہمد نکتۂ اہل خرد را
ہر آنکہ مغز اندر سر ندارد

اسلئے غور کرو۔ دیکھو کہ اگر کوئی ایسا خطاوار ہو جسکے صحیح معنی میں قطعی معافی بلا انتہائی بلیغ کوشش کئے ہوئے سخت ناممکن معلوم ہو رہی ہو تو وہ انتہائی بلیغ کوشش بجز اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتی ہے کہ خطاوار شخص اپنی لڑکی کو سنوار بنا کے معاف کرنے والے شخص کو نذر کر دے۔ پیش کر دے۔ یا بیاہ دے۔ بس یہ کام انجام پاتے ہی بلا چون وچرا۔ بادشاہ یا معاف کرنے والا شخص فوراً کا فوراً خالی معاف ہی نہیں کر دے گا بلکہ نثار ہونے لگے گا۔ تو اب یہ معافی و مغفرت و نجات بھی عورت ہی کے دم سے قرار پائی۔ چنانچہ اگر بی بی خدیجہ یہود ن نہ ہوتیں اور بی بی شہربانو پارسن نہ ہوتیں تو نہ معلوم عتاب محمدی و عیسوی سے یہود ان و مجوسیان فی الحال خدا معلوم کیسے کیا ہو جاتے۔ ان کا وجود تک باقی نہیں رہتا کیونکہ جس قوم کی عورت اوتار اور بادشاہ کی بیوی ہو گی تو اسکی خاطر اس قوم پر اسکی نظر عنایت

مسبذول ہو جائے گی - تو جب مغفرت و نجات عورت کے وسیلے سے قرار پائے تو عرفان بھی اُسیکے وسیلے سے حاصل ہو گا یعنی خودشناسی و خداشناسی - چنانچہ بچہ پادرست (۱۱۱) پہلے پہل ماں ہی کو پہچانتا ہے - باپ کو نہیں - بلکہ باپ کو بھی ماں ہی کی معرفت سے پہچانتا ہے - جیسے مادرِ گیتی کے ذریعے سے ازلی ابو الآباء کو تو یہہ عرفانی سبق اور اُسکا حصول عورت ہی کی طرف سے ہوا - بس مجازی حقیقی کا عکس ہوا - گویا ؎

لعل در کوہ است پوشیدہ بسنگ ۔ ہست ہر شاہد نہاں اندر پلاس

دیکھو بغیر عورت کے دین و دنیا میلا جھمیلا - ناٹک تھیٹر - سرکس تماشا - بھانڈ کی مجلس (۱۱۲) عبادت گاہ فروغ نہیں پا سکتے - نہ اُن کی تکوین و تدوین کے حقوق و فریضے ادا ہو سکتے (۱۱۳) عورت ہی سب چیز کی مرکز ہے یہاں تک کہ انتہائی ترقی جو عرفان و نجات میں مضمر و محتجب تھی وہ بھی اُسی کے ہاتھ رہی -

تصوّر و بُت پرستی

چنانچہ اسوقت تک جو حصولِ ترقی و عرفان کے لیئے تحقیقاتی اصول قایم ہوئے ہیں وہ سب ابداعِ تصویر پر منحصر ہیں - اور علی الاکثر تصور کے لئے کوئی نہ کوئی - اور کچھ نہ کچھ مجسّم شئے ہونی چاہیئے - تو انسان کے لئے منظرِ فطرت و فضائے عالم سے فوق الفوق جسیمہ تصور کے لئے بجز شکلِ انسانی کوئی دوسری چیز فی الفور مدخل فی الذہن نہیں ہوتی اسلئے یہی مقرر ہوئی - خاصتہً جو بے عیب و پاکیزہ صفات کی صوری[1] نقل ہو - خواہ تصویر ہو یا کم از کم اُس تصویر کو خالص پاکیزگی کے مفہوم سے نسبت دیگر عقیدہ رکھتے ہوں

(۱) صورت والی

تصور میں گانٹھا جائے۔ کہ قوائے ہاضمہ کی طرح فضلے کو باہر پھینک دے۔ اور جوہر کو اپنی ذات کا جزوِ لاینفک بنالے۔ اسی کو کہیں گے کہ اُطلبوا الخیر عند حِسانِ وجوہ۔ واقعی ؏

بے کشش نتواں بروں۔ از قیدِ دنیا آمدن

بے رسن۔ از چاہ۔ ہیہات است بالا آمدن

پس یہیں سے بت پرستی کا سنگِ بنیاد پڑا۔ تو گویا اضطراری حق کی پہچان یہی ہے کہ جہاں بھر کے دل میں بلا تفریق بیک آنِ واحد ایک ہی بات آئے۔ اگر اسکو چھوڑانا چاہیں تو جزوِ ہستی ہونے کے سبب سے کسی نہ کسی طرح پھر گھس بیٹھ کے اپنی جگہ بنالے۔ پس اسی اصول کی بناء پر جہاں بھر میں بت پرستی پھیل گئی۔ مگر ؏

دعوئے حق را۔ کند باطل۔ گواہِ بے شعور

غدرِ نامعقول۔ ثابت می کند تقصیر را

چنانچہ اس بت پرستی کی ابجد خوانی بچوں کے کھیل سے شروع ہوئی۔ کیونکہ بچوں کو قدرتی طور پر کھلونے سے بے حد شوق ہے۔ پانی یا آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر اس طرف لپکتے ہیں۔ اگر وہ نہ کھیلیں تو اُن کی زندگانی کے حصے کسی نہ کسی طرح ماؤف وکمزور پائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب دم کچھ کھانے کی چیز رنگین گل بوٹے کے ساتھ گڑ واگر یا۔ اور کھلونے کی شکل میں بنائی جاتی ہے تو وہ بڑی بشاشت اور روح افزائی کے ہمراہ اُس طرف بے ساختہ مائل ہو جاتے ہیں۔ یہ فعل ہر ایک معصوم

بچّے کا ایمائے فطرت و اہدائے قدرت کی تصدیق کرتا ہے۔ اسلئے عورت کو مصوری و نقاشی و رنگ سازی و بت گری وغیرہ کی جانب منتقل ہونا پڑا۔ اور عملی جامہ پہنا کر ایجادی عالم میں لائی۔ اور یہہ ثابت کیا کہ اَلاِنسانُ مُصوّرٌ و نقاشٌ[14]۔ پس مذہب و عقیدے کی ابتدا جو قدرتی طور پر بت پرستی ہے وہ عورت ہی کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوئی۔ اگرچہ ؎

ہر خیالستان میں ہے خطِ صورت شاہ کی
اور یہ صورت ہی اسکی ایک صورت پر نہیں

پس سیدھی سادی بات یہ ہے کہ اچھے[1] کام کرو۔ کھاؤ کماؤ[2]۔ موج[3] وفرہ کرو۔ انند[4] سے رہو۔ کسی[5] کو دکھ نہ دو۔ واجبی[6] طور پر خدا کو یاد کرلو + آگے بڑہو تو جدت و بدعت و ایجادات و اتحاد و ترقی کے ساتھ صفاتِ الٰہی پر غور کرو۔ تو یہ غور کرتے ہی ذاتِ الٰہیہ خیال میں آئے گی۔ اور فوراً تصور قایم ہوگا۔ اور تصویر ڈہلے گی۔ اور بت پرستی میں داخل ہوجائے گی کہ گویا ؎

جامۂ طفلی۔ بہ ہنگامِ نمو۔ بس تنگ شد
پرزہ پرزہ گشت۔ چوں۔ باجسمِ فربہ جنگ شد

کا مضمون پیش آئے گا۔ اور یہہ قدرتی بات ہے۔ بری نہیں۔ اس لئے ہزار ہا ہزار لوگوں کو بت پرستی سے روکا گیا۔ مگر اسکی قدرتی صداقت نشو ونما پانے سے باز نہ آئی اس میں اصلاح تو بہر طور ممکن ہے لیکن انتساخ بالکل ناممکن ہے۔ ہزار کوئی اوتار اسکی برائی سمجھا کے چلا جائے مگر اسکے جاتے ہی لوگ اسی کو پکڑلینگے اور

پکڑ لیا کرتے ہیں کہ ؎ بنتاب عشق ہرچہ کند حق بدست او ۔ حالانکہ ؎

تمثالِ او۔ بوہم و خیال و بہ آئینہ

در علم ذاتِ پاک خودش ہم تہی کشند

کا مضمون ہوتا ہے۔ تاہم وہ کہتے ہیں کہ وہ کیا کریں معشوق نہیں تو معشوق کے

جوتے کی خاک ہی سہی۔ کچھ مضائقہ نہیں ؎

اگر بہ عشقِ صنم گر۔ صنم پرستی شد

صنم پرست و صنم گر۔ صنم وحید آمد

لہذا بت پرستی۔ یا بت پرستی کا مفہوم۔ روح افزائی و دلچسپی و تسکین دہی اور دل بہلانے

کے لئے مختلف رنگوں میں ظاہر ہوتا رہا۔ کہیں یادگار زمانہ ہونے کی صورت

میں معشوق یا موجد یا مورثِ اعلےٰ یا نامی آدمی کا اسٹیچو (جسیمہ) قایم ہوا۔ کہیں

مختلف صفات کو شکل و صورت میں قیافۃً بتلانے کے لئے کہ بد معاشی کی ایسی

تصویر ہونی چاہئے اور نیک معاشی وغیرہ کی ایسی۔ خدا کی شانِ بے نیازی وغیرہ

کو ظاہر کرنے کے لئے فلاں قسم کا مرقع یا تصویر ہونی چاہئے۔ اور فلاں لعبا

تصویر کے ذریعہ و تصور سے اس طور پر فنافی الشیخ ہونا چاہئے۔ اور فلاں طریقے

سے فنافی الاوتار یا فی الرسول۔ ثم بعد ذالک فنافی اللہ کہ شعر ہذا کے معنی کا

مصداق صادق آجائے کہ ؎

اچھا ہوا جو میں غمِ جاناں میں مر مٹا   جھگڑا مٹا۔ فساد مٹا۔ شور و شر مٹا

مگر جسکو جس عنصر و خلط و طبائع و اثر یا روح سے نسبت ہوتی ہے وہ اُس کا مثیل بنجاتا ہے اور اُسکو اپنا مربی و رب گرداننے لگتا ہے۔ جو متحیر ہوکر خدا سے نسبت رکھتا ہے وہ روحانیاً متجلی ہوکر انا اللہ بول بیٹھتا ہے۔ واقعی مصنوعی بات کٹجائے تو کٹجائے مگر قدرتی بات ہرگز نہیں کٹ سکتی۔ چنانچہ دیکھو دماغ میں لوگوں کا فوٹو کھچ جایا کرتا ہے جب ہی ایک دوسرے کو پہچان سکتا ہے ورنہ کبھی نہیں پہچان سکتا۔ جیسے مرتے وقت نہیں پہچانتا۔ یہہ نقشہ یا تصویر آنکھوں کے اندر پتلی کی شکل میں سمایا ہوتی ہے۔ چنانچہ آئینہ اور پانی اور جملہ متجلی چیز دیکھتے وقت۔ یہہ بُتر و تمثال سایہ کی طرح حاضر ہے۔ خیال جو ہے سو دن رات تصویرات تو بہ تو گڑھتا رہتا ہے اور خیال کے بغیر کچھہ کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ تمام عالم ہی ایک عالم مثال ہے۔ جو قبل از پیدائش خدا کے ذاتی بت خانہ کے اندر تھا جو مشیت سے ظاہر ہوا۔ تو جیسی اُسکی مصورانہ مشیت تھی ویسا اُسکا ظہور ہوا۔ پھر کیوں نہ تصور قایم ہو ؎

اگر براہِ تصور خدا شود رہبر
رسد بمنزلِ مقصود ہر کہ راہی شد

مجنوں کے اندر لیلیٰ کا تصور ہی تھا یا کیا؟ اسواسطے بت پرستی کا مفہوم فوٹو کی شکل میں ہوکر بے نقابی کے ساتھہ عام ہوگیا۔ گھر دوار کا زینت بنگیا۔ تجارت و ترقی کو کیٹلاگ کے ذریعہ سے چلا دینے میں معاون ہوا۔ اسی بناء پر یہہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ دورانِ حمل میں عورت کا جیسا خیال ہوتا ہے ویسا ہی

بچہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس اصول کے مطابق ممکن ہے کہ جنس کے پیٹ سے اوقات
کا بچہ پیدا ہو۔ اور انسان میں سے شیر زادہ یعنی شیر کا بچہ یا اور کچھ۔ مگر انسان کا ہمجنس
نہ ہونے کے سبب سے ہرگز اسکو فرزندی کا درجہ حاصل نہیں ہونے دیں گے۔
نہ اسکو ہمجنس اولاد بننے کی صلاحیت ہے۔ اسلئے اسکے والدین اس سے
درگذر کرینگے۔ ہرگز اسکے لئے یہ نہیں چاہیں گے کہ وہ ان سے مراتب و مناصب
میں بڑے۔ کیونکہ ہمجنس نہیں ہے۔ اسی طرح مجسم روح ہمیشہ مجسم خدا ڈھونڈا کرتی
ہے کہ اسکا ہمجنس ہو تاکہ آگے کے لئے وسیلہ ہو۔ اسلئے اوتار کو خدا مان کر
پرستش کرنے لگتی ہے اور وہ اوتار خدا ہوجایا کرتا ہے۔ کیونکہ قانون ہی ایسا ہے
جب ہی لوگ کہتے ہیں کہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ
انسان نے اپنے ہی جیسا خدا کو مان لیا۔ چاہے وہ ہو یا نہ ہو۔ جب ہی ہادی
کو خدا اور بعد از خدا مانا۔ اسواسطے بت پرستی نہیں رک سکتی۔ لیکن وہ جس قدر قوی
ہوگی۔ جلد شفا ہوگی۔ کمزور جانور کا گوشت کمزور کرے گا۔ قوی کا قوی۔ کمزور نسبت
کمزور کرے گی۔ شہ زور نسبت شہ زور کرے گی لہذا ہ

خاک از تودۂ کلاں بردار

کیا نہیں دیکھتے کہ اگر گندھک غالب آئی تو سونا بنا۔ قمر۔ یا پارہ غالب آیا تو چاندی
جس میں جو مادہ زیادہ ہوگا۔ اسی مناسبت سے اسکی صورت بنے گی۔ پھول کی بو
اڑی قوت اڑی۔ کتاب کا اثر کم ہوا نسبت کا اثر کم ہوا۔ قولاً نافذ فعلاً مفسوخ اور

اور یہ ہرگز غلط نہیں۔ پس سہ

چو جرم بر آمد درست۔ از قلم

مرا۔ از ہمہ حرف گیراں۔ چہ غم

بنا بر علیہ حاملہ کو عالیشان خیال رکھنا چاہیے۔ پاک صفات اوتار وغیرہ کا خیال ہو۔
کیونکہ دن کے وقت رات کا حصہ اندھیرے تہ خانہ میں ہے۔ اور رات کے وقت
دن کا حصہ سورج کے نایب کے دربار میں جسکو سراج کہتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے
مجسم نور کا حصہ اوتار ہیں اور اوتار کا غیر جسمانی حصہ خدا ہیں گویا لاسلکی کے دو ستون
ہیں۔ ایک مجسم دوسرا نا مجسم، اور ازیں قبیل جسقدر اچھی باتیں ہوں کہ اچھا اثر پڑے
تو یہ بات عورت ہی کے ذریعے سے حاصل ہوگی۔ بنا بریہ عورت خالقہ و باریہ و
مصورہ ہے۔ حمل کے زمانہ میں ہمیشہ اسکا تصور حمل کی طرف رہتا ہے۔ جب چاہے
اوسکی نسل خراب کردے۔ جیسے حجود کے یہاں دیکھا جاتا ہے۔ پس سہ

گر نباشد در تصور۔ جلوۂ نور خدا

بت پرستی بت پرستاں را کجا باشد روا ؟

جسنے عین تصور سے چھوڑا یا۔ بیشک اُسنے خدا سے چھوڑا یا۔ تصور اور خدا میں
اتنا ہی فاصلہ رہتا ہے جیسے زبان اور بیان میں۔ قلم اور رقم میں۔ اگرچہ شعور تو
دونوں میں ہے اسلئے ترکا دودھ مادہ کے واسطے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح
خدا کا نور دو تار کی تحریری و تقریری بتلائی ہوئی ترکیب و تعلیم کے واسطے سے ظاہر

ہوتا ہے۔ پس جو بتلایا جا رہا ہے سب ٹھیک ...

نظر جس سے جلوۂ خدا کا آئے

وہ جنت۔ یا الٰہی۔ جہنم میں جائے

تو زبان مثال یعنی تحریری زبان پہلے نقاشی سے قائم ہوئی۔ چنانچہ جیسا اُن کو بیل
کا مفہوم سمجھانا پڑتا تھا تو بیل کی شکل بنا دیا کرتے تھے جس میں بہت تضیع اوقات
تھی۔ اس لئے یہہ خود بخود ترقی کرتے کرتے مختصر صورت میں آگئی یعنی حروف ایجاد
ہوئے اور وہ شکل حرفوں میں بتائی جانے لگی۔ یہہ عورت کی ابتدائی نقاشی کی انتہا
ہوئی۔ بایں وجہہ تحریر کی بھی موجدہ عورت قرار پائی۔ عورت میں خدائی صفت سے
جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا سب گناہ معاف کر دے سکتا ہے مگر اس میں جو اسکے
شریک کئے جاتے کو نہیں معاف کرے گا جسکو شرک کہتے ہیں۔ تو یہہ صفت بھی عورت
کی ہے۔ جیسا کہ عورت اپنے شوہر کی سب خطاؤں کو معاف کر دے سکتی ہے
لیکن اگر شوہر اسکا کوئی شریک و انباز پیدا کرے جسکو سوتن کہتے ہیں تو اس کی
اس خطا کو کبھی نہیں معاف کر سکتی۔ اسکو سچ پر کی لکھی ہوئی بھی معلوم ہوتی ہے۔ مگر مرد
اسکے مقابلے میں مشرک ثابت ہوتا ہے کہ سوتن پیدا کر دیتا ہے۔ اور خرابہ پیدا
ہوتا ہے۔ سارہ اور ہاجرہ کا قصہ مشہور ہے۔ پس عورت کے دینی عقیدے کی
ایجاد جو قدرتاً بت پرستی کی صورت میں ہوئی وہ آج تک عقیدے میں شریک ہے
اور ابد الآباد تک رہے گی۔ چاہے اصلاح و عمدگی کے ساتھ رہے یا بد ترتیبی سے

مگر رہے گی ضرور۔ چاہے اپنی ہی صورت و ہیان میں رہے۔ یا کسی کی۔ خلا ہو یا ملا
تصور ہو۔ خواہ قدرتی منظر ہو۔ یہہ سب مدارج ہیں لہذا اصلاح پاکیزہ کی ضرورت
ہے سو کر دی گئی۔ اس میں کچھہ مضائقہ کی بات نہیں + خلا کے وسیلے سے
اور اُسکی طرف ہاتھہ اٹھا کر دعا مانگنا جب جائز ہے تو ملا کی طرف بھی جائز ہوگا
اب وہ ملا کسی طرح کی صورت رکھتا ہو۔ کچھہ ہو۔ کیونکہ خلاء و ملاء دونوں مخلوق ہیں
اور داعی و دعا بھی مخلوق ہیں۔ یہہ سب ذرائع ہیں۔ بغیر ذریعہ کے کچھہ ممکن نہیں۔
تو ہر شخص خود اپنا ذریعہ ہے کہ اگر اسکی ہستی کا ذریعہ نہ ہوتا تو کیوں دوسری ہستی کا
ذریعہ ڈھونڈھتا ہے پس جس طرح قطب نما شمالی حصہ بتلاتا ہے۔ مقناطیس آفتاب
کے متعلق بے شمار باتیں بتلاتا ہے۔ پارہ طوفان اور طبائع کی حالت بتلاتا
ہے۔ لاسلکی (دیکھئے تار کی تار برقی) غیب کی خبر دیتی ہے۔ کلب حساس شکار
کی خبر دیتا ہے اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی چیز خدا کے متعلق بیان کرے۔ یا
اشارہ کرے یا بتلائے۔ تو وہ چیز (یا خودی خواہ روح) البتہ بہت قابل قدر
ہوگی۔ پس اُسی بے انتہا قدر دانی و قدر افزائی کا نام پرستش ہوگا۔ اب چاہے
وہ شئے کالا پتھر ہو یا لال پتھر یا سفید پتھر ہو یا آفتاب ہو۔ (جس پر مکان و

زمان و سریان و نظام شمسی و کائنات و مافیہا کا دار و مدار ہے ع
حاجت مشاطہ نیست روئے دل آرام را

چنانچہ اُسی کے طلوع و غروب و درمیانی حالت پر تقسیم اوقات عبادت

ومشاغلِ عشق ہیں۔ اور آفتاب سے بڑھکر کوئی چیز نہیں۔ جس بنا پر حسنِ انسانی و
لیاقت مندی کو اُس سے نسبت و یکتائی ہے اور خدا کو نور کہا جاتا ہے کہ بہتہ آتش
منجمد یا آفتاب اگر ایشور ہے تو خدا پرم ایشور ہے۔ (یعنی پرمیشور ہے) یا آفتاب کے
سوا بادام و نرگس و غزالی یک عینِ وا ہو۔ یا تثلیث حیات[1] و چشم[2] و تصور[3] ہو۔
کہ حیات کے وسیلے سے چشم حاصل ہوئی اور چشم وا کا تصور کیا گیا۔ پس حیات و چشم
و تصور کی تثلیث شورہ گندھک اور کوئلہ کا کام کرتی ہے وہ کیا ہے کہ شورہ[1] و
شور کرے۔ گندھک[2] زور کرے۔ کوئلے اڑے کا مضمون پیش آتا ہے۔ اسمیں
حیات نے شورہ کا کام کیا۔ آنکھ نے گندھک کا۔ تصور نے کوئلہ کا۔ پھر چشم[1] نے
بندوق کا۔ نسبت نے نلکی کا۔ حصول مقصد نے شکار کا۔ بعدہٗ بتلانے والے نے
میر شکار کا۔ تو وہ میر شکار ہیں ہوں لیکن ؎

ما را چو بینی ناتواں۔ لاف۔ بیروتِ خود مزن
برق است در دود نہاں۔ در برق۔ روحِ جہانِ من

تو شکر[1] بدہاں ہو کر شکر[2] کرو۔ کہ شکار[3] ملا۔ لیکن بے شمار پانی ہونے پر بھی پپیہا پیاسا رہے
تو اُسکے نصیب کی خوبی ہے۔ پس دنیا میں سب چیز کی پرستش ہو چکی ہے۔ صرف عین اللہ
ہی باقی ہے۔ جو ہمیشہ باقی ہے۔ ناگ پھنی۔ اور مہندی سراسر خبر ہی خبر ہیں۔ جہاں
سے کاٹ کر نصب کردو تو وہیں سے ہو جائیں۔ لہذا عین ہی تصویریں ہے ؎

یاد شن بخیر۔ ہر کہ ببیند۔ بہ بلو او

دیگر عین الحیوان نہیں کیونکہ جس چیز کی آنکھ ہوگی۔ وہی چیز سامنے آکر کھڑی ہو جائیگی۔
مبارکباد!! تو جس چیز کا تم تصور کروگے تو وہ تمہارے عناصر و طبائع کی مناسبت سے
تصویر کھینچکر بتلائیگی۔ وہی تمہارا وسیلہ ہوگی۔ اَلْمَرْءُ یَقِیْسُ عَلٰی نَفْسِہٖ۔ اگر اس میں اصلاح
کی حاجت ہو تو اصلاح کر لو کہ تصور کا نتیجہ خراب نہ ہو ٥

دایہ پرہیز کند۔ طفل چو بیمار شود

حالانکہ۔ عورتوں (۱۱۷) کو مرد ہزار اشارہ دیتا رہے تو اسکا اس پر کچھ اثر نہیں۔ یا
ہو تو بالکل مخفی ہے۔ لیکن اگر عورت مرد کو اشارہ کرے تو اُسیوقت اُسکی کھٹیا
اٹھی۔ جنازہ نکل جائے۔ اگر عورت (۱۱۸) شہوانی نگاہ سے کسی مرد کو دیکھے تو مرد
اُس سے نگاہ نہیں لڑا سکتا۔ فوراً نیچا دیکھنا پڑے گا۔ اسلئے مناسب ہے کہ
عورتوں کے معاملات و مقدمات کے لئے عورت ہی کی کچہری ہو۔ اگر حاکمہ
حاملہ ہو کہ ناقابل حضوری عدالت ہو تو اُس کا کوئی قائم مقام (۱) ہوا کرے۔ اُن کی
پارلیمنٹ الگ ہو۔ انکی رائے اور اپیل کا فیصلہ البتہ مرد کر دیا کرے۔ اور مرافعہ
مردانہ عدالت میں ہو۔ وہاں بوڑہی وکیلہ مقرر ہو سکتی ہے۔ زندانِ نسواں
میں زیادہ تر ملازمین ایسے ہونے چاہئیں جو مادرزاد نامرد ہوں۔ اور ناقابلِ علاج
یا بڈہے ہوں اور جو رجولیت کھو چکے ہوں۔ اور بڈہی دلیر عورتیں ہوں۔
عورتوں کے عبادت خانہ میں عورت خود ہی امامہ بنیکے اُن سے پرستش کرائے

(۱) قائمہ مقام کہنے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر زنانہ و مردانہ عبادت خانہ دونوں سے مرکب ہو تو عورتوں کی نشست الگ بالاخانہ پر ہو۔ اور اگر نیچے ہو تو ایک سیٹ یا بٹھک پر مرد و عورت دونوں نہوں خصوصاً جوانانِ حسین۔ اور جب تک مجھوود (بڑے لوگ) کا وجود دنیا میں باقی ہے جو عنقریب فنا ہونے والے ہیں ان سے بشدت پرہیز کیا جائے۔ چنانچہ روئے زمین کی سب عورتیں کسی سے حضور (بے پردہ ہونے میں) ہونے میں کبھی نہیں جونکتیں مگر مجھود سے۔ یہہ بہت ہی جلد سے جلد فنا الفنا ہو جانے والے ہیں۔ انشاءاللہ العین بالعین۔ خیر۔ زنانہ ہاسپٹل اور زنانہ مدارس کے سبھی کارپرداز عورتیں ہوں۔ مگر بالکل اعلے احکمہ جسکے یہہ ماتحت ہوں وہ مردانہ ہو۔ یہہ سب برائی سے محفوظ رہنے کی کارروائیاں ہیں۔ کیونکہ ؎

زمارِ خستہ گیوسے دلیراں ترسد

چناں کہ مارگزیدہ۔ ز ریسماں ترسد

تو زہد و تقویٰ اسی کا نام ہے کہ موقع چورانے کا ہے۔ مگر ہرگز چوری نہ کیجائے۔ اِس سے یہہ غرض نہیں ہوسکتی کہ چونکہ عورت بے حد طاقتور ذات ہے اسلئے اسے تن نیناکا[1] چاہیئے۔ اُسکا پاؤں چھوٹا کر دینا چاہیئے۔ سر مونڈ دینا چاہیئے۔ قیدِ سخت میں ڈالنا چاہیئے۔ قید تنہائی کی سزا دینی چاہیئے۔ جیسے پانی کے سیلاب کو ناجائز طور پر گڈھے یا تالاب میں کہ پانی گندہ ہو جائے۔ بجلی کو تار میں قید کرنا چاہیئے

(۱) کنواری جوگن۔

اور آگ کو چھپنی۔ یا فانوس ہیں۔ شیر کو پنجرے میں۔ نہیں نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیے

دایہ بیزار است از طفلیکہ پستاں میگزد

لہذا یہ بالکل غلط منطق ہے۔ جیسے آدمی کے بھی کان ہیں اور گدہے کے بھی کان ہیں۔ اسلئے آدمی گدہا نہیں کہا جاسکتا۔ یا ہٹا کٹا جوان آدمی کسی سٹنڈے آدمی کے کاندہے پر سوار ہوکے کسی مجمعِ عام میں فخریہ حاضر ہوکہ اوروں کی مختلف قسم کی سواریوں سے اُسکی سواری ممتاز و اشرف ہے کیونکہ اشرف المخلوقات کے کاندہے پہ سوار ہوکر آیا ہے۔ تو یہ دلیل بالکل لغو و بیہودہ ہوگی۔ بھانڈوں کی نقل ہوگی۔ ایک اچھا خاصہ سوانگ ہوگا۔ عزت دار سواری نہیں سمجھی جائے گی۔ اور فخر کرنا صحیح منطق کے اصول کے ماتحت نہ ہوگا۔ اسی طرح یہہ عورتوں کی قید بندی کی دلیل ہوگی۔ یا درہے کہ عورتوں کو تکلیف دینے سے۔ اُنکو اندر رکھنے سے اُنکو کلپانے سے۔ خاندان کا خاندان۔ قوم کی قوم۔ ملک کا ملک۔ ستیاناس ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ صاف عیاں ہے۔ اسلئے چاہیے کہ

پائے۔ درِ دامِ رنج و غم نہ نہد

مرغِ دانا۔ برائے یک دانہ

دیکھو! عورتیں تو بیچاری خود بخود اس طرح سے ہیں جس طرح سے خدا ہے جسکو چشم سرِ اُسکے نہیں دیکھ سکتی کہتے ہیں کہ پردے میں بھی ہے اور بے پردہ بھی۔ عالم کا سراپردہ لامکاں کے اعتابِ علیا کا پردہ سرا ہے۔ اور پھر عالم کے اندر اسی طرح بھرا ہوا

ہے۔ جس طرح روح سارے جسم میں۔ اسیر بھی۔ روح پردہ پوش ہے کہ ؎

درمیانِ خانہ۔ گم کردیم صاحب خانہ را

کا مضمون ہو رہا ہے۔ تو یہہ زنانی شکتی جو اکیلے مکان میں رہتی ہے۔ یہہ
کبھی اگر چاہے تو اپنی مرضی سے فرنگیانہ حیا لیبا احسن باقرا نقاب موقع و محل کے
اپنے تاج کے ساتھ منہ پر لپیٹ کر جلوہ گر ہو سکتی ہے۔ یا جیسی عورتوں کی مرضی
نقاب رکھیں یا نہ رکھیں جو۔ اُن سے بے ادب ملا کرے۔ اپنی آنکھوں پر
پلک کے برقع کو عمل میں لائے۔ خود ہی کو پردہ نشین سمجھے۔ جب تک پرائی
عورت اسکو مخاطب نہ کرے بلاوجہ اس طرف رُخ نہ کرے۔ اگر عورت
مخاطب کرے تو سر جھکا کر ادب سے جواب دے۔ اسکا نام تارک زہد عظیم ہوگا
نہ کہ مخنث بنکر اور جنسِ لطیف کو چار دیواری کے اندر دفنا کر۔ عورت کو نصرانی
کا نعرہ زیبا ہے۔ مرد کو ناجائز طریقے پر آرنی کہنا سخت گستاخی ہے۔ بس با ادب
با نصیب۔ بے ادب بے نصیب نہ بنو۔ ایسے موقع پر عورت کو چاہیے کہ
اُسے ڈانٹ بتلائے۔ کیونکہ ؎

ترشروئی۔ ازبرائے دفع صد مہماں بس است

چینِ ابرو۔ چوب دربانست۔ صاحب خانہ را

بلاحظہ کرو کہ خدا کے نیست و نابود ہو جانے سے تمام عالم نیست و نابود ہو جائیگا
(۱۱۹)
اسی طرح عورت کے مرجانے سے اُسکے پیٹ کا بچہ مر جائے گا۔ یہہ بچے

حق میں مجھیئہ (حیات بخش) ہے۔ مرد کے مرنے سے نہیں۔

فقہ

عورت کا درجہ بڑا ہے۔ اگر کوئی عورت اپنے پہلے شوہر سے خلع کرانا چاہے
تو اسے اختیار ہے۔ لیکن جیسے وہ اپنے دین مہر کے لینے کی حقدار ہے اسی طرح
ایسی حالت مذکورۂ بالا میں مرد اس سے ڈیڑھ سو روپیہ لینے کا حقدار ہوگا۔ اور
وہ روپیہ دس آنہ کا ہوا کرے گا۔ اگرچہ شادی کرنے میں کتنا ہی کچھ خرچ کیا ہو۔
کیونکہ شادی بادشاہ کی ہو یا کسی کی بھی اس کا خرچ ہمیشہ پانچ سو روپیہ تسلیم کئے جائینگے
اور روپیہ دس آنے کا سمجھا جائے گا۔ اور بحالت تاوان جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے ڈیڑھ سو
روپیہ۔ کیونکہ جھوٹے دین مہر سے اولاد بھی اور حلال زادی نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور
نسل کی نسل تخم کا تخم خراب ہو جائے گا کس لئے کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج

اسواسطے تناسل کی بنا کذب پر نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔
اسی طرح اگر کسی کی منگیتر کسی دوسرے کو دلائی جانے کی ضرورت پڑ جائے تو اسکو
نام شادی دولہے کی طرف سے جو کچھ خرچ ہوا ہو منگیتر کی طرف سے ادا کر دینا چاہئے
جو زیادہ سے زیادہ سوا سو روپیہ ہوا کرینگے۔ اگرچہ کتنا ہی خرچ کیا ہو۔ اور روپیہ
ہمیشہ دس آنے کا ہوا کرے گا۔ لیکن خرچ کی دستخطی رسید بھی ہو تو بہتر ہے۔ شادی
کے بعد عورت کا شوہر اس عورت کو اپنے گھر لیجانے کا ہمہ آن مختار ہے

اس میں ناجائز چون وچرا نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی کنوارا مرد کسی کنواری (بن بیاہی) کی
بالجبر عصمت دری کرے تو عصمت در شخص کی شادی دسخت سزا دیئے جانے کے بعد
اُسی عورت سے کردی جائے جسکی اُسنے بالجبر عصمت دری کی تھی۔ بشرطیکہ وہ
عورت راضی ہو۔ اگر راضی نہیں ہے تو سزا میں اور اضافہ کردیا جائے۔ لیکن اگر
راضی ہو تو دین مہر کے علاوہ دوسرا دین مہر سزاً یہہ کیا جائے کہ اُسکا یہہ شوہر
تمام عمر اُسکی غلامی میں دست بستہ حاضر ہے۔ اُسکی مرضی جائز کے خلاف
کبھی کچھ نہ کرے۔ اور اُسکو کبھی طلاق نہیں دے سکتا۔ اگر اُسے ہلاک کرے گا
تو وہ ہلاک کیا جائے گا۔ ہاں عورت کو اختیار ہے کہ اُسے چھوڑ سکتی ہے یا
اُسے معاف کرسکتی ہے۔ اگرچہ ضمیر کی آزادی ہر شخص کا پیدائشی حق ہے۔ مگر
وہ آزادی جو اُسکے مضار و مفاد کے متعلق اُسی کی ذات تک محدود ہو دوسرے
تک نہ پہونچے۔ مفید صلح و امن و ضابطہ عام میں فرق مضر نہ ڈالے۔ تو چونکہ
اُسنے بالجبر عصمت دری کی اسلئے اُسکی ضمیر کی آزادی سلب کیجا رہی ہے۔ پس

"ہر انچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است"

اگر کوئی کنواری بالغہ۔ یا بیوہ۔ جو پوری اپنی ذات کی مالکہ ہو۔ کسی ایسے شخص سے
تعلق پیدا کرے کہ جسکی بیوی نہ ہو تو یہہ تعلق ناجائز نہیں۔ نہ اولاد حرامی ہوگی
اعلان تو کبھی نہ کبھی ہو ہی جائے گا۔ لیکن اگر پہلے سے جفت رکھہ کر کوئی
ایسا کرے تو ناجائز ہوگا۔" (120) اب دیکھو کہ گنڈا۔ تعویذ۔ فال وشگون۔ ٹونا ٹوٹکا

جادو سحر۔ کہانت و نبوت (پیشینگوئی) شعبدہ و طلسم۔ اپنے بچوں کی حفاظت کے لئے۔ وفاداری کے ساتھ۔ شوہر کو مخلص بنے رہنے کے لئے۔ دشمن سے بچنے کے لئے۔ اسی نے ایجاد کیا ہے۔ اسی واسطے لوگ اسکو ساحرہ۔ یا ڈائن وغیرہ کہتے ہیں۔ چنانچہ ٹوٹکوں میں سے ایک ٹوٹکا یہہ ہے۔

ٹوٹکا اور لٹکا

اگر کوئی عورت کچھ عرصے تک کاغذی لیموں کا عرق گرم پانی میں ملا کر پیا کرے تو دبلی ہو جائے۔ اسکی بھوک کھلجائے۔ جگر کی سستی نیست و نابود ہو جائے۔ اور یہہ نسخہ محض عورتوں ہی کے لئے ہے اور بالکل ٹھیک ہے۔

دوسرا ٹوٹکا یہہ ہے کہ:۔ سرس کے نیم پختہ تخم کا ہار بچے کے گلے میں ڈالدینے سے بچے کے بہ آسانی دانت نکلیں گے۔ خواہ لومڑی یا شیر کا دانت پہنادینے سے یہہ مقصود حاصل ہوگا۔

تیسرا ٹوٹکا علم الالوان کے مطابق یہہ ہے کہ سفید بکری کی مینگنی بچے کے سرہانے رکھدینے سے بچہ نہیں روئے گا۔ نہ ڈرے گا۔ یا موئے کا ساگ رکھدینے سے بھی یہی بات حاصل ہوگی۔

چوتھا ٹوٹکا یہہ ہے کہ خرچنگ۔ بچے کے گہوارے میں لٹکا دینے سے بچہ ہمیشہ خوش رہیگا۔ الغرض قبل بہت سے ٹوٹکے ان عورتوں کے ایجاد کئے ہوئے ہیں

جو بالکل درست ہیں آزما کے دیکھ لو۔ ایسے ایسے ٹوٹکے خانہ بدوش عورتیں اکثر عمل میں لاتی ہیں۔ عورتوں میں نبوت اور پیشینگوئی کا جو مادہ ہے وہ ظاہر ہی ہے کہ علم الاصوات[1] کے ذریعے سے نبوت یا پیشینگوئی کرتی ہیں۔ چھپکلی کے دائیں بائیں گرنے سے نتیجہ اخذ کر کے نبوت کرتی ہیں۔ عورتوں[122] کے خواب بہت سچے ہوتے ہیں۔ یہ خود اعلیٰ درجہ کی تعبیر دیتی ہیں۔ عورت[123] پردے کے اندر سے مرد کو دیکھنے کی مجاز ہے۔ مگر مرد کو اجازت نہیں۔ جیسا کہ دیکھا جا رہا ہے (کیونکہ برقعہ و پردہ اور حبس بیجا ایک ذلیل رواج ہے) عورت[124] جو ہے سو بالعموم عورت کے سامنے برہنہ ننگی ہو سکتی ہے۔ مگر مرد جو ہے مرد کے سامنے نہیں ننگا ہو سکتا۔ مگر بحالت مرض ڈاکٹر کے سامنے۔ اور دور خول پر تو خدا کی پھٹکار ہے۔ عورت[125] پالتی نشیں اور مرد پائیں نشیں ہے۔ عورتوں[126] کا مہوبات مردوں کی لنگوٹی ہے۔ یعنی سادھوؤں کی یا لنگوٹی پوش لیڈر۔ یا مہاتما کی۔ کیا بزرگی ہے تیرے مہوبات کی والدہ کہ جاہل اور نام نہادی خدا رسیدہ کی ستر پوش ہے۔ تیری بزرگی کیا پوشیدہ رہ سکتی ہے سہ

محو گردد ز انگشت کسے انچہ کلکِ کاتبِ قدرت نوشت

جس[127] طرح خدا ہٹھی ہے کہ اسکی ہٹ کو رام ہٹھ کہتے ہیں کہ اگر کسی چیز وا ہے کو دنیا سے منوانا چاہا تو منوا ہی کے چھوڑا۔ اسی طرح تریا ہٹھ بھی مشہور ہے کہ یہ جس بات پر اڑ جاتی ہے تو اس میں وہ استقلال کا کمال دکھلاتی ہے کہ شاید و باید۔

(1) علم آواز۔

کہ جہان بھر کا جہان بھر ایک طرف ہو جائے تو ہو جائے مگر یہ اپنی ہٹھ پر ویسی ہی اڑی رہتی ہے۔ جیسے خدا۔ اور کر ہی چھوڑتی ہے۔ کچھ کرتے دھرتے نہیں بنتی۔ مار ڈالو تو مار ڈالو۔ مگر جس طرف ہو گئی تو ہو گئی ۵

اگر کوہ جنبد۔ نہ جنبد نساء

واہ واہ سبحان اللہ۔ قولِ نسواں جاں دارد۔ چنانچہ دنیا میں بے شمار نظیریں موجود ہیں۔ جیسے[۱۲۷] قیس اگر عشق رسیدہ ہوا۔ تو لیلیٰ کے ذریعے سے ہوا۔ مگر لیلیٰ کو نہ سکا انا لیلیٰ کہہ کے رہ گیا۔ لیکن زلیخا نے یوسف کو لے لیا۔ اور کبھی انا یوسف نہیں کہا۔ کبھی اس میں[۱۲۸] فرعونیت و نمرودیت و دجالیت آئی۔ فرعون۔ نمرود۔ شداد۔ دجال ہو نامردوں کی شان ہے۔ اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ آدم[۱۲۹] نے شکست کھائی حوا سے۔ ابراہیم نے شکست کھائی سارہ سے۔ یوسف نے شکست کھائی زلیخا سے موسے نے شکست کھائی صفورا سے۔ داؤد نے شکست کھائی زنِ اوریا سے۔ حمدون[۱] نے شکست کھائی بیچہ سے۔ ہاروت نے شکست کھائی زہرہ سے۔ رام نے شکست کھائی سیتا سے۔ کرشنا نے شکست کھائی رادہا سے۔ منی نے شکست کھائی تارا سے۔ مجنوں نے شکست کھائی لیلےٰ سے۔ صفا نے شکست کھائی مروہ سے۔ راحل نے شکست کھائی سلمیٰ سے۔ سعد نے شکست کھائی موفا سے۔ کنعان نے شکست کھائی زرقا سے۔ وامق نے شکست کھائی عذرا سے۔ فرہاد نے شکست کھائی شیریں سے۔ حمرا نے شکست کھائی خالصہ سے۔ نر نے شکست کھائی مادہ سے۔ یحییٰ

(۱) ناہید از شعا شمتی

نے شکست کھائی ہو جاسے۔ یعنی اللہ نے شکست کھائی ماریا (مریم) سے۔ کہ مریم میں سے روح اللہ یعنی عین اللہ برآمد ہوا عورتیں سے نہیں۔ چنانچہ تلمیحاً مشہور ہے کہ ہابیل اور قابیل اور تمام دیوتاؤں میں جو جنگ ہوئی تو تریا کے سبب سے ہوئی جیسے سب نروں میں ہوتی ہے۔ اور یہہ سچ ہے کہ اگر یہہ نہ ہوں تو ہرگز جنگ وفساد نہ ہو۔ ان کے لطف وذوق کی یاد۔ اور ان کے آرام وراحت رسانی کے خیالات بدرجۂ مجبوری جنگ وغیرہ کراتے ہیں۔ اس سے یہہ بری یا گنہگار نہیں سمجھی جا سکتیں کیونکہ انھوں نے ایسا کرنے کے لئے نہیں کہا ہے۔ عورتیں تو جمالی و شمس الضحیٰ ہیں۔ اور مرد جلالی و بدرجی ہیں۔ جب ہی شادی کے بعد ایک دوسرے میں رنگ تبدیل ہوتا ہے۔ اور باہم گنگا جمنا ہونے لگتے ہیں۔ جیسے موسے اور بیلے کے ملنے سے چمبیلی رنگ اور انکے بایکدگر قلم لگا دینے سے چمپا۔ عورت امامہ ہے اور دوسرے لوگ پیروکار۔ پہلے ہی ایمان لاتی ہے اسکے بعد دوسرے لوگ۔ تواریخ شاہد ہے۔ عورت پھلتی بھی ہے اور پھولتی بھی ہے۔ مرد میں یہہ بات نہیں۔ مرد بوند ہے۔ عورت سمندر ہے ندی سمندر سے ملنے کو دوڑتی ہے سمندر ندی کی طرف نہیں دوڑتا۔ اگر عورت کی طرف سے کسی کو کہا جائے کہ فلاں صاحبہ فرماتی ہیں کہ واپسی کے وقت فلاں چیز لیتے آنا۔ یا اسی طرح سے اور کوئی بات تو اسکے کہنے کا مرد پر فوراً اثر پڑے گا۔ اگرچہ نافرمانی کو راہ دے مگر اثر ضرور کرے گا۔ بلکہ جو بات یہہ کہدیتی ہے فوراً اثر ہوتا ہے

٭ یہ لفظ واحد اور جمع دونوں ہے۔

یہہ بدذاتِ خود جادو و سحر ہے۔ اگر باپ اپنی مردہ زوجہ کی اولاد کو موجودہ بیوی کی اولاد [۱۳۵]
سے کم چاہنے لگتا ہے مگر یہہ اپنی ہر ایک قسم کی اولاد کو چاہتی ہے۔ آپس میں لڑوا دینا [۱۳۶]
خونریزی کرا دینا۔ اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ مثلاً چھوٹے کو یہہ کہہ دیا کہ فلاں
ابنِ فلاں نے اُسے بُری نیت سے اشارہ کیا ہے۔ یا ہاتھ پکڑا ہے۔ یہہ بات
سنتے ہی بلا تفتیش فوراً کی فوراً جنگ و خونریزی رکھی ہوئی ہے مگر اے ہماری
نورِ عین اور لختِ جگر بیٹیو! ایسا تم ہرگز نہیں کرنا ؎

سیرت کے ہم غلام ہیں۔ صورت ہوئی تو کیا
سرخ و سپید۔ مٹی کی مورت ہوئی تو کیا

دیکھو۔ یہہ تہمت عظیمہ تمہارے لئے عظیم الشان گناہ ہوگا۔ زلیخا کا پاٹ نہ پڑھنا کہ

یوسف بہ ریسمان و زلیخا بچاہ رفت

کا مضمون ہو۔ ورنہ کبھی بخشایش نہ ہوگی۔ تمہاری ساری خوبیاں کوڑی کی تین تین
ہو جائیں گی۔ شریفہ و عفیفہ بنی رہو۔ ورنہ ؎

مہ چو لاغر شود انگشت نمای گردد

عورت جس قدر کذابہ ہوسکتی ہے۔ اُسی قدر صدیقہ بھی ہوسکتی ہے۔ مرد ناہنجار ہزار بار [۱۳۷]
جھوٹی حلف لینے کو تیار ہوگا۔ مگر عورت ایک بار بھی آمادہ نہیں ہوگی۔ اتفاق سے
اگر اُسنے مجبوراً ایسا کیا بھی تو دل ہی دل میں امان امان پکارتی رہے گی اور
خدا سے ڈرتی رہے گی۔ بڑی خدا ترسا ہے۔ اسکے ناجائز پردہ نشینی کے فعل سے

اکثر نابنجاران زمانہ نے بے طرح ناجائز فائدہ اُٹھایا ہے کہ کسی غیر عورت یا امرد کو پردہ میں بٹھا کے جھوٹی گواہی دلوائی ہے۔ تجربے اور رپورٹ سے یہہ بھی بات ثابت ہوئی ہے کہ مجوزان زمانہ بکثرت امرد پرستی و نمک حرامی و محسن کشی و احسان فراموشی وبدگوئی کے مذہب کا پیرو کار ہیں۔ اسے معاذ اللہ ٥

بادِ دشنام باو شمشیر است

اثرِ بد۔ چو آہنی تیر است

اے اچھے لوگو! ان کو بیشتر از فوراً دنیا سے نکالو۔ بدکار۔ لوگوں کو مجبور کرکے خود کو بدکار کہلواتا ہے۔ اگر نہیں کہلایا جاتا تو برے بھلے سب کو اچھا برا کہہ کے برا بھلا سننا چاہتا ہے۔ یہی مجوز ہے۔ پھر چاہتا ہے کہ لوگ اُسے بھلا سمجھیں کیا ظلم ہے واللہ ٥

رواں نساختہ۔ ابجد۔ بمکتب معنی

مگر۔ بعلم جہالت۔ یگانہ اُستاد

لاحول ولاقوت الا باللعین۔ خیر دیکھو! عورت پر تعلیم کا اثر بہت جلد ہوتا ہے مسمریزم(۱۳۹) کا اثر بہت جلد قبول کرتی ہے تو وہمی بھی بہت ہے۔ اس پر وہم کا بھتنا فوراً سوار ہوتا ہے۔ اور نقالان زمانہ کی طرح حال قال لاتی ہے جھومتی ہے۔ اور جھومتے جھومتے اس نوبت تک خود کو پہونچا دیتی ہے کہ بے ہوشی کا ہونا لابدی ہو جاتا ہے دانت اس زور سے بالقصد باہم ملا دیتی ہے کہ رستم(۱) وہی بھی اسکو جدا نہیں کر سکتا

(۱) عام لوگ اسے دانت کڑا لگتے ہیں۔

وَ اللّٰہ ؎

پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی۔
جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور واقعی قدرتی طور پر ایسا ہے بھی کہ زحمت اور رحمت دونوں کی آغاز اسی کی ذات سے وابستہ ہوتی ہے پھر مرد تک پہونچتی ہے۔ اسپر ادبار آنا مرد پر ادبار آنیکی نشانی ہے۔ اسپر اقبال کا حملہ کرنا۔ مرد پر حملہ کرنے کی نشانی ہے۔ جیسے طاعون اکثر پہلے عورت کو ہوتا ہے اُسکے بعد مرد کو۔ آتشک۔ سوزاک۔ کوڑھ۔ خرابی نسل سب پہلے اس سے شروع ہو کر مرد تک پہونچتے ہیں۔ اسی طرح صحت و تندرستی و اقبال وغیرہ وغیرہ کے بارے میں بھی سمجھنا چاہئے۔ یوں تو یہہ خرابی تمام میں پھیلی ہوئی ہے مگر جحجو کے یہاں زنانہ و مردانہ دونوں خرابیاں متوازی جارہی ہیں ؎

آہ کو روکا تو سینہ جل گیا
تھم رہے آنسو۔ تو آنکھیں آگئیں

کا مضمون ہو رہا ہے۔ عورتیں کذابہ۔ کیادہ۔ خباثہ۔ کینہ کش۔ ناسپاس جنگجو بدظن (خاصکر اپنے مرد سے۔ اسلئے کہ مرد بدچلن نہ ہو) جاہلہ۔ حمیقہ۔ بدنہاد وغیرہ وغیرہ بھی ہیں۔ اور اُسی وقت اُسکے مخالف صفات والی بھی۔ گویا جامع الصفات ہیں۔ مکمل الاخلاق[1] ہیں۔ ابتدا ہیں۔ انتہا ہیں۔ گن بھی ہیں۔ گھُن بھی ہیں۔ مُتسلّہ ہیں۔ مہدیہ ہیں۔ رحمانہ ہیں۔ شیطانہ ہیں۔ اللہ یا لاڈو ہیں۔ ستارہ ہیں۔ ندا قہ ہیں۔ خالقہ ہیں۔ باریہ ہیں۔ مصورہ ہیں۔ اولات الربوبیت اور اولات الجلال

(۱) مکملۃ الاخلاق لکھنے کی ضرورت نہیں ہے

والاکرام ہیں۔ عملاً رحمۃ للعالمین ہیں۔ لہٰذا اسماءِ الحسنیٰ کی شان و مصداق ہیں
چاہے جنت میں لے جائیں۔ یا جہنم میں لے جائیں۔ یا خدا تک پہونچا ہیں۔ ان کو
بالکل اختیار ہے۔ خادم الخلق رکھ یا خلق کا مضمون ہے سب انھیں کا جلوہ ہے
یہ نہیں تو سب اندھیرا ہے۔ بچو۔ ان سے۔ ڈرو ان سے۔ پناہ مانگو ان سے!
ان کی سخت ادب کے ساتھ عزت کرو۔ سقراط۔ سعدی۔ نپولین۔ سب اپنی
بیوی سے ڈرتے رہے۔ بادشاہ اور اوتار بھی ڈرتا ہے۔ عورت کی چند خصوصیات
اوتار جیسی ہیں وہ یہ ہیں کہ اگر اوتار کو مان کر اس سے کہا جائے کہ آپ کا پیشرو اوتار
جو آپ نہیں تھے دوسرا تھا۔ وہ آپ سے بڑا ہے۔ مگر پھر بھی ہم آپ کو اوتار ہی سمجھتے
ہیں۔ ہمارے حق میں دعا کیجئے۔ تو وہ صاف اخلاق و نرمی سے کہدے گا
کہ جو ہم سے بڑا ہے اسکے پاس جاؤ۔ اور برخلاف اسکے دوسرا یہ کہے کہ ہم تو
سب کچھ آپ ہی کو سمجھتے ہیں۔ آپ صبحِ صادق ہیں اسلئے ؎

صبحِ کاذب از دروغِ بے فروغ
ہست پیشِ صبحِ صادق شرمسار

تو وہ اوتار اس دوسرے شخص کو دعا دے گا۔ اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ
اپنی بیوی کے سامنے بھولے چوکے بھی کسی غیر عورت کے حسنِ صورت و سیرت
کی تعریف نہ کرے۔ یہاں تک کہ اپنی سابق بیوی کی بھی۔ کیونکہ اسکو سخت گزند
پہونچے گا۔ جیسے اگر تمہارے سامنے وہ کسی غیر وزندہ مرد کی جملہ صفات کی تعریف

کرے تو تم کو بُرا معلوم ہو سکتا ہے۔ اور مشکوک ہو سکتے ہو۔ اسلئے وہ بھی اپنے
پہلے شوہر کا ذکر نہ کرے۔ پس عورتوں کو ناپاک نہ سمجھو کہ اُن کی سُسرال (یا سمدھیانہ)
کا کھلنا ممنوع العمل سمجھا جائے۔ داماد اور بہنوئی کو داماد اور بہنوئی کہنا گناہِ عظیم
گردانا جائے۔ یا شرمانے کی عادت ڈالی جائے۔ خواہ اُنکو ڈائن اور ساحرہ
کہکر ٹھوکا پیٹا جائے۔ ایسا نہیں چاہئے۔ نہایت گناہِ عظیم ہے۔ عورتیں اختناق الرحم[۱۴۲]
کی حالت میں غیبی باتیں کرنے لگتی ہیں گویا ان کا مرض بھی وحی و الہام کا کام
کرنے لگتا ہے۔ جب تک اختناق الرحم ہے ختم وحی نہیں ہوتی[۱۴۳]۔ جہلا کا مقولہ
ہے کہ عورتیں ناقص الاعضاء و ناقص العقل ہیں۔ انکو ناک نہ ہو تو نجاست کھائیں
تو ناقص الاعضا و ناقص العقل کا فرزند کیا کہا جائے گا؟ فرزندِ ناقص العقل ہی
کہا جائے گا۔ کیا یہ نام اچھا ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ پھر تو کوئی عورت بھی دہرم مائی
دام المومنین نہیں کہی جاسکے گی۔ نہ اسکی کسی بات پر آمنّا و صدقنا کہکر تصدیق
کی حاجت ہوگی۔ کیونکہ ناقص العقل ہے۔ تو یہ مقولہ ایک دم لغو و بیہودہ ہے

جاہلاں را ہیچکس مشمار

کیونکہ جو خود کو کامل الاعضاء و کامل العقل کہکر ناقص الاعضا و ناقص العقل کا محتاج
ثابت کرے۔ اور اسکا بیٹا بنے تو وہ کب کامل الاعضاء وغیرہ ہوا۔ بلکہ عورت
ہی ایک طرح سے کامل الاعضاء ہے کہ ایک عضو سے مدخل و مخرج دونوں کا
کام لیتی ہے۔ رہی یہ بات کہ ناک نہ ہو تو نجاست کھائے تو بعینہٖ اسکی

ناک موجود ہے۔ لیکن اگر مردوں کی ناک نہ ہو تو وہ کیا کریں چنانچہ بعض مرد وعورت دونوں نکٹے ہیں۔ مگر ان سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا جو ناک کی منافی و عدم ہونے پر دال ہو۔ اسواسطے مردوں کو سمجھنا چاہیئے کہ عورتیں مردوں کی ناک ہیں۔ یہ چاہیں تو اُن کی ناک رکھیں یا جڑ سے کاٹ دیں ۵

سرد لوہا جو ہے لوہار کا گرم لوہے کو کاٹ دیتا ہے

پس لغو باتوں کی طرف رخ نہ کرو۔ عورت کو جنس لطیف اور صنفِ نازک کہتے ہیں۔ یہ لقب مرد کو حاصل نہیں۔ جنس الرجال سخت و کرخت ہے۔ عورت نازو نزاکت لطف و لطافت۔ حسن و جمال۔ جسم و جان و صفات بخشش اور لاہوکی ذمہ دار ہے۔ برکت و راحت۔ محبت و خدمت، استغنائی و بے پروائی۔ طاقتِ کہربائی و مقناطیسی جذب و کشش۔ صفاد مروہ کی ملکہ ہے۔ ذات العصف والریحان ہے۔ مردوں سے ٹیکس لینے والی۔ اُن کی مردی چھیننے والی۔ اُنکو فنا کرنے والی انکے صلوٰۃ و سلام لینے والی۔ اپنی پرستش کرانے والی۔ اگرچہ بعد از پرستش منکر ہو۔ انقلاب ڈالنے والی منظرِ فطرت کی حسن و خوبی سے بہ تعریف و تعقید با صد حیا۔ نہایت بہ خوش اسلوبی حظ اٹھانیوالی برخلاف اسکے مرد کو دیکھنا بھی نہیں آتا۔ مرد کو اگر کوئی خوش نما منظر نظر بھی آیا تو ٹکٹکی باندھنے کے سوا اور کچھ نہیں آتا۔ اگر عورت راضی نہیں تو مرد کچھ نہیں کر سکتا۔ جبر و تعدی سے رضامند کرنا دوسری بات ہے اسکا نام رضامندی نہیں ہے پس مرد کے لئے اسکی ایک غرکی کافی ہے بقولِ ہذا ؎

بہر صد دشمن یکے شمشیر آتش بس است | یک گلوخ سنگمیاں کافیست بہر صد کلاغ

١٤٨ عورت جو ہے سو جاذب السکان[1] ہے۔ خوشی افزا ہے۔ اسکی بدولت یا عام مصلحت سے علی العموم اتفاق کی بناء پڑ سکتی ہے۔ ایک ٹولی[1]۔ ایک دھرم[2]۔ ایک راج[3] سبب ہو سکتا ہے ؎

بڑی خوش سلیقہ بڑی خوش سلیقہ | عتیقہ شفیقہ [illegible] وثیقہ

١٤٩ اُسنے اپنے بچوں اور چیزوں کی حفاظت کے لئے لعابلی پاٹے پوسے جس سے محکمۂ پولس[2] کی بناء پڑی۔ یہہ بیان ہو چکا ہے کہ انسانی تخیل میں درجہ بدرجہ زلالی تفصیلی سے بروج العنصر کی طرح پہلے عورت ہی پیدا ہوئی۔ مگر اب اس جگہ یہہ کہنا ہے کہ عورت ہمیشہ بائیں پہلو کی طرف سے پیدا ہوا کرتی ہے یعنی دل کی طرف سے اسلئے اس میں شیریں محبوبیت ہے۔ جب حاملہ کو لڑکی پیدا ہونے والی ہوتی ہے تو وہ اکثر خوش رہتی ہے۔ اور جو لڑکا پیدا ہونے والا ہوتا ہے تو بھی اُسکا مثلاً آ ہے اور کسی قدر علیل اور سست رہتی ہے۔ اس سبب سے بھی ایک نکتہ یہ پیدا ہوا کہ عورت کا ظہور باعث خوشی ہے۔ اگرچہ خواب میں ہو۔ چنگا اور اچھوائی کی عورت ہی ہوتی ہے۔ [١٥٠] کہا جاتا ہے کہ اگر عورت اپنی ہتھیلی پر پانی دیکھ کر اس پر دودھ ڈالدے اور جیوں مرجائے تو یہہ سمجھنا چاہئے کہ اُسکے پیٹ میں لڑکا ہے نہیں تو لڑکی۔ تو گویا مرد موت ہوا۔ اور عورت حیات۔ اسی لئے عورت کو حوا کہتے ہیں یعنی سرچشمۂ حیات۔ اسی سبب سے پہلے عورتوں کا نام لیا جاتا ہے جیسے دادی آلی۔ نانی آل

(١) جاذب السکان کہنے کی ضرورت نہیں (٢) غیر تقسیل الفاظ میں اضافت آسکتی ہے۔

سسری آل دکثرت استعمال سسرال او نسیز سیتارام۔ ابن آمنہ وغیرہ

مرد کو دیو بولتے ہیں یعنی دینے والا۔ اور عورت کو دیوی بولتے ہیں یعنی لے آنیوالی

اور عورت کو حور کہتے ہیں یعنی صاف ستھری۔ روشن چشم جادو۔ فرنگن۔ وہومن۔ استحکا

ہواری ہے۔ عورتوں کو میری جان کہتے ہیں[۱۵۲] اور خدا کو جانِ عالم۔ یا جانِ جاناں

خواہ تجلی اور انگریزی میں بھی بچی کو جان ہی کہتے ہیں جو جننا کے لفظ سے بنا ہے

کیونکہ انگریزی میں (G) کو (J) سے بدلتے ہیں۔ بشرطیکہ غیر زبان کا لفظ ہوتا

پہلے سے چھوا۔ خطرے کے وقت[۱۵۳] پہلے بچوں اور عورتوں کی حفاظت فرض ہے

عورتوں کو کنوارا رکھنا گناہ ہے خواہ کنوارا بالک ہو۔[۱۵۴] حاملہ عورت سے تا ولادت [illegible]

قصاص نہیں لیا جاسکتا مگر مرد فوراً پھانسی پاسکتا ہے[۱۵۵] سماجی لوگ ہے۔ بالائی جی آقا

اگرچہ مرد جو ہے سو قوتِ جسمانیہ[۱]۔ وقوتِ دماغیہ[۲]۔ قوتِ ایجادیہ[۳]۔ قوتِ ناطقہ[۴]۔ قوتِ

غضبیہ[۵]۔ قوتِ حربیہ[۶]۔ قوتِ جہوریہ[۷]۔ تیز ترقی الرعونت[۸] ہوتے ہیں۔ بوجہ عدمِ استحاضہ[۹]

و زچگی و بیرنگاہ جوان رہتے ہیں۔ زیادہ و بیرونی کام کاج ہونے میں[۱۰] کثیر الفراغت ہونے[۱۱]

میں۔ محتاج قلیل التر ہونے میں[۱۲] نسبتہً عورت سے فوقیت رکھتے ہیں۔ مگر یاد باد کہ

گرچہ دستِ اہلِ دولت ہست در ظاہر بلند

دستِ اربابِ دعا بالاترین دستہاست

کیونکہ مرد کی ان جمیع صفاتِ مذکورۂ بالا میں عورت بھی شریک ہے۔ اس لئے

یہ سب صفات مشترک ہیں۔ مگر ہاں یہ البتہ کچوری۔ سینہ زوری۔ نوشہ مار۔

دکیتی سے مرد کی مخلص صفت ہے۔ اگرچہ اس میں بھی عورت تھوڑی بہت مدد دے سکتی ہے۔ اور اسی کے لئے یہ سب کیا جاتا ہے۔ لیکن خیر یہ مردوں ہی کی خالص صفت بلا شرکت غیرے تسلیم کر لی جاتی ہے۔ جو خدا کی عنایت سے ہرگز مستحق فعل نہیں۔ پس ؎

کرور بار اگر ذکر آں خدا گفتی — حصول لذت انہی چنیں نخواند بود
چنانکہ ذکر حسینان و لذت معروف — ہر آنکہ منکر فطرت بود تشود مردود

اگر ایسا نہیں ہے تو حقیقی عشق کے اظہار کے لئے زلف و کاکل کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر تمام راگ اور رقص و قوالی میں یہی سب باتیں ہیں۔ چنانچہ قوم معلوم کی تمام شاعری کی کتابوں میں براہ مجاز اس قدر معشوقانہ دلربائی کی قدردانی و تعریف پائی جاتی ہے کہ شاید کسی اور قوم کی کتابوں میں ہو۔ جیسے اگر عورتوں کی زلف کو سحاب کرم۔ یا شب یلدا سے نسبت و تشبیہ دیگئی ہے تو مانگ کو کہکشاں سے + چہرہ روشن کو مصحف و شمس الضحےٰ سے تو ہنسی کو برق و تجلی سے + ابرو کو کعبہ و عبادت گاہ سے تو انکی ذات مجسمہ کو تلمیحاً یا اصلاً۔ برق طور یا ذات باری تعالےٰ سے کہ ؎

از فرق تا قدم ہمہ جان است آں نہال
گویا کسے۔ بشکل بشر۔ رو نمودہ است

بس انتہا ہو گئی۔ کائنات و ما فیہا مع مالک کائنات سب کو خدا کر ڈالا یا ذات کبریا کہنا چاہئے کائنات کا ایک انڈا یعنی برہم انڈ قیمت یا دین دھر ہو چکا۔ مگر نسخ بالا کہ از لگی ہنوز

کہنا چاہیئے۔ چنانچہ اُس کلام کے گائے جانے پر اُچھل کُود ہوتی ہے۔ حال قال
رایا جاتا ہے۔ عورتوں کے حسن وخوبی کے بیان وسماعت سے وجدانی کیفیت
طاری ہوتی ہے۔ دیدار (۱) الٰہی حاصل ہوتی ہے۔ ان کا ذکر و یادِ پیر دستگیر کا
کام کرتی ہے۔ پھر عورت کو کسقدر مُحسنہ سمجھنا چاہیئے مگر ایسا نہیں سمجھا جاتا۔ برتاؤ
سے بالعموم ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ اُن کو خاکِ پاپوش سے بھی کمتر سمجھتے ہیں۔ کیا یہ
محسن کُشی نہیں ہے؟ ضرور ہے۔ اسلئے ممتحنِ زمانہ و اُستادِ ازل فعل کو دیکھ کر خوبی
وخرابی کے متعلق حکم لگاکر جزا و سزا کی طرف مائل ہوگا۔ صرف زبانی باتیں اور قول ہا کا
سنکر عمل نہیں کرے گا۔ جیسے اگر زید پر امیر و غریب ہونے کا حکم لگایا جاسکے گا تو
اُسکے مقبوضات کو مدِّ نظر رکھ کر حکم لگانا پڑے گا۔ نہ کہ پرائی دولت ومقبوضات۔ جیسے
دکان کو نصب العین رکھ کر۔؟ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اگر کسی کو جہان بھر کا
سارا کتب خانہ ہی کیوں نہ یاد ہو لیکن اگر اُسکو کتابِ درسی و نصابی ومقررہ نہیں یاد
ہو یا اُس کا خاص خاص حصّہ یاد ہو۔ یا فرض کیا جائے کہ بالکلیہ یاد ہو۔ لیکن جس وقت ممتحن
امتحان لینے لگے تو اُسے سادہ لوح پائے تو اس سے وہ پاس نہیں کیا جاسکتا ہے
برابر فیل یا ناکامیاب کردیا جائے گا۔ اسی اصول کو پیشِ نظر رکھ کر یہہ کہا جاسکتا ہے
کہ فلاں قوم وملت کے مذہبی خواہ حیاتی قانون و دستور العمل میں سب مسائل ضروریہ
ہوں یا نہ ہوں۔ اس سے کچھ بحث نہیں۔ بحث تو اس سے ہے کہ ممتحن نے لوگوں
کے زیرِ عمل کیا دیکھا۔؟ اُسی کی مناسبت سے فیل یا پاس ہونے کا حکم لگا دیا ہے

(۱) جن قواعد کی رو سے گفتار ورفتار تانیث کہی جاتی ہیں اسی طرح دیدار بھی تانیث ہے۔

بجنطا ہے مصرعِ آتشخوار کے لذت شناسد دانہ را

چنانچہ عمل کے دیکھنے سے ثابت ہوا کہ بہت سے مقامات میں عورتوں کی بے انتہا
بے قدری و بے حرمتی ہے۔ اور ہر طرح کی برائی تو متنزادہی ہے۔ تو بروں
کے بال بال نے گوند سے اتحاد پیدا کر لیا ہے۔ اُن کے بال بال دشمن نکلے ہیں
کہ اب اگر کوئی ان کے بال کو برائی کے گوند سے چھوڑانا چاہتا ہے تو ان کو چڑ لگتا ہے
اور چلاتے ہیں مگر یہہ نہیں معلوم کہ چھوڑانے والا سرکار ہے جسکی آمد کی نقیبوں نے
خبر دیتے دیتے خبر و نقاہت کا خاتمہ کر دیا کہ لو سرکار آگئے۔ اب بنوت کیسی؟ ہے

پردہ از رخ۔ چوں فگند۔ آں ماہِ طلعت۔ وقتِ شام
بعد مغرب۔ شد عیاں۔ بر بامِ گردوں۔ آفتاب

اِس صورتِ حال کو دیکھہ کر اب حکم لگایا جاتا ہے کہ حق کو ہمیشہ ہمیشہ حق ہونے
کا حق حاصل ہے۔ تو یہہ حق بات ہے کہ سچی تعریف وہ ہے کہ جسکو دل سے بے
چون و چرا قبول کر لے۔ جیسے قدرتی طور پر ہر ایک مرد کے دل میں خدا نے عورتوں
کی محبت شدت سے ڈالی ہے۔ مگر مرد ناہنجار و کافر مطلق ہو کے خود غرض متکبر
متعصب و حق تلفی کی طرف مائل ہوتا ہوا زن مرید ہونے کو عیب گردانتا ہے
حالانکہ دل سے مرید ہے جیسے ہادی برحق کا اور اُسکے صحیح و حقانی اقوال و
ہدایتوں کا۔ مگر زبان و عمل سے اقرار نہیں کرتا۔ مرتد ہے مگر اس سے کیا ہوتا ہے

اگر گیتی سراپا۔ باد گیرد چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد کا مضمون ہے

اسلئے وہ خدا مرید بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسکی محبت و ولاً و عملاً کمل نہیں کہ محبت و ولایت ازلیہ اور حقیقیہ کا مستحق ہو۔ وہ سخت محسن کش اور احسان فراموش ہے۔ بناءً علیہ مردود ازلی ہے۔ اپنی مردودیت کے صلے میں یو ماً فیو ماً آفت ہائے رنگا رنگ کے عمل سے کچل ڈالا جائے گا۔ اور کچل ڈالا جا رہا ہو گا۔ بلکہ کچل ڈالا جا چکا ہو گا۔ لہذا ؎

چہ حاجت کہ پاسفلہ گوئی علوم
کہ ضائع شود تخم در شورہ بوم

پس جو لوگ حساناً و رحمۃً سر برآوردہ ہیں اُن پر قدرتی طور پر فرض ہے کہ جب ایسے ظالم بدکار کو ناممکن الاصلاح پائیں کہ وہ زن۔ زمین۔ زر۔ کو نجس سمجھ رہے ہوں۔ اور خود کو عبد المجبور کہتے ہوں تو لا یقین خود کو عبد المختار کہکر اُن کے سارے اختیارات علے حسب مدارج جو دئے گئے تھے چھین لیں۔ اور کہیں کہ نور و ظلمات خدا نے تمھارے اختیار میں دیا ہے جسکو چاہو اور جیسے چاہو استعمال کرو۔ اس استعمال کی مناسبت سے اثر ہوا کرتے ہے مثلاً تم نے آنکھ کھولی تو اُجالا ہو گیا۔ اور آنکھ بند کی تو اندھیرا ہو گیا۔ دونوں تمھارے اختیار میں ہیں۔ اسی طرح خیر و شر بھی ہیں یاں خدا اس سے بری ہے۔ مگر تم نے خدا پر الزام رکھا اسواسطے سزا کرتا ہوں اسکے بعد اُن کے مال و متاع۔ مکان و عورت اور بچّوں کو چھین کر انھیں سزا دیں کہ اُن کو چھوٹا موٹا کام کرنے کو دیں۔ یا سخت سے سخت کام لیں تا کہ دنیا کی درستگی کا کام انجام پائے۔ اگر اس پر بھی درست ہونے کی امید نہ ہو اور شرارت نہ چھوڑیں

تو حصولِ تجاربِ بوقلموں کے لئے انھیں تختۂ مشق بنائیں کہ عذاب کی موت مر نے جائیں
یہہ سزا بھی اگر ناکارہ ہو اور اُن کا وجود موجبِ خرابی ثابت ہو تو پیشتر از فورا
کھال کھینچکر مار ڈالو کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ کیونکہ ؎

تا نرنجد۔ یار۔ کے عاشق بگردد آشنا

بے بریدن۔ شاخ را۔ پیوند کردن مشکل است

اِس لئے یہہ فعل ثواب کے درجہ سے کروڑہا کرور درجہ بڑھا ہوا سمجھا جائے گا کہ آئندہ
نسل کو اُسکی صحبت و پست خیالی کے زہریلے اثر سے بچا یا گیا۔ یہہ کشت وخون ہرگز
ہرگز بے وقت و بے محل و بے موقع نہیں سمجھا جائے گا۔ کیونکہ بے موقع ہونے کی
مثال یوں ہے کہ ؎

بر سرِ ہر ذرّہ آفت۔ نوبہ نو۔ نازل شود

تازہ تبدیلاتِ ہر دم۔ توبہ نو[1]۔ نازل شود

تو کوئی ایسا[2] ارزل العمر شخص ہوگا جو آخر عمر میں بہرا۔ اندھا۔ پپلا۔ لولھا۔ لنگڑا
لوتھہ۔ نامرد۔ بانجھہ۔ یتیم وخبط۔ نہ ہوجاتا ہو تو اُس وقت اُسکو یتیم و خبطی و نامرد
کہنا کوئی خاص بابت و حیرت و حسرت۔ اہمیت و ندرت۔ دلچسپی و دلربائی۔ عظمت
و قعت۔ اور خوشگوار و مزیدار معنی ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ یہہ کہنا بالکل بے محل و بیوقت
و بے موقع معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ سب باتیں ٹھیک اپنے زمانہ پر لاحقِ حال

(۱) تہہ بہ تہہ (۲) اِس جگہہ علم تلمیح کو بڑا دخل ہے۔

ہوتی ہیں۔ ہاں اگر اٹھارہ برس کی عمر میں ہوتیں تو اگرچہ وہ کسی سبب سے ہوتی
ہوتیں مگر مکروہ المکروہ اور افسوسناک تھیں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ ؎

گر پیر نو و سالہ بمیرد۔ عجبے نیست
ایں ماتم سخت است۔ کہ گویند۔ جوان مرد

اسی طرح اگر بے وقت۔ و بے محل۔ و بے موقع کشت و خون و غارتگری ہو تو البتہ
ظلم اندر ظلم ہے۔ ورنہ ٹھیک وقت پر ہے۔ اور ہونا ہی چاہئے۔ اسواسطے عورتوں
کو بے حرمت سمجھنے والے اور اس پر کاربند ہونے والے کے ساتھ جسقدر بدسلوکیاں
کیجائیں گی۔ تو ان بدسلوکیوں سے خدا اور خداوند بے انتہا خوش ہیں۔ اور اس پر
راضی رہنے والے راضی ہیں ؎

گر ضرورت بود روا باشد

چہ جائے کہ ایسی مبارک جائز ضرورت؟ ! سبحان اللہ کیا کہنا ہے۔ تو یہہ جائز ضرورت
ہے کہ اُن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔ خدا ہیچو کناد! بس یاد باد! ؎

نظم

(۱) اصول

تا وقتیکہ آواب[۱] کسے۔ نشد نہ سعید ہرگز نرخ پیکرِ اقبال۔ بدیدہ
تا وقتیکہ سرمہ نشدہ۔ در تہہ دو سنگ ہرگز۔ نہ کسے شخص۔ بہ دو چشم کشیدہ
تا وقتیکہ شانہ نشود۔ در تہہ ارّہ ہرگز نرسد برسرِ گیسوئے خمیدہ
تا وقتیکہ سفتہ نشدہ۔ لولوئے لالا ہرگز۔ بہ گلوئے کسے دلبر نرسیدہ

تا وقتیکہ گِل۔ صورتِ کوزہ نگرفتہ | ہرگز نہ لعابِ دہن لعل چشیدہ
تا وقتیکہ۔ خامہ۔ نشدہ در تہہ کارد | ہرگز سرِ انگشت نگارے نکشیدہ
تا وقتیکہ۔ سائیدہ نشد برگ حنائے[1] | ہرگز بکفِ پائے جمیلہ نرسیدہ
تا وقتیکہ۔ افسردہ نشد۔ برگِ گلِ تر | ہرگز نہ کسے شخص از و عطر کشیدہ
تا وقتیکہ ماکول[2] نشد ہضم معدہ | ہرگز نہ بتدریج بہ اللّٰہ رسیدہ
تا وقتیکہ۔ ہادی نشدہ تنگ زخلقت | ہرگز زخدا آفتِ بیچوں نرسیدہ

تا وقتیکہ۔ آفت نہ رسد برسرِ خلقت
ہرگز نہ دَوَد جانبِ یحییٰ بہ عقیدہ

(۱۵۶) تو چونکہ عورت اکثر الاکاثر جملہ امور میں حسن و خوبی کی دل سے پیرو کار ہے اسواسطے اُسکے دین و آئین کو دینِ احسن کہتے ہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں دینِ زن کہتے ہیں جسکو براہِ عزت و عظمت و اہمیت صاف نمایاں کرنیکے لئے دینکِ زن کہا جانا شروع ہوا (یعنی مغز اور پیارا دین عورت کا) پھر دینکِ زن کا لفظ مقلوب ہوکر زن دینک ہوگیا۔ بعدہٗ معرّب ہوکر زندیق ہوگیا۔ جیسے منجنیک سے منجنیق۔ تو زندیق کے اصلی معنی خوبی پسندی کے ہوئے جو آجکل اسی طرح برے معنی میں مستعمل ہونے لگا ہے۔ جیسے صلوٰۃ کا لفظ دشنام کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ ولی کا لفظ بھولے بھالے بے وقوف کے معنی میں استعمال ہوتا ہے

(۱) یائے تنکریہ بمعنی کچھ (۲) غذا

بصیر و حافظ صاحب کا لفظ مادرزاد اندھے کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ اور ازیں قبیل بہت سے الفاظ ہیں۔ نیز اسیطرح مقلوب۔ و مبدل۔ و معرب بھی ہو تے گئے ہیں۔ جیسے ماء السریٰ۔ اسپغول و آبریز وغیرہ کا لفظ ہے۔ اس میں پہلے لفظ کی تشریح یہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ جس طرح سالیگرام یا فلاں دیوتا کے پائوں کی خاک کے تلے سے فلاں قسم کا پودہا نکلا۔ اسلئے اُس پودے کا نام ہی پائوں کے تلے سے" پڑگیا۔ رفتہ رفتہ یہ لفظ خالی "تلے سے" بولا جانے لگا۔ پھر مخفف ہوکر "تل سے" ہوگیا جو آجکل تُکسی (تازبو) بولا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان کے اصطبل کے پاس ایک درخت نکلا۔ اسکا نام ماء السریٰ رکھا گیا۔ جسکے معنی ومطلب یہ ہوے کہ " گھوڑے کے پانی یا پیشاب کے اثر سے نکلنے والا درخت" کیونکہ سنسکرت میں گھوڑے کو آسو کہتے ہیں جو مفرس ہوکر ہوکر اسپ و اسوار بنا۔ پھر سوار کے لفظ سے سر اینا۔ پس ماء السرے بگڑکر مولسری بنگیا۔ اب دوسرا لفظ اسپغول کا ہے کہ اصل میں وہ گوش اسپ تھا۔ مقلوب ہوکر اسپ گوش ہوگیا جیسے موے کاس سے کاسمو۔ یعنی سُور کا بال۔ اور خداوند ناؤ سے ناخدا پس اسپ گوش رفتہ رفتہ اسپ غوش ہوگیا۔ اسکے بعد اسپغول ہوگیا۔ چونکہ اسکی شکل گھوڑے کے کان جیسی ہے۔ اسلئے یہ نام پڑا۔ تیسرا لفظ آبریز کا ہے جو معرب ہوکر آبرق بنگیا ہے۔ جیسے منجنیک سے منجنیق یا چمپے سے زنبق یعنیہ اسی طرح زندیک کا لفظ د دینائے زن سے معرب ہوکر زندیق بنا ہے

جسکو بُرے معنی میں استعمال کرنے لگے کچھ مضائقہ نہیں ہے ؎

پایۂ عزت۔ بلندی گیرد۔ از افتادگی

از قلم۔ چوں حرف گیرد۔ بر سر جائے دہند

پس عورتوں کا دین حق۔ خالص خوبی و آیا فی ہے۔ اور خود ہی خوبی و حسنات ہیں۔ جنت و راحت ہیں۔ (۱۵۷) عورت جسقدر اپنی حجامت بڑھائے اُسے زیبا ہے بخلاف مرد کے کہ اسے بالکل نا زیبا ہے۔ اسپر جٹ اور کاکل کا بڑھانا تو اور اضافہ نازیبائی ہے۔ خدا کو ہو کہتے ہیں۔ اور مرد کو بھی ہو کہتے ہیں اسلئے مرد خدا کا ہمضمیر ضرور ہے۔ اور ان دونوں کے اسماء اور القاب کثرت سے تسلیم کئے جاتے ہیں جیسے اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور مرد القاب و خطاب کے لئے مرتا رہتا ہے۔ (۱۵۸) عورت القاب و خطاب کی لالچی نہیں بالکل بے نیاز ہے۔ (۱۵۹) عورت کو مرد ملجانا بالکل آسان ہے۔ مگر مرد کو عورت کا ملنا بڑا مشکل ہے۔ جیسے اُجلے کو کالا کر دینا اک دم آسان ہے مگر کالے کو اُجلا کرنا بالکل مشکل ہے

ہمیر ابھی قاصر رہجاتا ہے ؎

تربیت۔ نا اہل را۔ چوں گردگاں۔ بر گنبد است

(۱۶۰) عورت کی گواہی اُسکے بچے کے بارے میں کہ وہ کس کا بچہ ہے۔ ابن الغیب ہے یا ابن الحاضر ہ صرف اسی ایک عورت کی گواہی کافی ہے۔ بالکل چار گواہی کی ضرورت نہیں۔ مرد کہیں اکیلا گواہ نہیں بن سکتا۔ (۱۶۱) سب روحیں ماں کے پیٹ میں

داخل ہوتی ہیں۔ اور ماں ہی کے پیٹ میں جسم وجان والی بنتی ہیں۔ باپ کے اندر نہیں بلکہ باپ خود اسکے اندر پوت کی شکل میں جنم لیتا ہے تو اپنی جسم ممعوم (زاد بوم) کو برا کہنے والا جس گھاٹ سے پانی پیئے اسکو گندہ کرنے والا یعنی عورتونکو برا کہنے والا ضرور۔ اپنی ماں بہن۔ جورو بیٹی کو برا کہتا ہے۔ اسکا کچھ اعتبار نہیں تو چونکہ عورتوں کا کلپنا۔ خاصکر بیوہ کا رونا۔ اور اسکی بددعا کا اثر بہت جلد پڑتا ہے اسواسطے ان کی ایذا رساں ہستیوں پر پڑے گا۔ بلکہ پڑ چکا۔ اگر اب بھی لوگ سنبھلنا چاہتے ہیں تو ان سے معافی چاہکر تربیت مآب احترام کے ساتھ دائماً ابداً سلوک کرتے رہیں ورنہ خیریت نہیں کیونکہ ؎

راستی پیشہ کند۔ گر بادشاہ دین و آں
در گروہ۔ راستیاراں۔ سروری حاصل کند

تو راستی پر آؤ۔ اور غور کرو کہ تمیز و شعور۔ آداب و تہذیب۔ اعزاز و احترام۔ اخلاق و ہمدردی۔ انسانیت و شرافت۔ رحم و کرم۔ جو ہو سنجا شفقت و محبت کے مجموعہ عطر کا جوہر۔ عورتوں کے ایک مہذبانہ فعل میں اس طرح ملفوف پایا گیا جسکا جواب یا نمونہ آجتک مردوں سے نہ ہو سکا۔ اگر اس تہذیب کا نام مربیانہ و فیاضانہ۔ شاہانہ و ہادیانہ مسیحانہ و خداوندانہ۔ نورانی و ربانی۔ مسیحائی و رحمانی تہذیب نام رکھا جائے تو زیبا ہے۔ چنانچہ وہ ہمدردانہ تہذیب عطیہ یہ ہے کہ اپنے پرائے کے سفر کرتے وقت یا جدا ہوتے وقت خوشنما و خوشتراش حسن افزا گیرے یا بٹے میں۔ پیسہ۔ روپیہ

٭ پہلے کسی صفحہ میں جسم کا لفظ تذکیراً غلطی سے لکھا گیا۔

اشرفی نوٹ۔ جواہرات۔ نورتن کے طور پر بنام الملم الکائنات بازو پر تعویذ کی طرح
باندھنا جسکے مہذبانہ معنی معنوی صریحاً یہی ہیں کہ ہم تمہارے ہمسفر تو ہو نہ سکے اسلئے
اپنی جگہہ بہت بڑے ہمدرد و انیس و رفیق مبلغ الی الراحت دوست کو قوت بازو
بنا کر ساتھ کر دیتے ہیں کہ ٹھیک وقت پر دستگیر و معاون ہوگا جسکو مردوں نے اپنی
نادانی و جہالت و کم بختی و لعنت کے سبب سے لغو و بیہودہ۔ نیز کفر و شرک وغیرہ
سے نسبت دے کر اپنی خجالت و ندامت کا دفعیہ چاہا۔ حالانکہ بخدائے لایزال
اس مرصع تہذیب کا جواب کسی طرح ممکن نہیں۔ اس پر بلائیں لینا۔ اور سب انگلیوں
کا لگاتار پٹاپٹ ٹوٹنا عجیب ہمدردی و جاں نثاری کی شان ظاہر کرتی ہے
میں نے اس مبارک و متبرک و مقدس محترم لغویات وغیرہا کو جائز رکھا اور سب
اچھی بات جائز ہے۔ مخالفین کو چیخ پکار کرنے دو ؎

مہ نور می فشاند و سگ بانگ میزند کا مضمون ہے

پس تہذیب مکرمہ کی موجدہ بھی عورت ٹھہری۔ مردوں کو جہیز تک دینا نہیں آیا اور اگر
آیا بھی تو یہی آیا کہ تین لاکھ روپیہ کا نوٹ جلا کر ایک پیالی چائے پلانا آیا۔ اور بیٹی کے
جہیز پر چادر چڑھانا آیا۔ تو اسی کو کہیں گے کہ ؎

منم گرسنہ۔ گربہ را پوستین

چنانچہ اس عمل کا کچھ سود و بہبود نہیں۔ اب دونوں میں کون زیادہ تر مسرف بیہودہ و نامہذب
ٹھہرا؟ کیا اب بھی عورتوں کی عزت کرو گے یا نہیں؟ گریبان میں منہ دے کر فیصلہ

بحر و صرف بے محل یہ مثال دیدینا کافی نہ ہوگا کہ اگرچہ عورتوں کی تعریف چاند
اور تاروں کی برابر ہو مگر مرد اکیلا سراجاً منیرا یا آفتاب کی طرح ہے کہ اسکے آگے
چاند تارے کند ہیں۔ تو اس طرح کی بہت سی لایعنی مثالیں دوسرا بھی قایم کرسکتا ہے
منجملہ ان کی ایک یہ بھی ہوسکتی ہے کہ قرآبے کا قرابہ عطر بھی غلاظت کے آگے
کند اور مات ہے۔ اس سے غلاظت جو ہے سو عطر پر فوقیت نہیں لیجا سکتی۔
غلاظت کے مقابلے میں فضائل لانا چاہئے۔ عطر کو اس جگہہ سے ہٹا لینا چاہئے
اسلئے سراجاً منیرا والی مثال ایک محض ناموزوں مثال ہے۔ اس میں واقعیت نہیں ہے
کہ عملی جامہ پہنانے پر ویسا ہی نتیجہ اور اثر ہو۔ عیاں را چہ بیاں کا مضمون ہوگا
چنانچہ اس طرح سے مثال دینے کے لئے تو باپ اپنی بیٹی کے لئے اور ماں اپنے
بیٹے کے لئے مثال پیش کر سکتے ہیں کہ چونکہ اپنے باغ کا پھل کھانا کسی طرح ممنوع نہیں
ہوسکتا اسلئے ماں پر بیٹا اور باپ پر بیٹی حلال ہے کہ بایکدگر باغ کے پھل ہیں۔
برخوردار ہیں۔ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا جب تک دنیا میں صرف ماں بیٹا۔ یا باپ بیٹی
ہی نہ رہجائیں تو دنیا آباد کرنے کے لئے ممکن ہے کہ حلال ہوجائیں اور طبیعت گوارا کرلے
ورنہ مثال بالائی بالکل لغو و بیہودہ ہے۔ اسلئے عورت جو ہے سو ماشاء اللہ
عورت ہی ہے شکست وہ مثال نہیں دیگئی ہے۔ کیونکہ ؎

شیر قالیں اور ہے۔ شیر نیستاں اور ہے

(۶۵)
ہوت کا باپ۔ آن ہوت کی ماں مشہور ہے۔ یہاں بھی عورت ہی بیلا لے گئی

اتنے صفات پر بھی تمھاری زری سی چمکار پر جان دینے کو تیار ہے گو

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبرند

دلبراں بر عاشقاں از عاشقاں عاشق ترند

کا مضمون پیش آتا ہے۔ اب یہہ سب دلائل شکر جل بھنکر خاک سیاہ نہ ہو جانا۔

جیساکہ یحییٰ کے نام سے جلن ہے کیونکہ وہ اسم اعظم ہے۔ دشمن سوز ہو۔ تو یاد باشد

نظم

اسم اعظم بر ہمہ اسماء بباشد حکمراں — ابتراض و حجت و شک مگزار و خود کن امتحاں

نام یحییٰ آتش دوزخ بشد۔ بہر حسود — سوختہ سرتا بپا۔ چوں نام آید بر زباں

امتحاناً۔ نام گیر و صورت نشاں را ببیں — خیر خواہش شادماں۔ ناخیر خواہش نیمجاں

خانۂ مخلص منور۔ خانۂ دشمن بسوخت — الاماں و الاماں الاماں والاماں!!

در حق مخلص چو نور و در حق دشمن چو نار — گر نباشد ایں چنیں تا کسے بگرزد انجیاں

فیض و برکت فیض و نعمت بہر مخلص جاری است — بہر دشمن صد خرابی۔ چار سو بربادیاں

خود ببیں تاثیر او را حاجت تشریح نیست — زیں سبب ضرب المثل گویم عیاں را چہ بیاں؟

اسم اعظم گشت یحییٰ۔ در ہمہ اسماء خلق

منفیش تاثیر بخشا۔ از مکاں تا لامکاں

مناقب الرجال

مگر عورتو! یاد یاد!!

کہ مردوں کی بھی بڑی تعریف و عزت ہے۔ بڑا مرتبہ ہے لہذا ؎

عیبہا یش را بگفتی ہنرش نیز بگو

کے معنی کو ملحوظ خاطر رکھ کر تم سے کہا جاتا ہے کہ تم نے سنا ہوگا کہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ صاحب کو کبھی نہ کبھی انسانی جامے میں چھپ کر من و تو کے عالم کی سیر اور انگشت لگا کر ہوا کھانا مقصود تھا کہ ؎

آستیں بر رخ کشیدہ ہمچو مکار آمدی

کا مصداق ہوا۔ اس لئے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کریں کہ اس شرک سے خدا صاحب کا نور عبور کرنے والا ہے۔ ممکن ہے کہ زن و مرد کو ملا کر سجدہ کرنے کو کہا ہو کیونکہ انما المومنون اخوانا کے معنی میں عورت بھی شریک ہے۔ لہذا میں اس افسانہ وار تلمیحی دلیل کو نظر انداز کر دیتا ہوں۔ مگر یہ تو کھلی بات ہے کہ پادشاہی ہمیشہ تین چار طریقوں سے قایم ہوتی رہی ہے۔ ایک تو پنچایت اور تجارت سے ترقی پاکر۔ دوسرے ڈکیتی سے ترقی پاکر تیسرے استادی سے ترقی پاکر۔ تو تم

---

(۱) مردوں کی تعریف۔

عورتوں نے ان تین چار طریقوں میں سے ایک طریقہ بھی حاصل نہیں کیا۔ تینوں
چاروں طریقے تمہارے لیے سخت مشکل و اہم ثابت ہوئے۔ ان میں سے
جو متوسط الذکر طریقہ ہے اسکے بارے میں پہلے ہی بیان کیا جا چکا ہے کہ ڈکیتی
کی صفت مردوں کی غیر مشترک صفت ہے تو یہ پنچایت کے ذریعہ سے بھی پادشاہ
بنتے ہیں اور ڈکیتی کے ذریعہ سے بھی۔ چنانچہ عرب کے لغوی معنی گنوار۔ اور ڈاکو
کے بھی ہیں۔ لغت دیکھ لو۔ کاسک کا لفظ قزاق سے بنا ہے۔ انہیں سے
روسی شاہی قایم ہوئی۔ اور پادشاہ کا مرتبہ بیشک بہت بڑا ہے۔ ضرور بالضرور
واجب الاحترام ہے۔ خاصکر پادشاہِ عادل کا مرتبہ۔ اگرچہ تم عورتیں کرسکتی ہو کہ
بدمعاش۔ ڈاکو۔ پادشاہ۔ یا کسے بانٹ۔ یہ جسمانی حکومت کر سکتے ہیں جس سے
کبھی نہ کبھی غدر کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ روحانی۔ پادرانہ حکومت نہیں کر سکتے
جو اصلی ہے کہ کبھی غدر نہ ہو سو وہ تمہاری ذات ہے کہ ڈاکو اور پادشاہ سب کے
دلوں پر حکومت کر سکتی ہو۔ اور تم سے ہی ہیں کہ بدل سکتی ہو ۔

ہمہ آہوانِ صحرا سرِ خود نہادہ بر کف

بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

تو میں پہلی دونوں دلیلیں واپس لے لیتا ہوں اور کالعدم سمجھتا ہوں۔ کہ بے شک
سچ ہے۔ اب رہی استادی کی بات تو تم مرد و عورت دونوں ہستیاں گواہی
دے سکتی ہو کہ بالعموم ابھی تک کسی مردانی صورت کی امت تبتی چلی آ رہی ہو

کسی عورت کی امت یا شاگرد نہیں (یعنی گرو شتاد جمع رہنما الیتیاں) اگرچہ بنگال
کی کالی دیوی اور لونا چماری نے اس دعوے میں کچھ بٹا لگایا ہے۔ تاہم بڑے
پیمانے پہ یہ شرف و اعزاز مرد ہی کو حاصل ہے۔ اسوقت بھی تمام عورتوں کی
مکتوبہ و مجہولہ صفات و ثنائی کو ایک مردانی صورت ہی نے ظاہر کیا۔ وہ مردانی
صورت ما جناب اعلیحضرت یا دیپ آپ ہی ذوالنون والقلم ہیں۔ اب تیسری
بات جو درحقیقت تیسری نمبر پر ... ہوگی وہ مرد کی بابت یہ ہے کہ اگر سارے
مرد پردہ نشیں ہو جائیں تو تمام کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا مگر خونریزی تمام
سے موقوف ہو جائے گی۔ قاعدے کی رو سے مرد ہی عورت کو گھر لے جائیگا (۱۴۴)
خوار ہے۔ عورت نہیں۔ مرد جو ہے سو دو چار عورت کر لے سکتا ہے (۱۴۳) اگرچہ
یہ بات اچھی نہیں ہے مگر عورت دو چار شوہر نہیں کر سکتی لیکن پانڈوں کے وقت
میں ویسا ہوا ہے اور کنچنیاں (رنڈیاں) تو اوپری بات کی مصداق ہیں۔ (۱۵) اگر مرد
نہیں تو عورتوں کی مانگ اور کوکھ۔ تاج و تخت۔ سہاگ اور بھگوان سب خاک
میں مل جائیں گے۔ عورتیں بے مہر کی شوخ ہو جائیں گی۔ نہ ان کا کوئی عاشق زار
و نگہبان رہے گا۔ نہ کوئی قدردان و مہربان۔ نہ کوئی ان کے لئے سینے پر برچھی
کھا کر لہو کا پرنالہ بہانے والا۔ نہ ان کے ناز نخرے۔ غمزے۔ عشوے۔
زینت دنیا پیش کا جال تار ملے گا کہ ان کو کوئی یہ کہہ سکے کہ ؎

بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم ۔۔۔ پس ازآنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

عورتیں اگرچہ چولہے کے پاس بیٹھتی ہیں تو مرد بیچارہ انجن جو جہنم کا طبقہ ہے اسکے سامنے عرق آلودہ کھڑا رہتا ہے۔ کوہ کنی۔ کان کنی و جاں کنی و جفاکشی میں مبتلا رہتا ہے۔ یہہ سب محنت کی خراج گیر مخدومہ عورت ہے۔ بایں وجہہ اگر سجدۂ شکر زیبا ہے تو صرف قدرداں ہی کے لئے زیبا ہے کہ راستی کی پامالی بھی جو ہوتی ہو تو اُسکی آبادی ہی کے لئے ہوتی ہو۔ تم دونوں ایک دوسرے کو سجدہ کرو جیساکہ بقولِ عوام الناس تمکو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ محکوم ہوئے یعنی تمام قوائے خلقیہ نے جو مختلف شکلوں میں ہیں اور تمہارے زیر تسخیر ہیں۔ پس جو بات ملکہ تم عورتوں میں ہے وہ مردوں میں نہیں۔ جو بات مردوں میں ہے وہ تم عورتوں میں نہیں۔ جو بات خالق میں ہے وہ مخلوق میں نہیں۔ جو بات مخلوق میں ہے وہ خالق میں نہیں۔ گویا کہ جو بات پانی میں ہے وہ روشنائی میں نہیں۔ جو بات روشنائی میں ہے وہ پانی میں نہیں۔ اگرچہ پانی کے اجزا روشنائی میں موجود و محلول ہیں اسلئے تبادلۂ جنسین و مبادلۂ عناصر و مآثر سے بایکدگر تکمیل کمال کرنا چاہیے۔ کہ دونوں کے اتحادِ توحید سے تنقیصِ افتراق[1] و تشتت تکمیلِ اجتماع و اشتراکِ معہویت[2] و ہیئت[3] علی التساوی[4] لحظ الجانبین ہو۔ کیونکہ ؎

آہ۔ مرد است۔ و عورت است الا آہ

پس بگو۔ لا الٰہ ـ الا اللّٰہ

---

(۱) دوئی (۲) مردانگی۔ (۳) زنانگی۔ (۴) برابر دو طرفہ لطف و ذوق کی طرح

سہہ ھو وہا - لِنگ اور بھگ کے معنی ہیں - مگر اے میرے اللہ! اور اے میرے خاص پیارے اللہ! تو ہی عین اللہ ہے - تو سب سے اعلےٰ و بالا ہے - تو ہی خود کو جانتا ہے اور کوئی نہیں - جس نے تجھکو جانا - بس تو ہی ہو گیا - اب میں نہیں جانتا کہ میں کیا ہو گیا ؟ اسکو بھی تو ہی جان ! تو ہی جانِ جاناں ہے - اب اپنے جاننے اور نہیں جاننے کا بار کون اٹھائے ؟ یہہ تجھی کو زیبا ہے - کس لئے کہ میں مارے نزاکت اور لطافت کے ہُوِیّتْ وہَیّتْ - انتیّتْ و انانیّتْ سب سے پاک ہو گیا - کہ ؎

چشم بہ تو افتاد - وجودم - ہمہ خاک شد
ہر چیز کہ - در کانِ نمک رفت - نمک شد

کا مضمون ہو گیا ہے - اسلئے بمصداق ندا ہوں کہ ؎

نظم

چوں خیالم - می رود - بالائے عالم سوئے تو
از درونم - خود بخود - می آید - اکثر بوئے تو

از سیاہی عدم - تابید - ناگہہ روئے تو
روح شد بے ہوش - اندر جسم - از جادوئے تو

نالہ از تہہ خانۂ قعرِ عدم برخاستہ
جملہ عالم تار شد - از پرتوِ گیسوئے تو

جانِ من[1] جانِ شما - دارم تمنائے دلی
ہر چہ بادا باد - باشم - زود ہم پہلوئے تو

---

(۱) تمہاری جان کی قسم اور اپنی قسم -

از خودیم تا توئی۔ خطِ انانیت کشید این انانیت بگشتہ قوتِ بازوئے تو

اے سراسر حسن۔ وے زیبائشِ حسن و جمال جنگِ عالمگیر شد۔ از جنبشِ ابروئے تو

اے توئی حسن مرکب۔ اے توئی حسنِ بسیط از مکاں تا لامکاں۔ گردیدہ خابقِ کوئے تو

نیستی و ہستی و تکرار ہر دو بازی است این ہمہ بازیچۂ طفلاں شد از خوئے تو

شد مسلط بر ہمہ یحییٰ۔ امام العالمیں؛
جملہ در قابوئے او۔ آں ذات۔ خود قابوئے تو

پس اے لوگو۔ آپس میں بایکدگر سانپ نہ بنو کہ کھیلتے کھیلتے ڈسا اور الٹ گئے۔ برابر توازن رہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ عمر نہ ہوتا تو بکر کی کچھ نہ چلتی۔ تو پھر صرف عمر ہی کو ہونا چاہئے تھا بکر کی حاجت نہ تھی۔ اسی طرح عورت و مرد سلسلۂ راز ہستی سے بایکدگر جدا نہیں ہو سکتے ؂

رشتہ۔ در آغوشِ گوہر نیست۔ از گوہر جدا

چنانچہ بوڑھاپے میں عورت و مرد بچوں کی طرح یکساں ہو جاتے ہیں۔ نور کی غیبت کا نام ظلمات ہے۔ اور ظلمات کی غیبت کا نام نور۔ تمام عالم کی پیدا وار ظلمات و نور کی جفت سے ہے۔ لیل و نہار گواہ ہیں۔ غذا و اثر بایکدگر جن و انس ہیں یعنی ہیٹر اور انرجی ہیں۔ اگر مادۂ غذا نہ ہو تو حرارت و تاثیر حیات کا وجود بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تم دونوں کی گیت اور غزل میں برابر ایک دوسرے کی رٹ موجود ہے۔ اِس واسطے

---

(۱) جہاں ٹیلیفون میں ہے ہیں کا لفظ بولا گیا وہیں اس تلفظ کا خط بولنے والے اور سننے والے تک کھنچ گیا۔ اور یہاں سے وہاں تک ایسا ہی انانیت کا خط ہو گیا۔

تم مرد و عورت دونوں بالیکدگر نِعْمَ النِّصْفَیْنِ ہو یعنی دو مقدس نصف کہ ان دونوں آدھوں کے ملنے سے حقیقی ایک بننے کی تکمیل ہوتی ہے۔ لہٰذا تم آپس میں عاشق و معشوق ہو۔ ہو و تا ہو۔ خادم و مخدوم ہو۔ آکل و ماکول ہو۔ مٹیر۔ اور انرجی ہو جن و انس ہو۔ نور و ظلمات ہو۔ امرو استر (استری) ہو۔ ابتداء انتہا ہو۔ ازل و ابد ہو۔ گویا ہر طرح سے لازم و ملزوم ہو۔ ورنہ بہایم سے شادی ہوتی۔ والدین کا لفظ نہیں بولا جاتا مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے۔ تمہیں آپس میں جفت بن رہے ہو۔ والدین بن رہے ہو۔ پس تم سِکَّۃُ اللّٰہ ہو۔ سکہ ہمیشہ برابر ہونا چاہیے۔ چھوٹا بڑا ہو تو بیع و شرٰی میں فساد برپا ہو۔ نظام درہم برہم ہو۔ ازیں جہت ہمیشہ کے لئے آپس میں برابر رہو۔ ایک دوسرے کی بندگی بجا لاؤ کہ مجازی محبت کی تکمیل کے بعد حقیقی پیدا ہو۔ ؎

جب گرے۔ خاک میں دانہ۔ تو شگوفہ نکلے

پس بندگی محبت کے لئے پیدا ہوئے ہو۔ کسی کو کسی پر شرف حاصل نہیں اور اگر ایسا خیال ہو تو اسکے ساتھ یہ بھی خیال کر لینا چاہیئے کہ ؎

دوستی۔ با ناتواناں۔ مایۂ روشن دلی است

موم چوں با رشتہ سازد۔ شمع محفل میشود

پس عورت باطن ہے۔ مرد ظاہر ہے۔ دنیا اول ہے۔ دین آخر ہے۔ خدا باطنیت و ظاہریت۔ اوّلیت و آخریت سے پاک ہے۔ بالکل مستغنی ہے۔ ہم راز ہیں۔

اپنے لو دیکھو ٥

وقعت از جلوہ عیسی - افق تابندہ شد ٭

قم باذنی گفت - یحیی - روح عالم زندہ شد

حالا بعد از حمد آں ہستی کہ وحدہ لاشریک لہ باز آمدم بر سر مطلب کہ چونکہ سب چیزوں کی قیمت زر ہے - اور زر کی قیمت نور ہے - اور نور کی قیمت نور علی النور ہے

(اعادت مضمون اصلی)

[illegible] لئے ہیں نے پبلک پر بیس[20] تدرالے فرض کردئے ہیں - جو دھرم لگان کے تحت میں بیان ہوئے کہ دو ٹپ لو - پھر پبلک کو بھی ضرورت کے وقت خدیو گیہاں سے مدد لینے کی رائے وی ہے کہ یہہ اُسکی طرف سے وہب وعطا ہے - کیونکہ سردار کے لئے وہب وعطا کا ہونا بہت ضروری ہے - اسواسطے اُسکی ملکی تنخواہ کے علاوہ سالانہ وہب وعطا کے لئے ایک معقول رقم حسب دورِ زمانہ وقف ہونا چاہئے - اگرچہ عناپچیل جائے مگر نظاماً لوگوں کی کچھہ آس تہرگا بندہی رہے - لیکن جاگیر ومنصب کا رسم نہیں رہے گا - شاید کسی موقع پہ ضرورت ہی آن پڑے تو تا حین حیات مقرر ہو سکتا ہے - پشت در پشت نہیں - نسل کن ہو جاتی ہے - چنانچہ خاقان المعظم یا بارگاہِ معلی کے سرور الخمیس پر بھی یہہ فرض ہے - لیکن اگر سال بھر میں اُس کے خرچ کی نوبت نہ پہونچے تو وہ اس رقم کو الگ کر کے دوسرے خزانے میں جمع کر سکتا ہے

اور قابل برداشت شے اپنی شان کے لحاظ سے اپنے مصرف میں بھی لا سکتا ہے
مگر اسی وقت تک جب تک وہ خاقانی کے عہدے پر ہے۔ کیونکہ اسکے بعد دوسرے
کا حق ہے۔ پھر پبلک وہب و عطا کی نعمت و برکت سے بے سود محروم رہے
اسواسطے اسکو نذر دینا چاہیئے۔ جسنے نہیں دیا ہے اس نے کبھی نہیں پایا ہے
فطرت کے خلاف ہے کیونکہ ؎

صراحی۔ چوں شود خالی۔ جدا پیمانہ۔ می گردد
بوقت تنگ دستی۔ آشنا۔ بیگانہ می گردد

لیکن خاقان المعظم کو نہیں دیا جاسکتا۔ مختصر تحائف پیش کرنا دوسری بات ہے
وہ بھی اسوقت کہ جب کوئی معاملہ اسکے یہاں پیش نہ ہو۔ کیونکہ یادوستی تحفے اور نذر
میں فرق یہہ رہے گا کہ نذر تحفے کے ساتھ دست بستہ ہوکر دایاں ہاتھ اوپر اور
بایاں ہاتھ نیچے کرکے باادب سامنے رکھدینا ہوگا۔ اور جھک کے سلام کرنا ہوگا
اور سینے پر ہاتھ رکھنا ہوگا۔ اور عورتیں دور سے بلائیں لیں یا چپکلا سلام کریں
یعنی انگلیوں پر پٹ سے پیشانی رکھ کر اٹھالیں۔ چاہے خدیو کے سامنے ہو۔ یا
خدیجہ کے۔ تاکہ دل سے دعا نکلے۔ خون کا ہر ایک قطرہ اور ہوا کا ہر ایک نفس دعا
دے کہ اسکی بہتری ہو۔ چاہے بدیر ہو یا بزود۔ کیونکہ نذر و انکسار والا ہمیشہ کامیاب
رہتا ہے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ سچی دعا تو ایسی ہی حالت میں نکلے گی۔ ایذا رسانی
سے تو ہرگز نہیں نکلے گی۔ بلکہ بددعا نکلے گی۔ اگرچہ منہ سے نہ کہے۔ سچی دعا کے لئے

منہ سے نکلنے کی ضرورت نہیں۔ اُس کا خوش ہو جانا ہی دعا ہے اور ناخوش ہو جانا بد دعا۔ جانور اور گونگے منہ سے تو کچھ کہتے نہیں۔ دل ہی میں کہتے ہیں دل ہی میں گنتے ہیں۔ پس بد دعا میں نہ پڑو۔ خوش رکھو گے تو خوش رہو گے۔ اگر ناخوش رکھو گے تو ناخوش رہو گے۔ اس سے بھی تمہارا ہی بھلا ہوا۔ باغِ فدک جیسا معاملہ نہ ہو۔ اسی لئے اسقدر تشریح و آداب آموزی کی ضرورت پڑی ورنہ ضرورت نہ تھی۔ اور یہہ کچھ مالیخولیا نہیں۔ خالی خیالی پلاؤ نہیں ہو سکے رہیگا۔

علم الانامی

حالا اینکہ ملک میں یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ ظاہراً اور سیرتاً جرائم پیشہ۔ ناممکن الاصلاح افراد سے ہور ہے ہیں کسقدر ہیں؟ (۹۶) ان کی لیلیٰ و نہاری حاضری لی جاتی ہے یا نہیں زیرِ نگرانی رہتے ہیں یا نہیں۔ جیسے کچر ہٹئے۔ خانہ بدوش۔ نٹ۔ بدو۔ کُرُوے بھیل۔ کول۔ جنگلی۔ وغیرہ ہیں۔ باقی یہ دیکھنا ہے کہ ملک میں کس قدر جاہل و ناخواندہ تنزل زدہ۔ بہائم سیرت۔ بھکاری۔ بھیک منگے۔ کسبن۔ رنڈی۔ بھڑوے۔ بیمار پاگل۔ سڑی۔ مراقی۔ صاحبِ مالیخولیا۔ صاحبِ الفتق۔ صاحبِ آبِ نزول۔ سوزاکی آتشکی۔ لنگڑے۔ لولے۔ توتلے۔ اندھے۔ بہرے۔ کانے کترے۔ پیلے کھنگھلے۔ گنجے۔ صاحبِ داء الفیل یعنی فیل پایہ والے۔ کوڑھی الائے۔ مبروص۔ دانتولے۔ پوپلے ننگے۔ سکلے کبڑے۔ اصحاب الصُفّہ یعنی اپاہج اوجھو۔ افیونی۔ مدکی۔ چنڈو باز۔

کنجیڑی - چرسی - شرابی بے اصول - متوالے - ناٹے - گڈے - ہیجڑے - مہوگے زنخے[1] - بانجھ - نامرد مغلم - لوطی - ابناء - دورخے - سہ رخے - مجلوق - سعتر باز و مساحقات[2] - کریہہ منظر - خوش منظر - چور چکار - چائین چنڈال - مفلس کنگال - فاقہ مست آوارہ گرد - عرب و قزاق یعنی ڈاکو لٹیرے - ٹھگ چال باز جعل ساز گمراہ و بدراہ - بٹیر باز - مرغباز - چرندہ باز - پرندہ باز - درندہ باز - گزندہ باز - مداری یا سرکس والوں کے سوا دوسرے کون کون ہیں - جن پر تضیعِ اوقاتی - اسراف و عیال آزاری کا الزام لگ سکتا ہے - نیز عیب دار و بے عیب - ناقص الخلقت کس کس قسم کا مرض رکھنے والے وغیرہ وغیرہ ہیں (اور پنشن کے لایق اس علاقہ میں کس قدر ہیں جن کا حق تحتِ محکمۂ اوقاف ہونا چاہیئے) جو لوگ فقیر - گوشہ نشیں خود کو کہتے ہیں اُن سے مصرحۂ ذیل سوال کرو -

سوال

فقیر ہونے کا اور بیہودہ صورت بنانے کا سبب کیا واقعہ ہوا ہے - بتلاؤ تم نے اسوقت تک جسمانی و روحانی - فیضانی - امکانی - دماغی و عقلی - صفاتی و قلبی - فردی و جمعی - عنصری و اثری - کیا کمال حاصل کیا ہے - اگر نہیں حاصل کیا ہے تو افسوس ہے کہ

تو برائے خود چہ کردی - کہ بدیگراں لیساری

بخدا کہ واجب آمد - ز تو - احتراز کردن

(۱) مولی گاجر یا ربر کی مصنوعی معروف شئے کام میں لانے والیاں (۲) دو عورتوں میں ناجائز دوستی کے استعمال کا مفہوم - اس لئے بیوہ رہنا گناہ ہے - یا مدت تک کنوارا رہنا -

اِس لئے سب کا حساب دو۔ نہیں تو تم نے کیوں جفتِ دین بنام دنیا کو بطریقہ بد
برے طور پر استعمال کر کے اُسے بے عزت کیا۔ اُسکی ہتکِ عزتی کی۔ [illegible]
عرفی کا ارتکاب کیا۔ اپنے زبانِ حال و مقال سے خدا کو بد افعال و بد کردار
ظاہر کیا۔ اُسکے عناصر و مآثر کو کیوں مفت استعمال کیا؟ نعمتِ حیات۔ وحاصلِ
حیات کو کیوں بے قدر کیا؟ اپنے بیہودہ و بے سود حرکات سے کیوں دوسروں
کو ترغیبِ ناجائز دے کر گمراہ کیا۔ کیونکہ اِس سے گوش زدہ اثر سے وارد کا مضمون
پیش آیا۔ اِس کارگاہِ عالم کے کاروبار سے کیوں اُسے بے محل روکا؟ عناصر
و مآثر جن و انس یعنی ظاہر و باطن سب کام دھندے میں لگے ہوئے ہیں جیسے
خدا۔ کیونکہ اللہ نے تو اتنا کام کیا کہ اس کارگاہ مجسم کو عالم کی شکل میں بنایا۔
تم نے بجائے خدا کے ہم خدمت ہونے کے اُسکے ان گمراہوں نے اُس
بنانے کے فعل کو لغویات سے قرار دیا۔ جسکے لئے کچھ بیّن ثبوت واجب التسلیم
اور واجب العمل اور نتیج الخیر پیش نہیں کر سکتے۔ دوسروں کا مال چپ چاپ کھاتے
رہے۔ یہہ ریاکاری کہ ؎

سبحہ در کف۔ توبہ بر لب۔ دل پُر از شوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید۔ بر استغفارِ تو

لہٰذا اُسکے لئے کیا اپنی براءت و بریت پیش کرتا ہے کیفیت دے۔ اور اُسکے
پیروکار بھی کیفیت پیش کریں کہ ؎

بہ تعریف و توصیف۔ مکر و فریب

مریداں پرانند و پیراں پرند

کے مفہوم پر عمل ور آمد ہوتا رہا۔ اس واسطے۔ اس مردم شماری کی دوسری ترتیب میں اگر وہ زندہ رہا تو۔ گھسیٹ گرد بنیادی کام میں لگایا جائے گا۔ یہی دین ہے اسی کو یوم التناد کہیں گے۔ کہ آرام دہ قدرتی اصولوں پر زندگانی اچھی بسر ہوا کرے۔ چاہے وہ زندگانی کسی عالم میں ہو۔ اور آگے ترقی کرے۔ کیونکہ چاہے چاول جب تک وہاں کی صورت میں رہے گا۔ پیدا وہاں ہی ہوتا رہے گا۔ چاہے کتنے ہی خوشوں میں ہو۔ اسلئے اسکو بھوسی کے غلاف سے نسبت چھوڑ کر باہر ہونا چاہئے کہ چاول ہو۔ پھر پلاؤ۔ پھر خون و اولاد و عقل رسا بعدہٗ عقلِ کل۔ (۹۷) اب آگے یہ دیکھو کہ لوگ کس کس بات میں استاد ہیں اور کیا کیا کمال رکھتے ہیں۔ اگرچہ عیوب ہوں۔ (۹۸) کیسے کیسے رنگ و روغن کے لوگ ہیں ان کے چال چلن کیسے ہیں۔ کبھی قید تو نہیں ہوئے ہیں۔ اگر ہوئے ہیں تو کس جرم میں؟ کیا چارج رکھا گیا تھا۔ یعنی کیا فردِ جرم قایم ہوا تھا۔ کبھی کسی بات میں ملزم تو قرار نہیں دئے گئے ہیں۔ اگر الزام جھوٹا تھا تو کس نے الزام لگایا تھا اور کیوں لگایا تھا؟ وہ زندہ ہے یا مر گیا؟ یا ضعیف ہو کر نیک ہو گیا؟ (۹۹) کس کس عمر میں لوگ کس کس قسم کا نشہ استعمال کرتے ہیں اس سے کیا ان کو فائدہ یا نقصان ہوا ہے۔ اسکے بارے میں کیا گواہی دیتے ہیں؟ نشہ نے ان کے طبائع و قیافے پر کیا اثر ڈالا ہے۔ عام لوگ

اُنکے اِس قسم کے طبائع سے کیا اثر پذیر ہوتے ہیں؟ اِن سب کے نام اور پتا اور نشان صاف صاف رہے۔ واضح باد اکہ جیسا خیال ہوگا ویسا ہی مقال ہوگا۔ پھر ویسے ہی اعمال و احوال بھی ہونگے۔ مگر خودگری و خودکشتی کا سب کو اختیار دیا گیا ہے ہر ایک مشکوک[100] کے بارے میں اُسکے جوار و دیار کا خیال۔ ٹولے محلے کا خیال پاس علاقے کے لوگوں کا خیال۔ اور اُسکے گھر کا خیال اور خود اُس کا خیال اُس کی ذات کے لئے کیا ہے؟ پھر خود تمہارا خیال اُسکے بارے میں کیا ہے؟ سب صحیح ہو۔ مطلق جھوٹھ نہ ہو۔ قلم بند کرو۔ جاسوسی میں پورا کمال ہو۔ جہاں پر جس قسم کی صفت استعمال کرنے کی ضرورت ہو برابر استعمال کرے۔ ورنہ جھوٹھے الزام دہی پر وہی سزا ہوگی۔ جو اُسکے لئے ہونے والی ہوگی۔ ہر شخص کی اصلی[101] خواہش کیا ہے؟ تمنا کیا ہے۔ اُسکو کس چیز کی حاجت ہے۔ خود کو کس کام کے لایق پاتا ہے؟ کچھ ورزش بھی کرتا ہے کہ نہیں؟ یا اُسکا پیشہ ہی ایسا ہے جو ورزش کا کام دیتا ہے۔ اُسکا مذہب[102] کیا ہے؟ اُس میں[103] کون کون عنصر ہے؟ کسقدر اُس میں آکسیجن۔ ہائڈروجن ہے۔ یعنی سبزینہ۔ شوریہ۔ حمضینہ۔ فحمینہ وغیرہا وغیرہا ہیں؟ آکسیجن اور ہائڈروجن کے ملنے کا نام پانی ہے۔ جدا ہوتے ہی مائیت کا مفہوم فنا ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح بشریت اور سِرِّ الوہیت کی ترکیب کا نام اوتاریت یا مسیحائیت ہے۔ ترکِ ترکیب کے بعد ہمال کم بود) اُسکے ہتھیلی کے نشانات اور ناخن اور اُس پر کے نشانات کیسے ہیں؟ سب کا چھاپہ لو۔ زائچہ کھینچو کر

ہاتھ پاؤں سب اُسکے بارے میں گواہی دیں۔ ہر ایک کے ہاتھ پاؤں کے
نشانات جدا ہیں۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ کی پوری تحقیقات منظور ہے۔ اُسکا
نبض کیسا چلتا ہے؟ (۱۰۵) اسکا مزاج کیسا ہے؟ ٹمپریچر کیا ہے؟ عمر کیا ہے؟ (۱۰۶) اُس کا
قیافہ کیسا ہے؟ اُسکا قیافہ کس چیز سے مشابہت رکھتا ہے؟ (۱۰۷) (علم قیافہ کو ترقی دو
غصہ۔ شہوت۔ شجاعت۔ وعقیدت۔ محبت سچائی۔ دل میں کچھ زبان پر کچھ
ہونے وقت چشم وچہرے بالعموم کیسے ہو جایا کرتے ہیں؟ تو ٹٹولو اور سمجھاؤ کہ
خموشی و دیر گوئی۔ نرم گوئی۔ اتباع و خوشامد۔ دغا اور وفا دونوں کام کے لئے
مستعمل ہو سکتے ہیں۔ دونوں کی تفریق بتلاؤ کہ وفا میں خلوص ہوتا ہے دغا میں
نہیں وغیرہ وغیرہ) اُسکا قد و قامت کیا ہے۔؟ فوج اور پولیس کے لائق ہے
یا نہیں؟ اُسکا وزن کسقدر ہے؟ چاہے عورت ہو یا مرد۔ بچہ ہو یا جوان کسے
باشد۔ (۱۰۸) اُسکی تندرستی کیسی ہے؟ کچھ خوشگو بھی ہے کہ نہیں؟ اگر خوشگو ہے
تو اُسکو کوئی گیت۔ کھماج۔ کہروا۔ پیلو۔ ٹھپکا۔ دوہا۔ برہا۔ دادرا۔ غزل خوان
کوئی چیز جسکے بارے میں لوگ گواہی دیں۔ اور وہ خود بھی اُس پر اعتماد رکھتا ہو
کہ فلاں راگنی وغیرہ کو وہ نہایت خوشگوئی سے ادا کر سکتا ہے۔ تو اچھا معلوم
ہونے کی صورت میں اور زبان میں اُس کا داخلہ قبول کر لینے پر ونیز سخت موثر
ہونے پر اُسکو گوا کر صاف گو گرامیفون کے ریکارڈ میں بھر دو۔ کہ دل خوشکن ہو
اُس آواز کی مناسبت سے صفات دوسرے میں تحریک و ترقی ہو۔ مریض اچھا ہو

اور آواز شناس لوگ اُس آواز سے اُسکے خصائل اور خطرت کے بارے میں حکم لگائیں۔ اُسکے خواب وخیال اکثر کیسے ہوتے ہیں؟ اُسکے صفات کیسے ہیں کون کون صفت کیسی رکھتا ہے؟ کیا کیا علم و فن جانتا ہے؟ جو بے قدری کی وجہ سے کس میرسی میں پڑے ہیں۔ کیا اُسکے معلومات و تجربے ہیں۔ کسقدر عقل و حمق رکھتا ہے؟ سب کا وزن ہو یہہ آلہ ابھی ایجاد ہوگا اسکا نام ولدیت اور سکنیت کے ساتھ لکھو اور اُسکی قومیت بھی۔ پھر یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ اُسکو کچھ کہانی۔ لطیفے (اگرچہ فحش ہوں سبحان اللہ کوئی کام آئیں گے) نسخے۔ چیستاں۔ پہیلی۔ بُجھوّل۔ مثال۔ ضرب الامثال بھی یاد ہیں کہ نہیں؟ کچھ لکھ کر رکھا بھی ہے کہ نہیں؟ اگر لکھا ہے تو اپنا پتا و نشان صاف صاف لکھ کر اور اُس کتاب یا دفتیں پر چسپاں کر کے اصحاب مردم شماری کے حوالہ کردے۔ وہ برباد نہیں کیئے جائیں گے۔ قدر کی جائے گی۔

جُثالہ وجُثامہ

جنکے پاس جسقدر تحریرات ہوں اُن پر اپنا پتا لکھ کر حوالہ کرے۔ اگر کوئی خانگی خط ہے جسکو وہ واقعی نہیں دے سکتا ہو اور نہ اسکو اُسکے رکھنے کی ضرورت ہو تو ایسے کاغذوں کو پارہ پارہ کر کے بالکل نکما بنا کے حوالہ کرے کہ وہ سب ردی پُرزے کام میں لائے جائیں گے۔ اِسی طرح پُرانے لتّے۔ گودڑ۔ چیتھڑے

روئی۔ چینی کے ٹکڑے۔ لوہے کے ٹکڑے۔ ہڈی۔ سینگ۔ کھور۔ شیشے۔ کانچ
ٹھیکرے۔ کھپرے۔ بال۔ ناخن۔ کھاد۔ خبالۂ وخبا۔ یعنی کونڈے کرکٹ۔ اخر بخر
جھول جھال۔ گھاس پات وغیرہ وغیرہ سرکاری مقرر کردہ جگہوں میں پہنچوا دیجائیں۔
یا خود لوگ اپنے طور پر فراہم کر کے۔ یا فراہم کرا کے نزدیک والے تھانے کے
توسل سے تھانے یا مینوسپلٹی میں پہونچوا دیں کہ سرکار میں پہنچتی ہو۔ یہہ سب کام میں
لائے جائیں گے۔ حجام لوگ بال اور ناخن ضائع نہ کریں اور جو کچھ لوگوں کے پاس
عجائبات سے چیزیں ہوں وہ عجائب خانے میں بھیجدیں قیمت لیں تا کہ سب لوگ
اُس سے فائدہ اُٹھائیں کہ کیا کیا چیزیں کس کس زمانے میں تھیں اور بتدریج کس
کس طرح ترقی ہوئی۔ کیونکہ سب چیز اسی طرح ہوئی ہے۔ چاہے دین ہو یا آئین ہو
اور لوگ جو کچھ کاغذات حوالہ کر سکتے ہوں تو حوالہ کر دیں کہ اُس کے ملاحظے
سے شاید کوئی نئی بات معلوم ہو۔ مثال معلوم ہو۔ ضرب المثل معلوم ہو۔ شاید
اُس سے کچھ فائدہ حاصل ہو۔ قبالۂ و تمسک سب دکھلا دینا ہوگا کیونکہ اسکی بھی
اطلاع سرکار کو ہونی چاہیئے۔ یہہ نوٹ کر کے صاحب قبالے کو دیدیا جائیگا
یہہ سب جمع ہو کر ایک اچھی کتاب بن جا سکے گی جو تعلیمات عالم میں کام آسکے گی
اور تعلیم دینے والے کو بھی تعلیم دیجائے گی کہ اُسکو کس طرح تعلیم دینی چاہیئے
حتےٰ کہ بہائم بھی ایسی تعلیم پا سکتا ہے۔ سرکس اسکا نمونہ ہے۔ چہ جائے کہ اندھا
بہرا گونگا اور اچھے خاصے کا تو کیا کہنا ہے۔ اور جمیع کتابیں مطبوعہ و غیر مطبوعہ

اگرچہ گالی۔ پھکڑ ہی کی کیوں نہ ہوں سب حوالے کر دینی ہوں گی (اِس سے فَنِ ضحاکی و طنازی کو یعنی بھانڈ پنے کو ترقی ہو گی۔ یہہ بھی صحت بخش۔ روح افزا۔ و مفید فن ہے۔ خوش کرنا۔ اور ہنسانا ہنسی خوشی کے ذریعے سے بیماری دفع کرنا کچھ آسان نہیں ہے۔ یہہ سب ہرگز گناہ نہیں۔ کھیل کود کا نام زندگانی ہے دکھ مصیبت کا نام موت ہے۔ ہر کام سے خود کو جائز فائدہ پہونچنا چاہیے۔ چاہے عبادت ہو یا وصلِ الٰہی۔ اسی طرح مکر و فریب کی کتابوں کے جمع کرنے سے فائدہ پہونچ سکے گا۔ مکر و فریب سے ہوشیار رہنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ چاہے وہ کہانی کے طور سے ہو یا سچ واقعہ ہو اُس سے کچھ بحث نہیں۔ بلکہ جملہ طریقے مکر و فریب کے قلمبند ہونا چاہیے کہ ہوشیار ہوں۔

اثاث البیت

سب کے گھر کا اسباب جسکو اثاث البیت کہتے ہیں۔ اُس کی فہرست لکھی جائے (۱۱۸) تنکا تنکا نہ چھوڑا جائے۔ نیا پُرانا ہونا بھی اُسکے ساتھ لکھا جائے اور ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا جائے کہ کسقدر مالیت کا ہو گا۔ مع کپڑا۔ لتا۔ اجناس۔ ظروف زیور تیور۔ سونا چاندی گینی (نقدی) نوٹ۔ جواہرات۔ اور سب کا بل وغیرہ وغیرہ۔ تاکہ رشوت ستانی۔ اور مالِ ناجائز کا پتا لگے۔ جس طرح حاصل ہوا ہو۔ خاصکر آیندہ کے لئے۔ اور اگر چوری وغیرہ جائے تو گورنمنٹ اُس فہرست کے مطابق

پتا لگائے۔ اور اپنی غفلت کا خمیازہ بھگت کر اُسکو ادا کرے کہ اُسکے چوکیدار کیوں غافل رہے کہ چوری ہوئی۔ اب پتا لگانے میں کمال حاصل کرے۔ جھوٹھ بولنے پر نالش کرنے والے کی سزا ہو۔ بازپرس ہو۔ تدارک ہو کہ مُفت الجھن میں ڈالا۔ اسلئے چاہیے کہ صاحبِ مکان پہلے ہی سے سب چیز کی فہرست تیار رکھے کہ مردم شماری کے وقت کارپرداز فہرست لیکر فقط تصدیقاً سب چیزوں کو ایک نظر دیکھ لے۔ قیمتی چیزوں کا بل بھی ہو تو دیکھ لے۔ تاکہ آگے آنے والے انتظام میں سہولت ہو۔ اور اس پر عمل ہو کہ ؎

مالِ ظالم۔ می شود۔ صایب نصیب دیگرا
شمع روشن میکنند۔ کے خانۂ زنبور را؟

جسکے پاس اچھا فوٹو ہو تو وہ بھی لو۔ جس سے معلوم ہو کہ نقش و نگار میں روزبروز کیا تبدیلی ہوتی آرہی ہے۔ اُس پر وہ اپنا پتا اور نشان لکھدے۔ ملاحظہ اور جانچ کے بعد اُسے واپس کر دیا جائیگا۔

احوال الناس

لوگوں کی حیثیت موجودہ کیا ہے۔ کیا آمد ہے۔ کیا خرچ ہے؟ بیکار ہے یا باکار؟ مدیون ہے یا غیر مدیون؟ اگر دین ہے تو کسقدر ہے؟ کیا اُسکا سود ہے۔ سوایا ہے کہ یا ڈیوڑھا۔ کیونکہ ہمیشہ کے لئے سود کا طریقہ معین ہونا چاہیے۔ دین کے

بارے میں تمادی وغیرہ نہیں سنی جائے گی۔ لیکن اگر دادا پردادا کے وقت کا بھولا بھٹکا قرض جو کسی طرح مستند نہ ہو تو نہیں ادا کیا جائے گا۔ لیکن اگر مستند ہے اور اسکی میراث اسکی اولاد تک پہونچی ہے تو قرض معین سود کے ساتھ وصول کیا جائے گا۔ ہر ایک گھر میں کسقدر بچے بچیاں جوان لڑکے۔ جوان لڑکیاں۔ ادھیڑ۔ بوڈھے۔ بڈھیاں۔ کنوارے۔ کنواریاں۔ حاملہ۔ رانڈ۔ رنڈوے پھر کسقدر بڈھی رانڈ۔ اور جوان رانڈ ہیں ؟ کہ جس سے معلوم ہو کہ جہاں بھر میں کسقدر عورتیں ہیں۔ کسقدر مرد ہیں۔ کتنے بچے ہیں۔ کتنی بچیاں ہیں کہ انتظام کرنے میں آسانی ہو۔ سب کا فوٹو لیا جائے۔ عورت کا فوٹو عورت لے تو مناسب ہے مگر جیسا موقع۔ اسی طرح تعلیم نسواں کی مدیرہ و امامہ عورت رہا کرے گی۔ بہرکیف مرد کا فوٹو مرد لے مگر بالکل صاف و شفاف فوٹو ہونا چاہیئے اُس فوٹو کے نیچے ضرورت کے مطابق اُن کی تھوڑی سی حالت لکھی ہوئی ہو مع پتے اور نشان کے۔ پھر اُس بستی کا۔ محلے کا۔ خواہ علاقے کا فوٹو گروپ کے ساتھ لیا جائے یعنی بھیڑ کے ساتھ جس میں درجہ بدرجہ بچوں کا گروپ یا جھرمٹ جدا ہو۔ بچیوں کا جدا ہو۔ بڈھوں کا جدا ہو۔ بڈھیوں کا جدا ہو۔ جوان عورتوں کا جدا ہو۔ رانڈ کا جدا ہو۔ کنوارے۔ کنواریوں کا جدا ہو (مکرر) اینکہ تا کہ زن و مرد کی تعداد معلوم ہو۔ شادی بیاہ کی فکر کیجائے۔ جانور بھی بغیر جوڑے کے چھٹپٹاتا ہے اور اپنے جوڑے کی علامت کو چوس لیتا ہے۔ فکیف الانسان[1] ؟ اگر کم و بیش ہوں تو اُسکی تجویز کیجائے

(۱) پس کیسے نہیں انسان چھٹپٹائیگا۔ ضروری فرض ہے۔

(تعداد برابر کر دیجائے۔ نر جو ہے سو مادہ۔ اور مادہ جو ہے سو نر بنجا سکتی ہے۔
ایک مادہّ دوسرے مادہّ میں تبدیل ہو سکتا ہے۔ محال غیرِ امکان میں آسکتا ہے
چاہے مدبر ہو یا نر و و۔ کسی جگہہ مستثنےٰ بھی ہو سکتا ہے۔ اسلیئے اس میں خیر ہے
مزاحمت نہ ہو۔ ورنہ خیر نہیں)

اوضاع و اقطاع

(۱۲۰)

کون کون قوم گو وناد لواتی ہے۔ بے ضرورت ننگے پائوں رہتی ہے۔ ننگ ڈھڑنگ
پھرتی ہے۔ ژولیدہ مو رہتی ہے۔ حجامت نہیں بنواتی۔ یا مکروہ و ناز یبانہ طریقہ
پر حجامت بنواتی ہے جس سے حسن و نمایش و زیبایش و تندرستی میں فرق آئے
اور اجتنابِ جمیل والجمال کے حقوق کو ناجائز طریقے پر پامال کرے اور ترقی
حسن کے حقوق کی پامالی ہو۔ یا وہ قوم جو سدا بال کھولے رکھتی ہو۔ کنگھی نہیں کرتی
ہو۔ اُسکو آراستہ نہیں کرتی ہو۔ سدا میدانوں میں بے ضرورت حاجات ضروریہ
کے رفع کرنے کے لئے بے محل جاتی ہو۔ روزانہ غسل نہیں کرتی ہو۔ بدبو مھکتی ہو۔
ورزش نہیں کرتی ہو۔ لباس و مکان صاف نہیں رکھتی ہو۔ بیہودہ طور و طریقہ و رواج
کی پابند ہو۔ تحتانی و فوقانی منہ میں لغام لگاتی ہو۔ لنگوٹی پہنتی ہو۔ یا شنامیانہ
پہنتی ہو۔ یا جھولی میں بند ہو کر نکلتی ہو۔ ناموسِ انسانی کو برباد کرتی ہو (اس لئے
برقعہ کیا ہے کہ انکباب بہ شدّ الاطراف ہے۔ یعنی خود کو شکنیں دیکر حرارتِ رفتار

وتعفن سے نجس ہو جھار لینا ہے؟ مکان کسکو کہتے ہیں اور کس کو کہنا چاہئے۔ اُس کی
کیا صحیح تعریف ہونی چاہئے۔ اُس میں از جزتا کل کیا کیا چیزیں ہونی چاہئے؟ اور کہاں
کہاں ہونی چاہئے۔؟ اُس سے بالکل بے بہرہ ہو۔ اسلئے دوسری ترتیب میں
مکان ایسا بننا چاہئے کہ جس وم ایک مکان سے دوسرے نزدیک یا دور کے مکان
میں کوئی جانا چاہے تو بغیر مستعملات کے کچھ بھی ساتھ لیجانا نہ پڑے۔ اُس میں سب
موجود ہو۔ بارش کے بعد مکان کی درستگی ہو۔ اور ہر طرح مصالحہ سے پینٹ ہو اگر
(۱۲۱)
سے بھی دیکھنا چاہئے کہ وہاں بم پولیس کا انتظام ہے کہ نہیں؟ وہاں مزبلہ ہے
کہ نہیں یعنی گلخن۔ کوڑا کرکٹ رکھنے کی جگہ جو معقول ہو۔ جس سے آب و ہوا کو
(۱۲۲)
نقصان نہ پہونچتا ہو۔ کس کس ملک میں کس کس قسم کی بیماری کس کس موسم میں ہوتی
ہے۔ اُسکے دفعیہ کی کیا صورت نکالی گئی ہے؟ اُس بیماری کا اثر پہلے کس چیز
پر پڑا کرتا ہے۔ سب باتوں کے پہچاننے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟ اسی طرح
سب رنگ و شکل و آثار و صفات و قوے و اشیاء ہست و نیست کی نشانی جاننی
چاہئے کہ اس تشخیص سے علاج جلد ممکن ہو۔ کہ فلاں رنگ کا فلاں خاص الخاص
اثر ہوتا ہے۔ فلاں ہنگامی ہوتا ہے فلاں مقامی ہوتا ہے۔ فلاں دوامی ہوتا ہے
اسی طرح علم الاشکال کی رو سے شکلوں کا اثر اور ہر ایک اثر کی عمر مستقل بیک حال
جیسے ہلدی کا رس چونکی قدر تک سماں کی بہتر ہے۔ آگے کی نہیں۔ اسلئے پرانی چیز
یا پرانی دوا خود گرد آلودہ نہیں رکھنی چاہئے۔ جرم و گناہ ہے۔ رکھنے والا واجب التعزیر

ہے۔ مثلاً خوراک و پوشاک۔ بود و باش۔ فن طب کے خلاف نہ ہو۔ جوڑ توڑ کے ساتھ ہوا کرے۔ ہر ایک پیشہ بغیر امتحان دیئے ناجائز ہے۔ اسلئے باورچی امتحان پاس کئے ہوئے ہو۔ کیونکہ کوئی ایسی دوا نہیں جو مفید جامع ہو چنانچہ اگر آنکھ کے لئے مفید ہے تو ناک کے لئے مضر۔ ناک کے لئے مفید ہے تو کسی اور عضو کے لئے مضر۔ لہذا مرکب کردینے کی ضرورت ہے۔ یا کم از کم مصلح و بدل کے ساتھ ہو۔ کہ تاثیرات اُن کے اپنی اپنی حد پر رہیں۔ جس کام کے لئے مستعمل ہوئے ہوں وہی کام کریں۔ یا اضافۃً اور مفید کام۔ اسی طرح مرکب ہدایت کی ضرورت ہے۔ تحقیقات و ایجادات و علم و مال و آرام کے مجموعہ اثر اور اسکے نتیجے کو ترقی کہیں گے۔ اسی کا نام اقبال ہے۔ ورنہ ادبار توفیضان و فرمان کے بے سود حافظ ہونے سے کہیں بہتر ہے کہ محقق اقبالمند ہو تو جیسے ایک جسمانی بیماری کے سیکڑوں علاج ممکن ہیں اسی طرح ایک روحانی بیماری کے سیکڑوں تراکیب ہو سکتے ہیں۔ مگر جو آسان و مفید و زود اثر و زود مفید و آرام دہ ہو وہ سب سے بہتر ہے ؎

متاعِ خوش بہ ہر دکاں کہ باشد - بگیرید

بس حالا اینکہ۔ اب یہ دیکھو کہ...

حشرات الارض

(۱۲۳۳) وہاں چوہے۔ چھچھوندر۔ لنگور۔ بندر۔ گھونس۔ خرگوش۔ گیدڑ۔ جوں۔ چیلڑ

مچھر۔ کھٹمل۔ پسو۔ کٹکی۔ سانپ۔ بچھو۔ کوست۔ گلہری۔ چونٹی۔ ہپلی۔ تتلی۔
پچھلی۔ گرگٹ۔ چھپکلی۔ کیکڑے۔ کھوڑے۔ مکھا۔ مکھی۔ نیولے بلّے۔ دیمک
مکڑی۔ نونی مٹی۔ باندا۔ ہڈا۔ بھڑ۔ مدمکھی۔ بچھکھوپڑا۔ جھڑ بندہا۔ کنکھجورا۔
حشرات الارض والھوام۔ الّو۔ پپیہا۔ ستنبال۔ جیسے مور وغیرہ وغیرہ کثرت سے
مکانوں کے اردگرد بلحاظ ظاہری و باطنی فائدہ رسانی اوڑیکس دیئے ہوئے رہتے
ہیں یا کیا؟ یہہ کس سبب اور استحقاق کی روسے اجمالی سکونت اختیار کئے ہوئے
ہیں۔ اور کس لئے اُن کی پیدائش ہے اور کیونکر پیدائش ہے۔ اُن کے دفعیہ کی
صورت کیا لوگوں نے اسوقت تک نکالی ہے؟ اور ہونا چاہیے یا اُن کو
کس مصرف میں لانا چاہیے۔ ان کی خاک۔ دہواں۔ سفوف وغیرہ سے کیا
کام لیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز کی خاک۔ دہواں۔ سفوف وغیرہ میں
جدا اثر ہے۔ یہہ مسئلہ کیوں ابھی تک خارج از بحث رہا؟ کیونکہ سب انسان کے
لئے ہے۔ توجہ کرنا چاہیے۔ جہاں جہاں کے حالات لکھے جائیں۔ وہاں یہہ
بھی لکھنا چاہیے کہ وہ مقام ریلوے سے کسقدر فاصلے پر ہے۔ اور ریلوے سے کتنے میلوں
میں ہے۔ وہاں آسانی سے پہونچنے کا لوگوں نے کیا طریقہ اختیار کیا ہے؟ وہاں
گاڑی۔ چھکڑے۔ وغیرہ کس قدر ہیں۔ کسقدر بگی۔ ٹم ٹم۔ لینڈو۔ تانگا۔ اکا۔ جوڑی
چوکڑی۔ موٹر۔ سیکل۔ اسٹیمر۔ کشتی۔ بنگی۔ وتجارتی جہازات۔ نیاں[1]۔ چھلیچھلیا۔ ٹیڈی[2]

---

(۱) رات کو آواز دینے والا۔ (۲) شکرا میر (۳) سطح سمندر پہ ناچتی ہوئی جانے والی کشتی۔

آہن کھٹولے۔ انجن۔ اسٹیم رولر (مع نمبر اور نام کمپنی) وغیرہ وغیرہ ہیں؟ وہاں الوالف[۱۲۴]
تجارت کا کیا سلسلہ ہے۔ اور کیسا سلسلہ ہے؟ صرفۂ زر[۱]۔ صرفۂ محنت[۲]۔ صرفۂ اوقات[۳]
نئے اور پرانے کے لحاظ سے کسقدر قیمت لیا کرتے ہیں؟ وہاں[۱۲۵] آرام وہ میلا جھمیلا
بھی لگتا ہے کہ نہیں؟ وہاں کس قدر خوراک و پوشاک مع گرمی و سردی۔ اکل و شرب
فواکہات و میوہ جات و سبزی و ترکاری و گوشت کا خرچ ہے اور ہونا چاہیئے کہ
مطلق تکلیف محسوس نہ ہو کہ جب حساب سے سارے جہان کی حالت معلوم ہو جائے
تو اُسکے مطابق بندوبست کیا جائے۔ مشکل کشائی و حاجت روائی ہو۔ باقی زر جمع ہو
خزانہ پُر رہے۔ اِسی طرح سارے جانداروں کی خوراک و علاج و آرام کا بندوبست
کیا جائے۔ جب تک پیٹ کا بندوبست نہ ہوگا۔ خدا کی طرف میلان نہیں ہو سکتا

پیٹ ہے نوں۔ تو ناف ہے نقطہ

یہہ نقطہ ایک نکتہ رکھتا ہے۔ وہ نکتہ نفی کا ہے کہ پیٹ پُر نہیں تو کچھ نہیں اسلئے
پہلے پیٹ۔ یا دنیا ہے۔ لہذا دیکھو کہ سب[۱۲۶] چیز کا موجودہ وقت میں کیا بھاؤ ہے
اور کن صورتوں میں اوپر نیچے بھاؤ ہو جایا کرتا ہے۔ وہ سب صورتیں کیونکر پیدا
ہو جاتی ہیں؟ اسکو حسب خواہ کرنے کی کیا کیا ترکیب اختیار کرنی چاہیئے۔

رَقبَتہُ الدُّنیَا

سارے کرۃ السموٰاتِ والارض۔ خاصکر کرۃ الارض کا ابعاد ثلاثہ مع عمق وغیرہ کے

کسقدر ہوگا؟ جہاں بھر میں[۱۲۸] کسقدر سکتے تیار ہو چکے ہیں؟ کسقدر[۱۲۹] تمام عالم میں دولت ہے اور کیا کیا آمدنی کی صورت ہے؟ ہر ایک محکمے اور ضیغے سے کسقدر آمدنی ہے؟ کسقدر کاغذ[۱۳۰]۔ قلم۔ دوات۔ روشنائی۔ نب۔ فیتا۔ تِلی۔ ریل۔ ڈوری پن۔ گوند۔ جاذب۔ لاکھ۔ دیا سلائی۔ پنسل۔ چاکو۔ رول۔ ٹیبل۔ کاغذ گیر۔ گردۂ زجاج تہ گلگوں یا گلگونہ[۱]۔ وغیرہ وغیرہ کا خرچ ہے۔ اور جو کچھ چھوٹی موٹی باتیں ہو سکتی ہوں ہر کسیکو اضافہ کرنے کا حق ہے کہ زیرِ تحقیقات ہوں اِس سب تم کبھی نہیں پڑنا کہ حضور انور نے تو فلاں بات ارشاد نہیں فرمائی۔ پھر کیسے تم کو کرنا چاہیئے۔ اسواسطے مفید اور ترقی افزا باتوں کو چھوڑ بیٹھو۔ اور مردود قوم کی طرح سے ہو جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ تم صاف کہنا کہ حضور انور جہاں پناہ وجہاں پناہ نے سب بات کی اجازت دی ہے۔ جسمیں مطلق نقصان نہ ہو۔ چاہے کہا ہو یا نہ کہا ہو سب اس میں داخل ہے۔ بلکہ صرف یہ ایک جملہ انکا تمام اقسام کے مشکلات کو حل کر دینے کے لئے کافی ہے کہ **بروقت۔ برمحل۔ برموقع مفید طریقے پر کام کرتے چلے جاؤ۔** نرم گوئی[۱]۔ وشیریں زبانی۔ خوش سلوکی ووفا وہمدردی کو شیوہ بناؤ۔ نیکی میں[۲] پیشقدمی کرو۔ اور برائی میں کوئی شخص بھی پیشقدمی واقدام نہ کرے۔ ورنہ وہی مجرم ہوگا۔ اسکی بھی تحقیقات ہو کہ کنایۃً واشارۃً۔ صراحتہً۔ استعارۃً۔ مجازاً۔ یا ایماءً۔ حرکاتاً وسکناتاً۔ براہِ دستک وانگشتک یا اشتعالک کس کی طرف سے زیادتی عمل میں آئی ہے۔ ہر سال

(۱) شیشے کا طبق جسکے نیچے گل بوٹے بنے رہتے ہیں جو اوپر سے دکھائی دیتے ہیں۔

جہاں بھر میں کتنے مقدمے اور واقعات ارضی وسماوی ہوتے ہیں۔ مقدمات کی کثرت ونوعیت واہمیت کے لحاظ سے تعداد وکلاء ہو ونیز وکلاء کی معین فیس کردیجائے کہ رعایا کے لئے تکلیف دہ نہ ہو۔ اور اُن کی اجرت میں کمی بھی نہ ہو۔) پس جیسا موقع ومحل اور وقت ہوگا ہم رفع ضرورت کے لئے مفید ومعظم طریقے پر کام کرتے چلے جائیں گے۔ کہ سب کو آرام پہونچے۔ خدا ملے اور آرام نہ ملے تو خدا کو لے کے کیا کرینگے اسلئے کسی کو بیکار مزاحم ہونے کی ضرورت نہیں۔ ؎ خال الحسن ہے تو میری آنکھ مقناطیس ہے

لہذا ہم مخلصین قاعدۂ جائز کی طرف دوڑتے ہیں۔ معترض جو ہے سو پہلے نقصان صریحٰی وثبوت کے ساتھ بتلائے جب روکے ورنہ خود گمراہ ومردود ہے۔ ایسے ناہنجار ملانے کی صحبت سے گریز کرو۔ کسی محفل میں اُسے پھٹکنے نہ دو وہ خود قید تنہائی کی سزا سے گھلجائے گا۔ پس اسی کا نام اجتہاد ہوگا۔ کہ وقت کے لحاظ سے گھٹاؤ بڑھاؤ کے اصول پر عمل کرنا۔ جس بات کی تحقیقات میں اُس علاقہ کے منتخب اشخاص درماندہ رہجائیں تو اُس خانے کو چھوڑدیں۔ اور جن جن خواندہ لوگوں کو خانہ پری کے لئے کاغذات دیئے جائیں تو اُن خواندہ لوگوں کو چاہئے کہ اپنی کسی حالت کے لکھنے میں دریغ نہ کریں۔ گورنمنٹ حلف لیے کر کہتی ہے کہ وہ اُسکو راز کے طور پر رکھے گی۔ اُن کو بری نظر سے نہیں دیکھے گی۔ بلکہ اُن کی اصلاح اور بہتری کیلئے یہ سب کام کیا جارہا ہے

قسم کی حاجت نہیں۔ مگر یقین دلانے کے لئے قسم کھا کر کہا جاتا ہے کہ یہہ سب اُن کی بہتری کے لئے ہے۔ اگر اس میں جھوٹھہ ہو تو قسم کھانے والے کا برا ہو۔ اُنکو مدد دینی چاہیئے۔ یہہ سب خود رعایا برایا کا کام ہے۔ اور فرض کام ہے۔ پادشاہ نیچر گورنمنٹ کا ایک کار پرداز عبد ہے۔ اور سب کچھہ ہے۔ جو اپنے فریضے کو پورا کر رہا ہے۔ (اگر وہ مسیحا بھی ہے تو جو کچھہ وہ ہے اُسکو خود معلوم ہے) تم خود سلطنت کے ایک معزز ممبر ہو۔ تمکو انغماض و اعراض نہیں کرنا چاہیئے۔ انغماض و اعراض کرنا۔ حساب و کتاب و ترقی و معلومات میں مزاحم ہونا جرم عظیم ہے۔ بیہودہ و بے فائدہ باتوں کو عزت و آبرو و مذہب نہ بناؤ۔ زندگانی اور زندگانی بسر کرنے کے طریقے کو کہ اچھی طرح بسر ہو۔ پوری طرح جاننا اور عمل میں لانا چاہیئے یہی تمدن و تدین و تعاون اور عین دین و مذہب ہونا چاہیئے۔ کھدڑ کو کھدڑ کی جگہہ رکھو۔ اور ٹاٹ کو ٹاٹ کی جگہہ۔ کان جو ہے سو کان کی جگہہ ہے۔ آنکھہ جو ہے سو آنکھہ کی جگہہ ہے ۵

یہہ ہدایت۔ جو ہے۔ سو جاذب ہے

برخلاف اِسکے جو ہے۔ کاذب ہے

اِسکو اوپر ہم کہہ چکے ہیں۔ تم پبلک کا دربار عین دربارِ عام ہے۔ پہلا یہی آستانہ ہے۔ یہی دیوانِ محلّے ہے۔ اور بارگاہِ معلّی دوسرا آستانہ ہے۔ اور برکت افزا آستانہ جو ہے سو بمقام بہار۔ خدیوی اعتابِ عُلیا ہے

اس مثلث و پر تثلیث نظم کو الف۔ با۔ جیم (ا۔ ب۔ ج) کہیں گے۔ مساوی
توازن کی کشمکش سے چکر جو کھائے گا تو بھی (ا۔ ب۔ ج) ہی رہے گا
کیونکہ مثلث دائرہ دونوں تین ہی حروف سے یاد کئے جاتے ہیں۔ کہ دائرہ
کھلنے پر سخط مستقیم ابدی تخلیص و نجات حاصل ہو اسلئے تثلیث عین توحید کی برابر ہوئی
دلیل یہ ہے کہ تمام جانداروں کی ہر ایک قسم کی غذا میں تثلیث بنام خون[1]۔
غلاظت[2]۔ اور جان[3]۔ توحید کی شکل میں بھرے ہوئے ہیں۔ کہ غذا کی صورت
میں مطلق یہ تثلیث نہیں ظاہر ہوتی۔ مگر بعد از انہضام ظاہر ہو جاتی ہے۔ کہ
غلاظت باہر آجاتی ہے۔ خون جسم میں تیرنے لگتا ہے۔ اور اس میں کی جان
کھانے والی کی جان سے مل جاتی ہے۔ جیسے فنافی اللہ کی روح اللہ سے
پھر اس جان میں بھی تثلیث بھر جاتی ہے۔ یعنی عقل[1] و فکر[2] و ارادہ[3] جو چھنے پر
ان ایک ہونے کے درجے کو پہونچتی ہے۔ گویا توحید عین تثلیث کے اندر
ہے اور تثلیث عین توحید کے اندر کہ فی الاصل دونوں ایک ہی ہیں۔ اگر
کسی وقت میں ان ایک ہونے کے درجے کو پہونچیں۔ جو ایک ہونے کا
ضد ہے۔ کہ اس بات کا واقعہ ہونا بھی امر واحد کی کون و تکوین کہی جائیگی
پھر توحید نہ ہوئی تو کیا ہوئی؟۔ پس توحید کا سچ مچ برپا ہونا بغیر تثلیث کے
محض ناممکن ہے۔ تو چونکہ ہر دو شخص کسی ایک بات کے حصول کے لئے
پہلے سبقت کرنا چاہتے ہیں اسلئے معرکہ کشتی واقع ہوکر جنگی صورت

اختیار کر لے سکتی ہے۔ لہذا ازروئے علمِ تثلیث درمیانی یا ثالث کا ہو جانا
محض ضروری ہے کہ روک تھام سحر کے عدالتاً استحقاقِ سیاق و سباقِ و مدارج
ثابت سحر کے عملدرآمد کرائے۔ کہ ؎

گربہ میر۔ وسگ وزیر۔ و موش۔ دربانی کند

ایں ہمہ۔ ارکانِ دولت۔ خانہ ویرانی کند

کا مضمون نہ ہو۔ اسواسطے بارگاہِ معلےٰ۔ و درگاہِ مصلےٰ و دربارِ عام۔ یا
بارگاہِ مجلےٰ جسکا بار بار ذکر کر رہا ہوں ہونا ضروری ہے۔ تو تم بارِ عام والے
لوگ انتظام ہذا میں یہ ہرگونہ مدد دو۔ بے سود چون و چرا نہ کرو اور ہمت ہار کر
ہرگز ہرگز یہہ نہ کہو کہ ؎

بعد از سرِ من۔ کون فیکون شد۔ شدہ باشد

تم کو اس سے کیا غرض و مطلب ہے۔ تم کو صرف تعمیلِ حکم سے غرض رکھنی چاہئے
کہ ؎

ایک دن۔ جسکی۔ ہوئی تھی۔ ابتدا

دوسرے دن۔ اُسکا ہوگا۔ خاتمہ

تو آج نہیں کل سہی ؎

اندک اندک۔ بہم شود۔ بسیار

دانہ دانہ است۔ غلہ۔ در انبار

الغرض اینکہ بڑی سرعت۔ و ترکیبِ سرعت سے مردم شماری۔ و اشیاء شماری کئے

مسائل موضوعہ جنکا ذکر پیش ہے بہت اچھی طرح تیار کر کے تھانہ دار کے حوالے کر دینا چاہیے۔ کہ انتظام کرنے میں آسانی ہو۔ جس وقت مردم شماری ہونے لگیگی تو اُس وقت ساری کمی کو سلطنت حتی الامکان پوری کر لے گی۔ ہر ایک جگہہ کی مردم شماری کا دفتر مع اقلیم و ملک وصوبہ۔ ضلع وتحصیل۔ پرگنہ و تھانہ۔ پوسٹ آفس۔ ریلوے وغیرہ کے صاف صاف ہونا چاہیے۔ پھر ردلیف وار کر دیئے جائیں کہ حساب صاف رہے۔ ملک وضلع و مکانات کا نقشہ بھی ساتھ رہے اور سلسلہ وار یکے بادیگرے درجہ بدرجہ افسر کے ماتحت ہوں کہ کام میں سُستی و بے رعبی نہ ہو۔ موقع سے نرمی وگرمی کا استعمال رہے کیونکہ ؎

سرد مہری۔ زندگی را۔ بے حلاوت میکند

ارضِ گرما گرم۔ اکثر۔ میوہ شیریں۔ دہد

اسلئے تقررات معرضِ نفاذمیں بایں سلسلہ ہو:۔

تقررات

جیسے فرض کرو کہ ایک گماشتہ ہو[۱]۔ تو اُس پر ایک کارکن ہو[۲]۔ اُس پر ایک کار پرداز ہو[۳]۔ اُسپر دارو غہ[۴]۔ مُتصرم۔ مُنتظم۔ مہتمم۔ محتسب۔ ومعتمد وغیرہ ہوں۔ اُسپر کار ساز[۵] ہو۔ اُس پر دیدبان[۶]۔ اُسپر نگہبان[۷]۔ اُس پر ناظر[۸]۔ اُس پر انسپکٹر[۹]۔ اُس پر سپرنٹنڈنٹ[۱۰]۔ اُسپر ناظم[۱۱]۔ اُس پر ڈائرکٹر یا مدیر[۱۲]۔ اُس پر گورنر[۱۳]۔ اُس پر کار فرما[۱۴]۔ اُس پر معین المہام[۱۵]

اُس پر نصیر المہام۔ اُس پر ظہیر المہام۔ اُس پر مدار المہام۔ اُس پر صدر اعظم۔ اُس پر بارگاہ معلے + یہی ترتیب ہر ایک صیغے و محکمے میں ہے۔ تاکہ ایک دوسرے کو اچھا خاصہ خوف لگا رہے کہ جب تک ۲۴ گھنٹے کا دن ہے لوگ پورے آٹھ گھنٹے بخیر و خوبی کام کر سکیں۔ آٹھ گھنٹے خوب سوئیں۔ آٹھ گھنٹے ہوائے ضروریہ سے فارغ ہو کر سیر و تفریح میں رہیں

لہو و لعب یا تفریح و تفرج

جیسے تاش و گنجیفہ۔ چوسر و شطرنج و ستار۔ ہارمونیم۔ پیانو۔ بانسلی شہنائی بینڈ۔ گانا بجانا۔ ناچ رنگ۔ ناٹک تھیٹر۔ جمناسٹک سیر شکار۔ ٹنیس۔ کرکٹ۔ پولو۔ بائیسکوپ۔ ورزش۔ سرکس۔ سیر و تماشہ۔ مسمریزم۔ ہپنوٹزم۔ اور حبس دم وغیرہ کی مزاولت۔ کھیل کود۔ ہی ہی۔ ہا ہا۔ چہچہہ۔ قہقہہ وغیرہ وغیرہ کہ ساری ماندگی رفع دفع ہو کر طبیعت مسرور و بشاش ہو جائے۔ تازگی پیدا ہو جائے۔ دوران خون میں راحت و فرحت کی آمیزش ہو جائے۔ کہ لطف زندگانی حاصل ہو۔ حیات میں ترقی ہو۔ دنیا چند روزہ ہی۔ تناسخ ہو یا نہ ہو۔ پہلی ہستی بہر حال فنا ہونیوالی ہے۔ پھر جان بوجھکر کیوں دکھ اُٹھایا جائے۔ جو لوگوں کی طرف سے ہے وہ جبر ہے۔ جو خدا کی طرف سے ہے وہ غیر جبر۔ جیسے جائز طور پر اپنی نجودی کا خلاصہ جوہر کھینچا جس سے جائز اولاد ہو خدا کی طرف سے ہے

برخلاف اسکے لوگوں کی طرف سے دونوں کا اختیار ہے۔ اسلئے دکھ سکھ حسب خود کردہ ہے جیسا کیا ویسا پایا۔ پھر جائز روح افزا کام کیوں نہیں کرتے؟ روح افزا کام کرو۔ (مگر حال قال کی تاثر ترتیب یافتہ مجلس کی طرح اور وہم نہ مچے۔ کد۔ بے سود بے فائدہ اٹکاک بٹھیک سے جان کے لالے پڑیں) اس عرصے میں دوسری جماعت باقی کام کو انجام دینے لگے۔ یہ لیلی ونہاری سلسلہ بارا باری برابر جاری رہے کہ جلد سے جلد کام انجام کو پہونچے۔ کام کرنے ہی سے کام انجام کو پہونچے گا۔ بیکار رہنے سے کار۔ پائے تکمیل کو نہیں پہونچ سکتے۔ دنیا بہت عمر پانے پر اس درجے کو پہونچی ہے۔ جتنا اعتدال و اصول کے ساتھ کام کیا جائے گا۔ اتنا ہی کام کرنیوالے اوزاروں میں طاقت پہونچے گی۔ چنانچہ دایاں ہاتھ اور بایاں ہاتھ شاہدین سے ہیں۔ پس بیکار رہنے اور خلافِ دورِ زمانہ کام کرنے کو گناہ اور گھاٹا سمجھنا چاہیے۔ زمانہ سے بغاوت کرنا ہے۔ فریضے کی ادائی میں غفلت ہوئی اور ادبار آیا۔ جیسے پہلے شہر پناہ بنانے کا دور تھا۔ کوڑی سکے کی جگہ مستعمل ہوتی تھی۔ لونڈی غلام کو محض ایک قیدی کی طرح سے رکھنے کو باعثِ فخر و اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ اب آج دور اس بات کا ہے کہ بندے کا بندہ ہونا تو درکنار کسی کے بھی بندے نہیں۔ صرف اپنے بندے ہیں۔ تمہاری بندگی نیکوکاری ہونی چاہیے۔ بلکہ مردہ انحال بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ بندۂ مصائب کو آزاد کرنا چاہیے نہ کہ آزاد کو ناجائز طور پر بندہ بنانا چاہیے۔ پھر خدا کو کیا کوئی بندہ بنائے گا۔ پس نیکی عبادت ہے اور کچھ نہیں

خود خریدا۔ غلام کو۔ جسنے کیا غلاموں کو وہ چھوڑائے گا۔ لہذا
بندگی سے نجات پاکر۔ غیر بندگیٔ و آزادی کی ہستی میں فنا ہونا چاہئے۔ کیوں کہ
جب عناصر و آثر ترقی کرکے کیڑے یا علق کی صورت میں ہوکر انسانی درجے کو
پہونچگئے تو آگے بھی ترقی ممکن ہے۔ اب وہ کبھی ہو۔ اسلئے گندگیٔ و بندگی ہی
گناہ ہے۔ غیر گندگیٔ و بندگی نہیں۔ بس ؎

جدائی جو۔ زہجنساں۔ نشاطِ طبع گرخواہی
نہ می بینی۔ جدا۔ بایک دگر۔ لب ہائے خنداں[۱]

یہ اشارہ ہم نے نجات کی طرف کیا ہے نہ کہ دنیاوی امور کی طرف جس سے
ترکِ مواخات کا نتیجہ نکالا جائے۔ لہذا نجات اسی میں ہے۔ کہ کام کرو۔ اور
مقبول کام کرو۔ تو مقبول کام وہی ہے جسکا کیا جانا مقدم ہو۔ اور مفید ہو۔ مقدم
چھوڑکر مؤخر کام کرنے والا گنہگار ہے۔ جیسے دنیا۔ جہاں قدم ہے۔ یہی مقدم ہے
اور اس میں تا حینِ حیات ایمانداری سے کام کرتے رہنے کا نام دین ہے۔
اور جدا سے لے کر خدائی تک تمام دین و دنیا ہے۔ اس بلیغ مفہوم کو چھوڑکر
لغویات استخواں پرستی میں پھنسنے کا نام دین رکھنا سخت بے دینی ہے

از برائے جیفہ۔ عو عو[۲]۔ تا سگے۔ مجہول کلاب
بر سر مردار تا کے۔ چوں کلاغاں۔ کاؤ کاؤ

---

۱ ہڈی گوڈی ۲ کتے کی آواز۔

اسواسطے بیہودہ باتوں کو ترک کرو۔ مٹی کی ڈھیری یا درختوں میں خدا کے نام سے عرضی نہ آویزاں کرو۔ دل میں خدا کو کہنا اور نیک عمل کرنا کافی ہے۔ اگر خدائی پوسٹ سے بھیجنا ہے تو عرضی لکھ کر جلادو۔ اور خاک کو خاک سے ملادو۔ یا سوختہ خاک دریا میں بہادو۔ یہہ چاروں پوسٹ ہیں چاروں عنصر کے دفتر ہیں عرضی حال پہونچادینگے ہٹی اور دریا نے اپنا حصہ لے لیا۔ وہوئیں نے مفہوم عرضی حال کو خلا و ہوا تک پہونچایا جو کچھ اسکے معنی المعنی کی گرمی و نرمی تھی وہ سورج سے ملی۔ قبر والی اور درخت والی عرضی تو یہیں رہی۔ پس واہیات و خرافات سے بچو۔ چنانچہ اسوقت تک انسان کو جسقدر طرح طرح کے دینے طریقے ایجاد کرنے کی صحیح یا غیر صحیح گنجایش مل سکی ہے سب کو کر چکا ہے۔ اب کچھ باقی نہیں ہے۔ لیکن سب کا آخریں یہی فیصلہ ہوا کہ کچھ کرنا چاہیئے۔ تو وہ کرنا کرانا صرف دنیاوی کام ہے۔ جو مقبول عنداللہ وعندالناس ہو۔ ورنہ جو آدمی اپنے فریضے کی ادائی میں کاہلی و غفلت و خیانت کرتا ہے۔ حقوق دنیا کی پامالی و بے حرمتی کرتا ہے تو وہ گنہگار ہے بے شک اُسکی سزا کرو۔ سزا جرمانہ و چابک زنی و قید و رسوائی وغیرہ سب ممکن ہوگا چاہے اکٹھا ہو یا جدا جدا۔ جیسا موقع و محل ہو ہ

ہمسری زیبد نہ احمق را بہ اہل عقل و ہوش   فرق باشد درمیان اہل کار و نا بکار

دیکھو۔ یاد رکھو کہ روح و جسم کے اتحاد کا نام حیات ہے ورنہ موت۔ اسی طرح دین و دنیا کے اتحاد کا نام عالم ہے ورنہ فنا۔ اگرچہ فنا و بقا جفت متضاد ہونیکے سبب سے تشابہ و تماثل رکھتے ہوں اسلئے عالم محسوس کا کام کرنا پڑیگا۔ چنانچہ خدا نے بھی پہلے اسکو مقدم کیا کہ پیدا کیا

کام اتحادِ مفیدہٗ و مقبولہ کے ساتھ کرنا ہوگا۔ جب تو جملہ کارروائی مقبولہ ہوگی ورنہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اتحاد ہی عزت و آبرو و راحت کے حصول کا پہلا اصول ہے۔ جسکو دوستی پیدا کرنی نہیں آتی وہ دشمنی کا دوست ہے۔ پس وہی گھاٹے میں ہے۔ وہیں نا اتفاقی ہوگی یعنی پھٹکار کیونکہ ؎

چہرۂ آشفتہ حالاں۔ می دہد۔ از دل خبر
گرچہ شاں۔ در عرضِ مطلب بے زباں استادہ اند

تو یہ آشفتہ حالی خودکردہ ہے۔ کہ دوستی و اتحاد سے دشمنی ہے۔ اور عداوت و نفاق سے محبت ہے۔ اسلئے واجب الرحم نہیں۔ بلکہ واجب التعزیر سمجھنا چاہیئے۔ لہذا سب سے آخر و الا افسر الافاسر پادشاہ۔ یا سرورِ انجمن کا کوئی مقرب ہونا چاہیئے۔ کہ پادشاہ کو اُس افسر سے و نیز جاسوسِ خفیہ سے صحیح صحیح خبر ملے۔ پولیس جواسیس۔ و خفیۂ و سرورِ انجمن و تحدیلو گیہاں کو۔ بڑا نقال و حکیم و چالاک و فہیم و ذہین۔ مردم شناس۔ و قیافہ شناس۔ و محقق۔ و مدقق ہونا چاہیئے جھوٹے جوتشی اور جوگی۔ اور بیہودہ پیشینگو کے دام میں نہیں آنے والا۔ کیونکہ ؎

بر قدمبوسیٔ دشمن۔ تکیہ کردن۔ ابلہی است
پائے موجِ سیل۔ یکسر۔ یفگند دیوار را

اسلئے پادشاہ ہوشیار رہے۔ اُسے بہروپیہ پنے میں کمال ہونا چاہیئے کہ بھیس بدلکر تحقیقات کر سکے۔ اُنکو سب ہنگکنڈیں کچھ نہ کچھ کتنی ایام تک کام کئے ہوئے ہونا چاہیئے

کہ سب سے واقف ہوں۔ بلکہ ہر کسی کو ایسا ہی ہونا چاہیئے کہ تمام محکمے سے ترقی کرتا ہوا اوپر پہونچے۔ جیسے عناصر و آثار ترقی کرتے ہوئے انسانی عہدے تک پہونچے ہیں۔ جو اسپس و پولس و فوج و شاہ کی ڈیوٹی ہونی چاہیئے کہ بہروپیئہ و سیاحت کروہ ہوں۔ جو اسپس خفیہ و فوج و پولس کو گرفتاری کے موقع پر پرولن کے ساتھ محض بے وفا و بے مروت و وعدہ شکن ہونا چاہیئے۔ کیونکہ بے محل وفا و مروت اور وعدہ جیسے جوہر عظیم کو صرف کرنے سے جرایم وو رہی میں ترقی ہوجائے گی اسکا اُس پر گناہ عظیم ہوگا۔ جہاں جھوٹھ بولنے اور وعدہ کرنے سے سچی بات معلوم ہوجائے تو دوا کے جھوٹھ بولنا گناہ نہیں۔ اسکا نام جھوٹھ نہیں ہے۔ جھوٹھ اور چیز ہے ؎

قفل[1] وسواس است۔ در کف۔ رشتۂ ہر کار و بار
می خورد صد جا گرہ۔ تا یک گرہ وا می شود

تو بہت چھان بین کے بعد یہہ عقدہ کھلا ہے کہ جھوٹھ اور چیز ہے۔ حکمت و مصلحت و اصول اور چیز ہے۔ اسلئے کسی صفت یا قوے کو آلات واد ویات کے ذریعہ سے خارج کرنا نہیں پڑے گا۔ بلکہ اُن کے استعمال کا طریقہ جاننا ہوگا۔ ہاں دس گنہگار چھوٹ جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں لیکن ایک بے گناہ نہیں پھنسنے پائے۔ پولس جس طرح حقیقتِ حال دریافت کرے۔ الا۔ عدالت میں مجرم کا بیان صحیح سمجھا جائے گا۔ اِس حکم کے اندر رحمت اور زحمت دونوں کا

[1] گورکھ دھندے کا تالا۔

(۱۳۴) مفہوم مصلحتاً مضمر ہے۔ تم اینکہ اس کا اشتہار پہلے سے ہو جائے کہ جو لوگ فلاں فلاں محکمے کے لائق ہوں اپنا نام و نشان لکھوا دیں کہ وقت پر امتحان لیکر رکھ لئے جائیں۔ یا کام سکھلا دیا جائے۔ جیسے باورچی ہے مصلح کے ساتھ کھانا پکائے۔ جو لوگوں کی ضرورت کو رفع کرتا یا کراتا ہے۔ اسی کو نذر اور آرام ملتا ہے۔ اب کسی ذریعہ سے رفع دفع کرے + اُن ذرایعہ کا جو کچھ اسکا نام رکھا جائے۔ چاہے نام تجارت ہو۔ یا زراعت و فلاحت۔ یا صنعت و حرفت خدمت و ملازمت اسلیے سب لوگ باہمدگر ملازم ہیں یعنی لازم و ملزوم:۔

مجمع ماہرین علوم و فنون اور تحقیقات کتب

(۱۳۵) اس نئے قسم کی مردم شماری و انتظام میں۔ سامدرک جاننے والے۔ منجم۔ نباض و چہرہ شناس۔ دیدہ شناس۔ حرکات و سکنات شناس یعنی قایف یا قیافہ شناس کاہن۔ لال بجھکڑ۔ باغبان۔ فوٹوگرافر۔ نقاش۔ معبّر۔ جاسوس۔ ڈاکٹر۔ ماہرین علوم و فنون و اینو ان سب کی ضرورت پڑے گی (۱۳۶) سب لوگ ملکر اس بات کی بھی رپورٹ کریں کہ دوران مردم شماری میں بیمار کس کس مقام پر ان کا مزاج کیسا رہا کس چیز کے بعد کیا چیز کھائی تھی جس سے طبیعت خراب ہوئی۔ یا فرحت رہی۔ (۱۳۷) روزنامچہ درست رہے۔ کیا نئی بات معلوم ہوئی۔ سم و تریاق کا حکم کس کس پر

جاری ہوا۔ یہاں تک اول حشر و نشر ہوا۔ اب دوم حشر و نشر یہ ہے۔

دوم حشر و نشر یا ترتیب دوم

(۱۳۳) دیکھو مردم شماری کے پہلے ہی سے مکانات عظیم الشان کا بندوبست کر لیا جائے۔ کہ جسوقت کاغذات و کتب وغیرہا کا انبوہ پہونچے تو سرکاری اخبارات و اعلانات کے ذریعہ سے پہلے ہی ایسے ایسے لوگوں کا جمگھٹا ہو جائے کہ پہلے صرف کتابوں کو چُن لیں کہ کس کس فن کی ہیں؟ جس فن کی کتابیں ہوں وہ سب ایک طرف کر دیجائیں۔ اُس میں تھے ایک آسان طریقہ بنایا جائے جیسے ردیف وار لکھ ڈالنا۔ اگر دوائیں ہیں یا کتب طب ہیں تو ردیف وار بیماریوں کا نام لکھکر۔ اُن کی ردیف وار نشانی بتلاکر مصلح و بدل کو بھی بتائیں۔ اور جسقدر اُن کتابوں کی ہم نوعہ جلدیں مختلف مقامات سے آئی ہوں وہ سب ایک طرف کر دیجائیں۔ کیونکہ اُن میں سے صرف ایک ہی جلد کی ضرورت ہو گی۔ اور احتیاطاً دو یا چند کی۔ سب کی ضرورت نہیں۔ مختلف پراگندہ کاغذات و اخبارات میں سے تشبیہ و مثال و ضرب الامثال و مذاق کی باتیں اور جملہ کارآمد باتیں اور اُس میں کی پیشینگوئیاں اکٹھا کر لینے کے بعد ضرب الامثال و مثالوں کے دفتر میں ملا دو۔ مگر پُرانی کتاب کو نفس سے ذرا دور رکھکر کھولا کرنا اور انگلی میں لب نہ لگایا کرنا۔ کیونکہ اُس میں اوراق

زہریلے ہو رہے ہیں۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسی ساری کتابوں کو پہلے
ہی ہونی دو۔ مگر آگ سے بہت بچاؤ رہے۔ اس جگہہ سگریٹ نوشی وغیرہ سے
بہت احتیاط رہے۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے سگرٹ۔ تمباکو ہو یا کوئی چیز ہو اسقدر
سے استعمال میں رہے۔ جس سے کسی قسم کا بھی نقصان نہ پہونچے۔ دانت
ناک۔ منہ کو خراب نہ کرے۔ مصلح کے ساتھ استعمال کرو۔ آیندہ کپڑے
اور کتابوں کے بچانے کے لئے ادویات وترکیبات فراہم کی جائیں۔ جیسے
تیزپات کپڑوں کو بچاتا ہے۔ اسی طرح بے شمار چیزیں ہیں۔ پھر ایک سلسلے سے
وہ سب کتابیں ترجمہ ہونا شروع ہوں جس میں کی کوئی وقیع واہم وکارآمد بات
نہ چھوٹنے پائے۔ لیکن واقعی جو بلا ضرورت اور حشوات سے معلوم ہو تو
اُسے چھوڑ دو۔:۔

سوم حشر ونشر

جب یہہ مرحلے پائے اختتام کو پہونچ جائیں تب تیسرے درجے میں
یہہ دیکھا جائے کہ جس قدر ایک ہی فن کی کتابیں ہیں اُن سبھوں میں باہم کس قدر
کیا فرق ہے۔ اور کیا کیا کم وبیش باتیں ہیں۔ اُسکی کمی وبیشی کو عالمانہ طور سے
پوری کرکے ایک سلسلے میں کر دو + جیسے خدا کے بارے میں جسقدر دلائل
ہوں سب ایک جگہہ ہوں۔ آسمان وزمین ونباتات وجمادات وغیرہ کے

بارے میں وہ اکٹھا ایک جگہہ ہوں اگرچہ بہت سی جلدیں ہو جائیں۔ کہ کتب بابت کی حاجات ساقط ہو جائیں۔ اور کثرت سے چھاپ کر اشاعت ہو۔ ضلع ضلع کتب خانہ ہو۔ اور جہاں جہاں ضرورت ہو۔ ہر جگہہ کتب خانہ ہو۔ ہر ایک جلد اُس کی اسی قدر وزنی ہو کہ آدمی آسانی سے اٹھا کر مطالعہ کر سکے۔ اور خوبصورت چھوٹے پیمانے پر اُن کی ضخامت ہوا کرے۔ جس فن کی کتابیں اس طریقے پر مرتب ہونے لگیں تو سرکاری اخبار اور عام اخبار میں اُن کا چرچا کر دیا جائے کہ۔ جو جو کتابیں ہنوز دل و دماغ کے اندر ہیں اُن کو لوگ نکالتے جائیں۔ مزاحم ہونیوالے روانہ ہو گئے۔

تحفۂ لامکاں۔ فقط سخن است

حیف۔ گر نزد قدرداں نرسد

دیکھو خیالات کے تحریری مجموعہ کا نام کتاب ہوا کرتا ہے۔ اُن کو جس بیجا کر نیکی ضرورت نہیں۔ اب اُنکو آزاد کرو۔ اسلیئے خیالات ظاہر کرنے کا عام حکم ہے وہ اسی واسطے ہیں کہ ظاہر کر دئے جائیں۔ چاہے اچھے ہوں یا بُرے۔ معقول ہوں یا نامعقول۔ کمیٹی اسکو جانچ کر نکال لیگی۔ قال و خیال کو درست کرے گی۔ اُن کے مصلح و مصحح کا اجماع بکثرت رہا کرے گا۔ بہت سی ہنر بھر باتیں جنکو ہنوز خیالات نے مس تک نہیں کیا ہے بیکار پڑی ہوئی ہیں۔ اصول و اختراع و ایجاد کا طریقہ اسی کائنات و ما فیہا کی امدادِ مفہومات و عملیات سے معلوم ہوگا۔ اور وہ فکر و خیال سے۔ تاکہ تمام کائنات تسخیر و قبضے میں آسکے۔ چاہیے

دنیا فانی ہو یا باقی۔ مگر تم بندوبست سے نہ چوکو۔ مخالفین کو لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ کا
نعرہ مارنے دو۔ تم اپنے قول سے دعوے کو باطل کر کے ثابت کرتے رہو۔ سب
جائز بات لایقین کے لئے مسخر و حلال ہے۔ نا لایق پر سب کچھ حرام ہے ؎

باران بے محل۔ ندہد۔ نفع کشت را
در وقت پیری اشک ندامت چہ فائدہ

تو بے فائدہ بات کی طرف رخ نہ کرو۔ پس دین و دنیا سب ایک ہی ذات کی ہیں
کوئی مذمت کے لایق نہیں۔ ایک ہی حیات بے شمار شکلوں میں ہے۔ اگرچہ
کُنْتَا بِلّٰی۔ خواہ زید و بکر وغیرہ نام ہو۔ اور ایک ہی موت بے حساب صورتوں
میں ہے۔ اگرچہ لقوہ و فالج وغیرہ نام ہو۔ موت و حیات دونوں کی جان
نکالنے کے بعد صرف ایک ہی جان باقی رہے گی۔ جو جانِ جاناں ہوگی
جسکو پیچھے کہیں گے اُس میں ہم اشتباہ سب ہونگے۔ دار الوفاق یا دار الوصال میں
توحیدِ احدی(۲) کا وجود ہے۔ اور دار الفراق و دار الفصال میں توحیدِ کثاری(۳) کی
نمود ہے۔ یہہ سب عالم کا عالم یا ہو و لو ہو ہے اور ایک ہی ہو کی نمود ہے۔

کہنے والے نے خوب کہا ہے ؎

دیکھئے بکھری ہوئی ہے زلفِ جاناں واہ واہ | چاند سے مکھڑے پہ ہے چھایا ہوا ابر سیاہ
ریلگاڑی کا دھواں ہے یا کہ ہے بل کا دھواں | یا کہ معدے کا دھواں ہے یا کہ ہے یہ دود آہ

اِس دود و آہ تجلِ عالم کا راز اُسوقت معلوم ہوتا ہے۔ جب استحقاقاً اُس پر راز کی

(۱) میرے بعد میرے جیسا کوئی نہ ہو (۲) احد کی تاثیرات (۳) مختلف قسم کی توحید۔

باتیں ظاہر ہو جاتی ہیں جنکو سمجھانے کے لئے اُنکے پاس کچھ مثال بھی نہیں ہوتی
مگر روح اپنی روحانی تجلی سے اس طرح ثابت کر دیتی ہے جس طرح ریڈیم شعاعوں [illegible]
سے مخفی کی ہوئی اُسکی اندرونی اشیاء کو ناظرین پر بھی بلا تکلف ظاہر کر دیتی ہے
یا جس طرح تار دور سے ہیکر دونوں کے دلی مطالب طرفین کو ایک سکنڈ
کے اندر بلا تکلف ظاہر کر دیتی ہے۔ اور روحانی آمد اُسکی اس طرح تجربہ کے
ساتھ ہوتی ہے جس طرح بنسی کے ڈورے میں لال کپڑے کی بندھی ہوئی
گولی پر مینڈکوں کا بے تحاشہ چھلانگ مار کر گرنا اور اُسکو نگل جانا۔ تاکہ کھینچنے والا
ان کو کھینچ کر دوسری دریائی چیز اُن سے گرفتار کرے۔ جیسے مچھلی وغیرہ ہے۔
یا یوں سمجھو کہ آئینے میں عکساً آفتاب کا اُتر جانا۔ پھر اُس آئینے کے ذریعہ سے
سایہ دار جگہوں پر تیزی سے بائیسکوپ کی طرح روشنی کا عکس ڈالنا جس سے
آفتاب کی حضوری آسمان سے لیکر زمین تک ہو جاتی ہے کہ وہ

بحر کثرت میں نہ ممکن ہے کہ باندھے کوئی پل
ہاں اگر وحدت کا اُس پر ڈال دیں محراب ہم

پھر آفتاب اپنی جگہہ پر بھی رہتا ہے۔ پس اس درجے کو پہونچنے والا ولی اللہ
ہے۔ تو یہ درجہ سب قدرتی فرائض کو ایمانداری سے ادا کر لینے کے بعد ملسکتا
ہے۔ خالی فاقہ کشی۔ و چلہ کشی۔ اور سر پٹکنے۔ اور شب بیداری نا جائز
ترکِ نا جائز۔ ترکِ زینت و آرائش و ترکِ زن و فرزند مصیبت برداری و خود کشی

اور واہیات خرافات گپ شپ اور اپارچ شئے سے نہیں۔ یہ سب محجوبین کی سزا ہے۔ نہ کہ غیر محجوبین کی۔ پس بوائض ازلیہ وخطریہ کو ادا کی ہوئی انانیت قدسیہ وازلیہ جو اس جسم یحیاویہ کی معرفت کام کر رہی ہے وہ کہہ سکتی ہے کہ ۔

نظم

از پنجرہ[1] عناصر و عالم چناں پرم — از کوہِ لامکاں۔ پرِ عنقا بر آورم

از فضلِ ذی الجلال۔ خداوند اکرم — از جملہ برترین جہاں۔ ذاتِ برترم

قصب السبق گرفتہ بمیدان گوی[2] و کاں — بر توسنے سوار شدہ۔ سبقتے برم[3]

روح و انانیت کہ بدارم۔ چنیں بگفت — بالائے جسم و عالم و ہر سو و اندرم

یحییٰ۔ خدا اگر باو۔ خدا ہست مار با

باشد چہ کشمکش؟ کہ بہر دو طرف کرم

کیونکہ جو اپنے نفس کے آگے گنہگار ہے تو وہ خدا کے آگے بھی گنہگار ہے۔ اگرچہ خلائق غلطی سے اسکو بزرگ سمجھ رہی ہو۔ اسکی دعا و بددعا میں اثر نہیں۔ اور جو اپنے نفس کے آگے بے گناہ و مقدس ہے وہ خدا کے آگے بھی بے گناہ و مقدس ہے۔ اگرچہ مخلوق اپنی ملعونیت کے سبب سے اسکو اسکے خلاف سمجھ رہی ہو۔ حالانکہ۔ جو کوئی زیادہ تر کسی بات کو دریافت کر سکتا ہو۔ یا اسکو زیادہ معلوم ہو

---

(۱) پنجرہ لفظ فارسی ہے (۲) پولو جو ایک کھیل ہے (۳) عالم۔

تو اپنے معلومات کو اُسی فن کے اخبارات میں شایع کردے کہ صحیح واقعہ ہونے پر وہ بھی ذخیرۂ معلومات میں داخل کرلئے جائیں کہ کتاب مکمل رہے۔ پھر آیندہ جسقدر تحقیقات ہوتی رہے گی اُس میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور فہرست ترمیم تیار ہوتی رہے گی کہ جنتری و تواریخ اور ریکارڈ سے ترقیات و تنزلات و انقلابات و واقعات و حادثات کے شمار و مدارج کی حالت معلوم ہوتی رہے۔ اور جس فن میں جس آدمی کو مذاق ہے وہ سرکار میں اپنا نام لکھوا دے کہ آیندہ اُس فن کی تحقیقات و فروغ دہی کے لئے مقرر کرلیا جائے۔ جیسے ہوائی و خلائی و سماوی و ذرات خون۔ دخون تناسلی حیوانات و انسان و ذکور و اناثی۔ وادویات۔ برق و حرکت۔ کشش و طاقت۔ افناء[1] و ابقاء[2] کی تحقیقات وغیرہا۔ تو چونکہ خون بہت ہی بہت مقوی چیز ہے یہ خراب نہ ہونے پائے۔ اسی کی خرابی سے علم و عقل و فکر و خوض و صحت و نسل سب خراب ہوجاتے ہیں۔ خونریزیاں ہوتی ہیں اور قوم کی قوم مردود ہوجاتی ہے۔ اور خون کی صحت سے دل و دماغ منور رہتے ہیں۔ اور کہاں کا کہاں پہونچا دیتے ہیں۔ کیونکہ ؎

نیست ممکن نکند صحبتِ نیکاں تاثیر
گل بخورشید رسانید سرِ شبنم را ؎

لیکن بری حالت جو دیکھی جارہی ہے۔ وہ سب خود کردہ ہے گویا ؎

ایں بلا اے مبتلا۔ از شامتِ اعمالِ تست کا مضمون ہے

(۱) فنا ہونا (۲) باقی رہنا۔

ثم اینکہ یہہ بھی معلوم ہو جائے کہ مردم شماری کی رو سے کس قدر انسان کی تعداد فلاں فلاں محکمے میں لی گئی ہے۔ اور کسقدر باقی ہے۔ اُن لوگوں سے اب کیا کام لینا چاہیئے۔ تاکہ کثرتِ کاروبار سے غیبت اور برائی۔ جنگ و جدال کی فرصت نہ ملے۔ مگر بہ نیم جنگی تعلیم عام طور پر تندرست زن و مرد سب کے لئے جاری رہے۔ لاٹھی۔ پٹا۔ بنوٹ وغیرہ سب۔ مگر کسی کو کم۔ کسی کو زیادہ۔ حاملہ وغیرہا کو معافی۔ غرض کہ جیسا موقع ہو۔ اِس محترم فن کو بے کار نہیں کر دینا چاہیئے۔ اسی کا یہہ جلوہ ہے جو اسقدر اصلاح و ترمیم و بندوبست کی ضرورت پڑی ہے۔ چاہے جنگ ہو یا نہ ہو۔ مگر جنگی قیدیوں کے لئے قید خانہ اور ہوسپیٹل وغیرہ کا بندوبست پہلے ہی سے رہے۔ علم ظاہری کی رو سے مبادا کیا ہو۔ کہنا چاہیئے۔ اسکے بعد جن جن کی کتابیں ہیں واپس کر دینا چاہیئے۔ اور ردی کاغذات گلا دئے جائیں کہ اُن سے دوسرا کاغذ تیار ہو۔ یا اور کوئی چیز بنائی جائے۔

احترام الموجدین

اور عام نوٹس ہو کہ جو کوئی بیشتر از خوداً کتابوں کی نقل کر لینے کی ترکیب اور چھپ جانے کی ترکیب ایجاد کرے گا تو اُسکی تمام عالم میں بڑی قدر ہوگی۔ اُسکو خطابات شمس و اعزاز و امتیاز ملیں گے۔ اور حضور انور بذاتِ خود سینے پر ہاتھ

رکھ کر تعظیم و تکریم فرمائینگے۔ یا اُن کا قایم مقام۔ اس فرض کو ادا کرے گا
دہرا ایک موجد کی۔ پھر وہ کسی زمانے میں ہو) اور اُسکا جسیمہ شاہراہ پر رکھا جائیگا
اُسکا ادب کرنا یعنی موجد کا خصوصیت کے ساتھ لوگوں پر فرض ہوگا۔ یہہ
کچھ پرستش نہیں۔ نہ وہ پرستش کئے جانے سے خدا ہوجائے گا۔ یہہ خیال غلط
ہے۔ اُسکو کافی و وافی انعام و اکرام ملیں گے۔ وظیفہ ملے گا۔ مجمعِ عام میں
پھولوں کا ہار پہنایا جائے گا۔ اُسکی جمیع ممکن الوقوع جائز تمناؤں کو بر لانیکے
لئے راجا پرجا سب بلکہ کوشش کرینگے۔ اور جو کچھ وہ ممکن الوقوع جائزیات چاہیگا
حتی الوسع پوری کیجائے گی۔ اور اس بات کے مخالف اور ضدی شخص کو
جو مضر خلایق ہو بالکل اسی کے تدِ مقابل سزا دیجائے گی۔ اسلئے ترقی میں مزاحم
نہیں ہونا چاہئے۔ اور اسی طرح جس چیز کی ضرورت پڑے اُس چیز کو سہل کرنیکے
خیال سے کوئی آلہ۔ عالمِ ایجاد میں لانے کے لئے اشتہار دیا جائے۔ اور لوگ
اُسکے بارے میں بایکدگر چرچا کرنے کو عین عبادت سمجھیں۔ کہ ایجاد و تحقیقات
کرنے کی طرف دل و دماغ مائل ہونے لگیں۔ پھر اسی طور پر موجد کی سخت عزت
کی جائے بلکہ ایجاد اور خوبی اشیاء بذاتِ خود ایک اچھا خاصہ اشتہار ہے
کہ موجد کو فائدہ پہونچائے اور اُسے معزز بنائے۔ اور عام نگاہوں میں عزت
پیدا کردیگا۔ اور ہر ایک بُرے کام اور نیکی کے کام کی یہی خاصیت ہے بشرطیکہ
پھوٹ نہ ہو۔ نقصان رساں نہ ہو۔ ان موجودہ مشائخین و گوشہ نشین ہستیوں

سے کہیں معظم و محترم اور قابلِ عزت شخصیت ہوگی کہ اُسکی ذات سے اصلی بیت اللہ کو زینت و رونق حاصل ہوئے یعنی کون و مکاں کو۔ خدا بھی اُسکو زینت دے گا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَیْہِ دَائِمًا ابدا :۔

ایجادات

پھر جو کوئی ستاروں کے اندر کی حقیقت دریافت کرنے کی ترکیب۔ یا آلہ ایجاد کرے گا یا خورشید[1] و جمشید[2] کو قید کرنے کی ترکیب ایجاد کرے گا کہ سرچ لایٹ یا کشافہ کی طرح آفتاب و ماہتاب زمین پر بلا ضرر اُتر آئیں اگ سوا نیزے پہ ہوں۔ جیسے بجلی کی روشنی۔ گرمی و سردی وغیرہ وغیرہ کو اختیاری بنانے کی ترکیب ایجاد کرے گا۔ حسب خواہ تبدیلِ موسم کی ترکیب ایجاد کرے گا۔ کوہ کن ہر ما زمین کو روڑے وغیرہ سے صاف کرنے والا آلہ۔ خزانے کے استحفاظ کا آلہ۔ یا حفاظ کہ چوری نہ جا سکے۔ تناسخ شناس و ترکیبات شناس ترکیب و تحلیل کرنے کا آلہ۔ آب وہوا خراب کر دینے کی ترکیب۔ پانی میں آگ لگانے کی ترکیب۔ کہرا بنانے کی ترکیب۔ اولا برسانے کی ترکیب۔ دریا کے اندر کی چیزوں کو دریافت کر لینے والے آلے۔ جزیروں کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ پانی برسانے کا آلہ۔ پانی کو سمیٹ لینے کی ترکیب۔ بجلی کو روک لینے کی ترکیب۔ بجلی بنانے کی ترکیب۔ اور حسب خواہ معین مقام پر گرانے کی ترکیب

(۱) دھوپ (۲) چاندنی۔

ہوا میں بھرنے کی ترکیب۔ اسکو قبضے میں کرنے کی ترکیب۔ اس سے حسب خواہ کام لینے کی ترکیب۔ معدن شناس آلہ۔ زمین کو چشم زدن میں کھودنے کی ترکیب یا حفارہ۔ اسکو فوراً بھر دینے کی ترکیب۔ ڈوبے ہوئے اسٹیمروں کو نکالنے کی ترکیب۔ مکانات بنانے اور انکو اکھاڑ کر دوسری جگہہ لے جانے کی ترکیب یا نقالہ۔ اگرچہ پہاڑ ہو۔ چشم زدن میں کھانا پکانے والا آلہ۔ یا طباخہ۔ بٹن دباتے ہی ٹیبل پر کھانا مہیا کردینے والا آلہ۔ جنگل صاف کردینے کی ترکیب۔ ریت اور سمندر سے سونا چھانٹ کر نکالنے والا آلہ۔ ریت کو متحجر کردینے کی ترکیب۔ مُضر وسرد ہوا سے بچنے کی ترکیب خاصکر گرم پانی سے نہانے کے بعد۔ نسل شناس آلہ۔ اصل شناس آلہ۔ خیال شناس آلہ۔ حادثات گو آلہ۔ تمام اقسام کی آفات سے بچانے والا آلہ۔ یا ذریعہ۔ خیال گو آلہ۔ کہ اصلی حقیقت معلوم ہوجایا کرے۔ جرم کی جلد تحقیقات ہوجایا کرے۔ بلکہ جلدی سے تحقیقات ہوجانے کی ترکیب۔ کہ کسی کام یا مقدمہ میں طوالت نہ ہو۔ فوراً فیصل ہوجایا کرے کہ فتنہ وفساد نہ رہے ریجیسے مقناطیسی تھٹیں کوپ ہوتا ہے یعنی محقق الاحوال باطنیہ یا ولربا جس میں رسم کے منکر نکیر بنے رہتے ہیں اور ڈاکٹر اپنے دونوں کانوں میں لگا کر عناصرو مریض سے سوال کرتا ہے کہ انکا رب کس حالت میں ہے؟ یعنی ان کی روح کس حالت میں ہے۔ اور ان کے دین ودنیا؟ یعنی قلب وقالب کیسے ہیں؟) جو عیب ہنر وغیرہ ہوں ان کو نکالنے۔ معتدل بنانے۔ یا روک رکھنے کا آلہ

جن سے حسب خواہ کام لیا جا سکے۔ گرمیفون کے ریکارڈ کی طرح دل ودماغ
میں علوم وفنون انسان وحیوان میں بھر دینے کا آلہ کہ پڑھنے سیکھنے کی ترکیب
انسان کے لئے قدرے قلیل باقی رہجائے؟ کہ لوگ جلدی عالم فاضل وغیرہ
وغیرہ ہوجایا کریں۔ بدصورت کو خوبصورت۔ بڈھے کو جوان بنانے کی ترکیب
فلزات بنانے کی ترکیب۔ کلفتِ ولادت کو رفع کردینے والی ترکیب جو
شدت سے سریع الاثر ہو۔ گرمی وسردی حسب خواہ کرنے کا آلہ جس سے
صورت وسیرت پر حسب خواہ اثر ڈالا جا سکے۔ غرضکہ مرصاد۔ کشّافہ۔ حفّاظہ
حفّارہ۔ نقّالہ۔ مقیاس الاوقات۔ برقکش۔ زمین کن۔ چھکینہ۔ میزان الحق۔
معیار الدجیٰ۔ کھدّوال۔(۱) کھودنی وغیرہ وغیرہ۔ تو جو افراد ایسی ایسی مفید
چیزیں ایجاد کرینگے کیسے نہیں اُن کی عزت ہوگی؟ اور کیوں نہیں؟ ضرور بالضرور
عنداللہ ماجور غیر ممنون ہونگے۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ یہہ سب امر
بحدیثِ دیگراں کچھ ناممکن بات نہیں ہے یہہ ضرور ہونیوالا ہے۔(۲)
مگر جسکو جس ذریعے سے ماجور عنداللہ ہونا ہے اُسکے لئے یہہ فوائد رسانی کا
طریقہ امانتہً مختص رکھا ہوا ہے کہ اُن کو بعنقریب اُن کے ذاتی وہیراثی ونسلی
اعمال کے نتیجے میں ملنے والا ہے۔ اسواسطے یہہ نہیں کہا جا سکتا کہ پادشاہ
کسی امر کے اجرا کے لئے حکم دے اور خود ہی اُسکو کرنے بھی لگے۔ تو پھر وہ

(۱) مسطح کھودنے والا آلہ۔ (۲) ثبوت یعنی پیشینگوئی۔

پادشاہ نہ رہے ہے۔ اسی طرح جسنے ان سب باتوں کی خبر دی اُسکو خود عالم ایجاد میں لانے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ اُس میں دوسروں کی حق تلفی ہوگی۔ لہذا امری صورت اپنی جگہہ پر نمایاں ہوگی اور نبوی شکل یعنی پیشینگوئی کی صورت اپنے مقام پر قایم ہونے والی ہے۔ اور ارادی صورت اپنی جگہہ پر اور ایجادی صورت اپنی جگہہ پر (ہر ایک کا ایک ایک کام ہے۔ از جز تا کل سب کام ایک ہی شخص نہیں کرسکتا۔ اتنا وقت نہیں) جسکے لئے درپردہ بانی مبانی قادر کن فکاں صرف ایک ہی ہستی ہے جو ہستی آفریں ہے۔ چاہے مجسم رہے یا غیر مجسم۔ یا دونوں سے مرکب۔ یا دونوں سے بری۔ جیسے مئو گے کا وجود کہ عورت و مرد دونوں سے مرکب اور دونوں سے بری ہے اس اشارے کو غالباً تم سمجھ گئے ہوگے۔ الغرض اینکہ اسی طرح جو کوئی تمام عالم کو ایک کردیگا نسبت عالیہ و انتہائیہ سے جکڑ دے گا۔ فتنۂ و فساد کو مٹا دے گا۔ کاموں کو آسان کرتا جائے گا۔ مفسدین و شریرین کو نیست و نابود کرے گا۔ وافع البلاے والوباء والقحط والمرض و الالم انتظام کرے گا۔ تو کیسے نہیں اُسکی تعریف ہوگی؟ کیسے نہیں اُسکی ہاں وان ہوگی؟ کیسے نہیں پوجا پاٹ ہوگی؟ کیسے نہیں اُسکو خداوند و ربّی کہیں گے۔ بلکہ یہہ نہیں کہنا اور اُسکی نسل بعد نسل عزت و عظمت نہیں کرنا ہی کفران نعمت ہے۔ کیونکہ عناصر و تاثر۔ اسباب و حرکات سے مرکب ہوکر

(۱) ایک جگہہ غلطی سے یہہ لفظ تذکیرانہ بیان میں آگیا ہے۔

جسمانی و روحانی صورت میں نیاز مند نہ رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی مجسم ہستا و
و مالک و ارباب نیاز مند بعناصر و آثار ہونا چاہئے کہ امر و نہی کر سکے۔ کیونکہ خدائے
غائبانہ جزا و سزا۔ یا قہر الٰہی سے نہیں ڈرتی۔ اور اس صورت سے بری البری
بے بنیاد رہنے والی ہستی کے لئے ویسا ہی غیر مرئی العین (۱) غیر محسوس الحواس
اختیار محض و بے نیاز سرپرست ہونا چاہئے کہ ظاہر و باطن کی تفریق از روئے
قواعد و قانونِ حقانی ہو۔ پس

چوں نظر در نور گنجیدہ۔ بگردیدہ چو نور ؎

چوں بتاریکی فتد۔ نورِ نظر گردیدہ کور

اِس لئے اوتار یا ہادی مجسم ہوا کرتا ہے وہ اِسی قانون کی بنا پر مبنی ہے
کہ زمانے کے مطابق اپنی نسبت کے ذریعہ سے اپنے پیروکاریں پشت بہ پشت
فیض و برکت پہونچائے۔ لوگوں کی بد اعمالی پر اور دورِ زمانہ ختم ہونے
پر غائبانہ فیاضی سے الگ ہو جائے۔ اور اُسکے تعلیمات کے تمام حرف
اُڑ جائیں۔ یعنی بے اثر ہو کر منسوخ ہو جایا کریں۔ (یعنی غیر مجسم کے لئے غیر مجسم
اور مجسم کے لئے مجسم ہادی چاہئے) ایسی حالت میں اگر اُسکو براہِ اعزاز و احترام
و عظمت و محبت اپنا ازلی سردار ہی گردانا۔ اور ربّی خواہ سرورِ عالم ہی کہا
تو کیا گناہ کیا؟ کچھ نہیں۔ الانسان عبید الاحسان۔ ہل جزاء الاحسان الا
الاحسان۔ اور یہہ معاملہ قدرتی طور پر ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ اور ہمیشہ ایسا ہی

(۱) نہیں دکھنی والی شے۔

ہوتا رہے گا۔ کسی قدر روک ٹوک ہو۔ عاشق تو اپنے معشوق کو خدا کہتا ہی ہے وہ کثافت کو نہیں دیکھتا۔ لطافت کو دیکھتا ہے۔ اسی واسطے اللہ کے معنوں میں سے ایک معنی معشوق کے بھی ہیں۔ جبھی کہتے ہیں کہ انما العشق ہو اللہ۔ جسکو ہندی میں لاڈو۔ یا لاڑو کہتے ہیں یعنی لاڑ پیار سے نسبت رکھنے والی ہستی۔ اس میں واؤ نسبت کی ہے۔ جیسے الّو۔ چاکو۔ ہندو۔ پیٹو۔ میں واؤ ہے۔ چنانچہ معشوق کی خدائی صفت کی بے نیازی کی شان کہ وہ کس طرح بے نیاز ہے اگر ایک شکل و صورت میں ظاہر کیجائے تو اسکو ظاہر کرنے کے لئے ہمیشہ جسیمہ یا بت بنا کر ظاہر کیا جائے گا۔ جیسے خود عالم بنا ہے سوائے اسکے کچھہ دوسری شکل و تشکیل نہیں ہے۔ کیونکہ مجسم کے لئے مجسم اور غیر مجسم کے لئے غیر مجسم۔ مگر ایک ہی جبش شکل و صورت کا نقشہ ہو تو نہایت بہتر ہے۔ تاکہ پتا لگے کہ بھیا کہ اسی جسیمہ یا تصویر کے جیسی وہ ملجم و مجسم شکل تھی جسنے اہل دنیا کو بے انتہا فائدہ پہونچایا اور جسطرح تمام ذرہ کائنات مع آفتاب و ماہتاب بغیر کسی طمع کے اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ اسی طرح اس اوتار نے بھی ادا کیا۔ مگر یہہ اپنی سعادتمندی ہے کہ ہم اسکو اپنا محسن ازلی واجب الذکر والسجود سمجھیں۔ گو تصور کے اندر تشکل گوناگوں ہو جایا کرے) اسکا اصلی وجود زیادہ تر قابل عزت ہے۔ لہذا اس مرئی العین وجود کے ذریعہ سے غیر مرئی العین تک پہونچنا چاہیئے۔ مکان کے ذریعہ سے لامکان تک۔ جیسے نوٹ کے ذریعہ سے

زرتک رسائی۔ مگر عام طور پر یہہ ایک قسم کی نمایش ہے وہ بھی خالی از تفریح طبع نہیں۔ پس اچھے کام کرنے والے کی ضرور عزت ہوگی۔ ضرور فطرت کی طرف سے اُس فن کے لئے اُسکے نام میں برکت دیجاے گی۔ جیسے عون و فرعون[1] کے لفظ میں اثر ہے۔ اور خدائے حی القیوم کی طرف سے غائبانہ مدد۔ حتیٰ کہ برے۔ بے وفا۔ کے نام لیوا میں بھی برائی اور بے وفائی اور بے سمجھی پیدا ہو جاتی ہے۔ چہ جائیکہ بھلائی کے نام لیوا میں حکیمانہ عمدگی نہ ہو۔ ضرور ہوگی۔

پر سہ لوگ کہتے ہیں۔ بھلائی نہ رہے دنیا میں
یہہ بھی کہدیں کہ۔ برائی کا مآل اچھا ہے

اسواسطے لوگوں کو چاہئے کہ اوتار اور اُسکے خاندان کی قولی وفعلی دونوں طرح عزت کریں۔ وہ اُس نجم الھوا سے توکہیں بہتر ہے جو شہاب کی صورت میں زمین پر گر کر ہجر اسود کے روپ میں نمایاں ہوتا ہے۔ جسکو کالا پتھر کہتے ہیں۔ جو آجکل بھی بہت سے عجائب خانوں میں ہے۔ مگر گذشتہ زمانے میں کثرت جہالت کے سبب سے خاص جنت کے وہی باورچی خانہ کا پتھر سمجھا گیا۔ اور خوب ہی خوب اُسکی پرستش ہوئی۔ چپّا چاٹی لئے گئے۔ اُس حقیر پتھر سے بھی کمتر اُس ازلی محترم خاندان کو لوگوں نے سمجھا۔ جس میں انوار الٰہی اس طرح محلول ہوتا چلا جا رہا ہے۔ جیسے خمیرے کے سرمے میں مروارید۔ کہ کچھ بھی ہوجائے مگر اُس میں کچھ نہ کچھ اثر ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ یہہ میراثی و خاندانی ترکہ وورثہ

(۱) فرعون کا لفظ بچھو کا مجرب منتر ہے۔

ہوتا ہے۔ جبھی زندگانی کا بیمہ کرتے وقت میراثی صحت و مرض و حسن و قبح کی جانچ ہوا کرتی ہے ورنہ ہرگز نہ ہوتی۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ جب نورانی انسان کا ظہور کسی سرزمین پر ہوتا ہے تو اُسکے ظہور کے سبب سے از روئے قانون ذی القربیٰ اُس سرزمین کا حق قدسیت و تقدس کی نامزدگی سے ادا کیا جاتا ہے۔ اور وہ ارضِ مقدس اور اماکنہ مقدسہ کہے جانے لگتے ہیں۔ اور عجائب چیز دکھلانے والے کو نذر پیش کیا جائے۔ اور کبھی سرزمین موسومہ افرادِ خاندانِ قدسی بجائے نائب اللہ۔ حامی الخلقت و الدین گلِ سرسبد[1] زیب و زینت و فیض و برکت سمجھے جانے کے کچھ بھی مقدس نہ سمجھے جائیں اور بے جرم و قصور واجب القتل قرار دیے جائیں؟ ہ

وائے۔ بریں فہم۔ و ایں فہمیدگی

لعنت باد ا۔ بریں عقل و دانش۔ حالانکہ۔ واضح رہے کہ امام کے معنی آگے کے ہیں۔ تو تمام عالم کا اگوا انتخاب حضور رب العزت کی ہستی پاک ہے ہَلّلُویاہ ثُمّ ہَلّلُویاہ[2] (الحمد للہ رب العالمین۔ ثم الحمد للہ رب العالمین) پس وہی امام العالمین و امام الکائنات ہے۔ اُسپر تمام آئمہ ملقب بہ القاب مختلفہ سے کوئی امام۔ افسر و حاکم نہیں۔ محض خودسر ہے۔ اُس امامتِ ازلیہ کے جسمانی عمل کا ظہور جسمانیت تاب ہوا ہے جیسے دیکھ رہے ہو۔ اس لئے تمام شاخ در شاخ اُسکی جسمانیت کا ظہور محترم ہے۔ سبحان اللہ:۔ ہ

(1) کھانچے میں پھولوں کی ڈھیری کے اوپر کا بڑا پھول (2) عبرانی زبان میں الحمد للہ۔

نظم

از لبِ شیریں۔ کلام اللہ را فرمود نوش ‏ ‏ در دلِ مومن۔ بماند۔ نور را۔ فزود نوش

بود وہم۔ نابود۔ ہر دو بودنی۔ از بود نوش ‏ ‏ بے محیا بودنی۔ ہر اُبود را بخشود نوش

ظلمتِ ملکِ عدم[1]۔ سرگرد شد۔ وزنگِ کل ‏ ‏ ہر تنِ او معتبر شد۔ با سرِ او سود نوش

رونقِ انوارِ ربّانی۔ بروئیش جلوہ گر ‏ ‏ رنگ و روغن را۔ بخوشبوئی برا اندود نوش

رتعیہ میدانِ قدرت را لفکر و عقلِ خویش ‏ ‏ بلکہ از خالق نیست۔ زود تر۔ پیمود نوش

درمیانِ آب و آتش۔ باد۔ ثالث میشود ‏ ‏ زیں حکیمانہ روش۔ انصاف را بخشود نوش

درمیانِ خلق و خالق شد وجودش ثالثیش ‏ ‏ از برائے ربّ سی فرض است پس انبود نوش

جملہ جائز شد۔ چو بر موقع[1] و بر وقت[2] و محل[3] ‏ ‏ کردہ آید۔ قدرت۔ خوب شد فرمود نوش

از جمیعِ بیقراری اے تو بیچلی۔ درگزر

کارِ بد۔ آلودن است۔ و کارِ تو۔ پالود نوش

چنانچہ یہہ سب کام ہمارا صفائی و پالودگی میں داخل ہے۔ مگر اس سے یہہ مقصود نہیں کہ اُسکے بعد اگر اُسکے اہلِ بیت یعنی خاندان سے کوئی مجرم ہو تو واجب التعذیر نہیں سمجھا جائے۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ وہ بھی اُسی سزا کا مستحق ہو سکتا ہے جو عام لوگوں کے لئے سزا مقرر ہے۔ صرف نظاماً۔ وبرکتہً وفیضاناً وفضلاً محترم ہے۔ یہہ سب اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ اسواسطے اب نئے سرے سے

(۱) قربان (۲) بڑے لوگ۔

ارضِ مقدس اور خاندانِ مقدس قایم کیا جاتا ہے کہ اُسکے وسیلے سے فیضانِ فضل و کرم ہو۔
فہو ہذا

چونکہ تمام عالم گول ہے اس لئے جو چیز جہاں سے روانہ ہوتی ہے آخر میں وہیں پر آ کے واصل ہوتی ہے۔ جیسی موسم کے بعد وہی موسم۔ ایام کے بعد وہی ایام ہوا کرتے ہیں۔ تو پہلے پہل ہندوستان سے آدمیت و جمیع لوازماتِ آدمیت شروع ہوئے تھے۔ اسی واسطے اس کا نام ہند ہے۔ یعنی مبدا و مرکز جو نتیجۃ الاخریٰ پر از رو قواعدِ مذکورۂ بالا بصورتِ مہادیو یا مہدی پھر ہندوستان میں ظاہر ہوئی مگر ہندوستان کے سرزمین سے وہ سرزمین ذات القربیٰ ہونے کی حیثیت سے زیادہ تر مستحق ہے۔ جہاں کے عناصر و مآثر نے اپنے عہدِ مجید میں پرورش کی تو وہ صوبۂ بہار ہے۔ اور بہار پہلے سے بھی محترم ہوتا چلا آرہا ہے۔

ثبوت مع توجیہات

سنسکرت میں مہا بڑے کو کہتے ہیں جسکو مقدس کر کے ماہ کہا گیا۔ اور مخفف کر کے مہ۔ جس سے مہتر کا لفظ بنا ہے۔ یعنی اتنا بڑا۔ یا اونچا جیسے زمین سے مہ یا چاند ہے۔ جس کا ضد کاہ یا کہہ ہے جس سے کہتر کا لفظ بنا ہے یعنی اتنا چھوٹا یا نیچا جیسے گھاس پات۔ تو مہ گڈہ کے لفظ کو فارسی بنا کر مہ کدہ یا مہ کہہ کہتے ہیں یعنی بڑے بڑے اور اونچے اونچے درجے والوں کے ظہور کی جگہہ

چنانچہ وہاں کے اکابرین کرام کے کچھ اسماء یہاں پر ضرورتاً بیان کئے جاتے ہیں۔ جیسے اوتاروں میں سے بہت بڑے اوتار حضرت بدھا ہیں جن کو بدوح کہتے ہیں۔ وہ یہیں سے ہوئے۔ نیز شرف الدین و شرف الحق۔ احمد یحییٰ منیری شیر شاہ عادل یہیں سے ہوئے۔ کبیر داس۔ تجلاج موجد شطرنج۔ تلسی داس کالیداس۔ منوداس۔ یہیں سے ہوئے۔ قوم جین کے رہبر گرو گوبند یہیں سے ہوئے۔ جن کی اصلی تعلیم کے خلاف اُن کی قوم چل رہی ہے بلکہ جہان بھر کی ساری قوم اپنے رہبری کے خلاف چل رہی ہے اُسی پر کیا حصر ہے۔ اسی طرح بہت بڑے بڑے منطقی و فلسفی۔ حکیم و طبیب و منجمین وغیرہم وغیرہم پیدا ہوتے گئے۔ جس سبب سے اِس خطے کا نام بہار یعنی دارالعلوم پڑا۔ راجاؤں میں سے بہت بڑا عادل و خدا پرست میگھ دیو راجہ پیدا ہوا۔ یعنی گوسپند مزاج۔ جسنے حضرت بدوح کی تعلیم کو خوب ہی خوب رائج کیا۔ جس وجہ کر اُسکے ہمعصر راجہ لوگ اُسکو مہ گدھوی راجہ کہنے لگے اُسکا نام لینا اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ پھر وہ مہ گدھوی کا لفظ بگڑ کر مہ گد ہو گیا۔ پھر مقلوب ہو کر میگدھ ہو گیا۔ جیسے سورج سے خورج۔ خورج سے پھر شید خور۔ بعدہٗ شید خور کا لفظ مقلوب ہو کر خورشید بنگیا ہے۔ گروشتاد سے شاگرد بنگیا ہے۔ خوشناوند سے خوشنود بنگیا ہے) اور اُس عادل خدا پرست راجہ کا نام میگدھی ہو گیا۔ جو آخر میں مخفف و منقلب ہو کر مگھہ ہو گیا۔ اور

اِس خطے کا نام ہی مگھ ہو گیا۔ تو چونکہ عربی زبان میں گاف (گ) کا حرف نہیں ہے
یہہ زبان منہ کے ہر ایک حصّے کا حقِ ورزشِ تلفظ نہیں ادا کرتی۔ فلاحصر ہے
اور بجائے گاف کے جیم (ج) یا کاف (ک) استعمال کرتی ہے۔ بجائے
چ کے (ص) استعمال کرتی ہے۔ جیسے گچ سے جص۔ شنگرف سے شنجرف
گوہر سے جوہر۔ چوگان سے صولجان۔ چین سے صین۔ بیگن سے بادنجان
گلنجن سے خولنجان۔ چیندری سے جدری (چیچک) وغیرہ۔ اسلئے مگھہ کا لفظ
مجّہ اور مکّہ ہو گیا۔ اور صاحبگنج بنام گیا کو مکیشور کہنے لگے۔ یعنی مکہ والا ایشور
یا عیسیٰ کی جگہہ کیونکہ ایشیا سے ایشور بنا۔ ایشور کے لفظ سے عیسیٰ بنا ہے۔
جسکو انگریزی میں ایسٹ کہتے ہیں۔ تو گویا یہہ بھی شرف بہار ہی کو حاصل ہوا۔
اور گیا کے ماننے والوں کی تعداد اُسی قدر ہے جسقدر حجر وسلم کے ماننے والوں
کی ہو گی۔ کعبے کے ماننے والے تھوڑے ہیں صدیقات بہاریہ میں سے ایک
ہندنی صدیقہ جنکو سنسکرت میں ستیِ اور سیتاجی کہتے ہیں وہ بھی بہار ہی کی ہیں
جنسے شادی کرنے کے لئے شاہزادہ اجودھیا مسمّٰی باسم ارمیا۔ یار اچندرجی
جب سویمبر میں بہار پہونچے۔ تو دستور باسبق کے مطابق اُنکو وزنی تیر و کمان
دئے گئے کہ کمانِ مذکور کو جو شخص کھینچکر ٹھیک نشانے پر تیر پھینک سکیگا تو
اُس سے سیتاجی کی شادی ہو گی۔ چنانچہ ارمیا نے اپنے پاؤں کے انگوٹھے

(۱) دو لطا دکھائی کا جلسہ۔

لگاکر اتنے زور سے کمان کھینچی کہ تانت والا حصہ ایک اور دوسرے قوس کی شکل میں ہوگیا۔ اور تیر مذکور اُسکے درمیان کا خط مستقیم یا قاب بنگیا۔ اور کمان مذکور کے دونوں زِہ ملنے کے قریب پہونچے۔ اور حسب معاہدہ راجپند جی سیتاجی کے قوسین یدین تک پہونچنے والے بنگئے۔ جسکو عربی میں قابَ قوسینِ او ادنیٰ کہہ سکتے ہیں۔ گویا قاب قوسین کہکر اِن جمیع واقعہ کے مجموعی مفہوم کو رمزاً وغمضاً کنایتاً واشارتاً اپنے مخاطب کو یاد دلانا ہے کہ تم کو اپنی کسی آمد کا واقعہ یاد ہے کہ نہیں ہے جیسے عاشق و معشوق۔ دوست و دشمن۔ موقع پر باہمدگر رمزاً وکنایتاً بات چیت کیا کرتے ہیں۔ مثلاً جب قومِ رحیمہ کہا جائے گا۔ تو خواہ مخواہ اس اشارے سے وہی قوم سمجھی جائے گی جو رحیم کا لفظ بہت استعمال کرتی ہے چنانچہ پرم گیان نامی صحایف میں مضامینِ مذکورہ کی طرف نظماً ایما کیا گیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ ؎

نظم

اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوم ..... لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ او نونٍ احکام سے چڑ نیو الو
اک قوس جسنے کھینچا جسکے چلے رل گئے تھے اوسیف کے سبب دوست۔ او صمصام سے چڑ نیو الو
وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ؟ کچھہ معنی بھی سمجھے ؟ او سیتا رام سے چڑ نیو الو

تو ما فوق الذکر واقعہ کا ظہور بھی ہماری سے ہوا۔ اور زمانہ حاضرہ میں بھی وہاں بڑے بڑے لوگ ہیں۔ اور آج بھی جو کوئی غیر ہماری لیڈر جھوٹھ یا سچ

مشہور ہوا ہے تو پہلے بہار ہی کی تحریک و ترغیب سے ہوا ہے۔ نوبت با ینجا رسید کہ امام الکائنات و سرورِ عالم کا جسمانی وجود بھی بہار ہی سے نمایاں یا نمودار[1] ہوا۔ اس لئے بہار کو زیادہ تر ارضِ مقدس اور پائے تخت قدسی ہونے کا حق حاصل ہے۔ اُسکی اور وہاں کے لغت و زبان اور نسلِ امام کی حق تلفی نہیں کیجا سکتی۔ پس عالم بالا میں یہی بات قرار پائی کہ بہار ارض مقدس کہا جائے۔ اور قربانی نروانی خاندان سے عرش اعلیٰ میں ہے۔ یہی مرضیٔ الٰہی ہے۔ لہذا۔

انچہ اُستادِ ازل گفت ہماں میگویم

پس اب سابق اماکنِ مقدسہ مسلوب القدس مسلوب الروح۔ مسلوب البرکات و مسلوب الفیضان مسلوب الافضال و مسلوب الاحسان سمجھے جائیں۔ تمام مقدس معبد کے تکیے یہاں کے معبد میں لگائے جائیں۔ جیسے تمام اوتار کی روحیں ایک اوتار میں یا تمام الوان ایک آفتاب میں۔ جیسے گلِ عباسی۔ مگر ملبہ اور عملہ ڈہونے والے بجائے گدہے۔ خچر۔ اور ناپاک لوگوں کے وہ لوگ اپنے اصلی جامہ کے ساتھ ڈہوئیں۔ جو خود کو جوگی۔ سادہو۔ پیر فقیر۔ درویش و علماء[2]۔ سجادہ نشین و صوفی کہتے ہیں مقدس سے بیت اللہ بنے۔ مگر بہار کی سرحدیں سرگجہ مع چھتیس گڈھ اور بنارس مع ضلع بنارس سمجھا جائے گا۔ ملکی تعریف کی رو سے جسقدر ممالک مساوی الرقبہ ہونیکے بعد زیادہ قرار پائیں

(۱) بہار کے مال چنید نامی شخص نے اندور وغیرہ خطہ فتح کیا جس سبب سے اسکا نام مالوہ ہوا۔ اور بہار کے معنی سنسکرت میں دار العلوم کے ہیں یعنی یونیورسٹی

(۲) اب دین و دنیا کے کام میں یہہ حضرات لائے گئے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تھا۔

تو وہ سب قطعاتِ ارضیہ ہماری خط میں اضافہ کرکے اسکا سر حد بڑھا دیا جائے۔ اب سب
لوگ کا مرجع اسی طرف ہو۔ اسی کے بارے میں صحف میں ہے۔

صحفی پیشینگوئی

کہ قلم سے کائنات کی پیدایش کرنے والے
جسکو ذوالنون و القلم کہیں گئے۔ اور عَلَّمَ بالقلم کا مصداق ہے۔ عجیب و غریب
انتظام کرنے والا ہے کہ لوگوں کو ناممکن معلوم ہو۔ اور وہ پیدا ہے جسکا ظہور مشرق سے
از مقام پیدا ہوگا۔ جو اُرْیَلْ کے پاس ہے اور وہ اُرْیَلْ دریائے سیحون کے پاس ہے
جسکی نشانی تین انکھا ناگ ہے۔ اور مار نما وہناک بان پر بیٹھا ہوا ہے۔ اسمیں
اسکا نام ظاہر ہوتا ہے یعنی یحییٰ کا ظہور موضع یحییٰ سے ہوگا۔ جو اُرْوِل کے پاس
ہے۔ اور وہ اُرْوِل(۱) سوان دریا کے کنارے ہے۔ اور میم مار اسکی نشانی ہے
جس میں راز ہے۔ مگر اب اُس موضع یحییٰ کا نام مسیح آباد رکھدینا چاہئے اور عمدہ
طریقے پر آباد کردینا چاہئے۔ وہاں بھی مکمل کتب خانہ و عجائب خانہ ویسے ہی
ہو جیسا قسطنطنیہ میں ہوگا۔ اسی کی بائبل میں خبر ہے کہ نیا جروسلم یا دار السلام
بنے گا۔ ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا + اب سعادت مند اور
لیاقت مند ہو تو قولی و عملی طور پر ثابت کرکے بتاؤ۔ اگر نہ ہو تو تعجب ہے کہ

کیڑا۔ زرا سا۔ اور وہ۔ پتھر میں گھر کرے
روحِ البشر۔ نہ روحِ منور میں گھر کرے

(۱) اروال کاغذ جو مشہور ہے وہ یہیں کا ہے۔

تو اوتار جو ہے سو روح الارواح ہوتا ہے۔ وہ نظم ہے اور غیر اوتار نثر ہیں۔
اور نثر کا مضمون اس نظم میں موجود ہے۔ اور نظم بھی ہے۔ غنا یہ میں آسکتا ہے
مگر نثر میں یہ بات نہیں۔ پس اوتار بین الخالق والمخلوق ہے۔ جو اس میں فنا
ہوگا تو وہی ہو کر رہے گا۔ جب غذا جسم میں فنا ہوئی تو خون بنی۔ اس میں
شک ہی کیا ہے؟ اسلئے پہلے تم کو خدائے بے نیاز سے کیا کام؟ درجہ بدرجہ
آرہے ہو۔ درجہ بدرجہ چلو! تمکو تو صرف اوتار یعنی رسول و مسیحا اور فرمان
و عزت و نیک عملی سے غرض رکھنی چاہئے۔ یہی بڑی بھاری عبادت ہے
اگر بادشاہ اپنے مصاحبین کے ساتھ موٹر پر نکل گیا اور لوگوں نے سلام
کیا لیکن اُسنے نہیں دیکھا تو اس سے موٹر اور مصاحبین کو سلام نہیں پہونچتا۔ بادشاہ
ہی کو پہونچتا ہے نیت دیکھی جاتی ہے۔ پس اللہ اللہ خیر صلاح۔ خدارا خدا
میداند۔ یا اللہ را عین اللہ میداند۔ غیر اللہ چہ داند؟ خیر یہہ سب مضامین
جملہ معترضہ کے ذیل وضمن میں آ گئے۔ جو یہہ بھی ضروری اندر ضروری تھے۔ (۱۴۰)
اب مطلب یہ ہے کہ موجدین و خیر خواہ کی سخت عزت کرو۔ اسکے بعد جب
یہہ سب ڈراف تیار ہو لے تو آخر میں تمام زبان کی لغات سے الفاظ چھانٹکر
اردو لغات و گرامر تیار کرلو۔ اور ایک زبان عالمگیر رائج کردو۔ کوئی اس میں
رخنہ نہ ڈالے۔ ٥

چہ آسایش دراں کشور کہ دہ فرماں رواں دارد

تمام جانوران اپنی اپنی زبانیں تمام دنیا میں ایک ساں اداکرتے ہیں۔ تمام بچے اپنی عالمگیر زبان میں ، ، ، د ودھ طلب کرتے ہیں۔ تم بھی ایک زبان بولو اور جس طرح نظماً و نثراً انتظام عالم کے لئے قرآن و فیضان نامی کتب میں از جز تا کل اصول بیان کئے گئے ہیں اُن کو عمل میں لاؤ۔ اور یہہ فیصلہ خود جزو فیضان ہے جو سب بھلے کے لئے ہے اور یقینی بھلا ہے (۱۳۱) دیکھو پھر نقشہ عالم تیار کراؤ۔ بعدہ گلوب یا کروی شکل پر اس نقشے کو بناؤ۔ پھر اُسے ناٹک تھیٹر میں بائیسکوپ سے دکھلاؤ۔ اُسکو اس طرح پر سمجھو اور تم فرض کرلو کہ جس طرح اب بیان کیا جاتا ہے اسی طرح سے دنیا تیار ہو چکی۔ اور وہ یوں ہے کہ:

چہارم حشر و نشر۔ یا ترتیب چہارم

سارے جزائر خشکی سے ملا دئے گئے اور سمندر کے کنارے پہاڑوں کی لمبان۔ چوڑان۔ موٹان۔ اونچان۔ اتنی کر دی گئی ہے۔ جتنی دنیا بھر کے سارے پہاڑوں کو ملا دینے سے ہو سکتی ہے۔ جو نیچرل گورنمنٹ کی طرف سے ایک قسم کے میل۔ یا سنگ منازل۔ اور تفریق ممالک کی نشانی بنائے گئے تھے۔ یا خزانوں اور سمندر کے پہرے بان۔ جواب ضرورتاً ایک جگہہ سے دوسری جگہہ مسلسل کر دئے گئے ہیں۔ اور ناہمواری اُن کی علی حسب خواہش خوبصورتی کے ساتھ ہموار کر دی گئی ہے۔ اُس پر آب و ہوا و روشنی کے

مدخل و مخرج کا لحاظ رکھ کر جابجا معین فاصلے پر خلا رکھتے ہوئے مختلف اقسام کے بڑے مضبوط مضبوط عالیشان مکانات و قطعات مع جمیع ضروریات کے بنائے گئے ہیں جو تعریف تعمیرات سے قطعی خلاف نہ ہوں۔ طاق۔ الماری کھونٹی۔ کھٹکے۔ چوکھٹے باقاعدہ ہوں۔ اور سب کا ہونا ضروری ہو۔ جو ہرگز ہرگز کسی مکان و تعمیر کے لئے اعتراض کی گنجایش نہ ہو۔ ان سب باتوں کا خیال رکھنے کے لئے پہلے ہی سے سب مایحتاج علیہ ضروریات ردیف وار قلمبند کرائے گئے ہوں اُن کے مطابق تیار ہوں۔ باغ۔ تختے۔ نہر۔ حوض۔ چشمے۔ کنوئیں۔ کتب خانے۔ مصحف و رسالت گاہ یا پوسٹ آفس۔ ضغاط[1]۔ مہیدہ (لفٹ) کارخانہ۔ قید خانہ۔ معذور خانہ۔ ہوٹل۔ حمام۔ منارے۔ شفاخانہ۔ جانوروں کا شفاخانہ۔ گھاٹ۔ بندرگاہ۔ ڈوک۔ تھیٹر۔ ناٹک۔ ناکے۔ معبد۔ عجائب خانہ مدارس وغیرہ وغیرہ سب۔ اور گھاس پات کے قانونِ ارتقاء کے مطابق درجہ بدرجہ ترقی پذیر ہوں۔ خاصکر عجائب خانہ کے احاطے میں۔ جن سے اُن کا معیار و معراجِ ترقی ثابت ہو۔ اسی طرح جملہ نباتات کے اقسام کے تختے مسلسل ہوں۔ پھر ایک دوسرے سے قلم لگا کر تیسری شکل پیدا کی گئی ہو۔ جس سے مسئلہ ترکیب و ترقی بآسانی حل ہو کہ مشاہدہ سے لوگوں میں فہمیدگی کی طاقت پیدا ہو۔ جہاں جہاں پہاڑ چڑھنے کے موڑ آتے جائیں وہاں سے دو رویہ درختوں کی جھالر کی نمایش ایک ایک میل تک۔ ایک ہی قسم کے

(۱) ہوائے منضغطہ کے ذریعہ سے بالاخانہ پر خطوط وغیرہ پہونچانے والے تراکیب

درختان اور گھاس پات ہوں۔ تاکہ اُن کے پھولنے کے زمانے میں اِس طرح خوش نمائی میں افزائش ہو کہ شاید و باید۔ مثلاً فرشِ خلاء پر میلوں کہیں آسمانی رنگ کے پھول دکھائی دے رہے ہیں تو کہیں فیروزی رنگ کے۔ کہیں سفید کہیں سیاہ۔ کہیں سرخ۔ کہیں زرد۔ کسی جگہہ بالکل مرکب۔ کہ اسکے اندر سے گذرنے میں براہِ تنفس خاص اثر پہونچے۔ جس سے بہت بیماریاں دفع ہوں۔ کمزوری کے سبب سے اگر حرج ہو تو راہ کتر کر چلیں۔ حسبِ خواہ رنگین پھول بنانے کی ترکیب ایجاد کریں۔ پہاڑ کے اندر سے ریل بھی سفر کرے۔ پہاڑ۔ جنگل۔ مکان۔ گاڑی ٹکٹ۔ اسٹامپ۔ سب پر نمبر ہو۔ ڈبے ٹکٹ مختلف رنگ کے ہوں جس سے درجہ کا امتیاز ہو۔ معین مسافر سے زیادہ ڈبے میں سوار ہونے والے کی سزا ہو۔ جو پہلے بیٹھا ہے اُسکا حق ہو چکا ہے۔ یہہ حقِ اوّلیت ہے۔ بارہ گھنٹے کے مسافر کو سونے کی جگہہ چاہئے۔ اسی طرح سمندر کے کنارے کنارے باضابطہ آبادی ہو۔ پہاڑ سے اتر کر اور ہٹ کر لمبی چوڑی ریلوے سمندر کے کنارے تک ہو۔ اُس سے ہٹ کر نہر برابر سمندر کے کنارے تک چلی جائے جسکی منڈیر پر دورویہ درختان مذکورہ بالا طریقے پر مع نام و نمبر ہوں۔ نہر کے بعد عام پختہ سڑک۔ اُس پر بھی درختان زرہ کچھہ تبدل و تغیر کے ساتھ لگا کر پھول اور نشان آلات کے ذریعے سے خوبصورت بنائے جائیں۔ خلاف مرضی ٹیڑھے بینگے نہ ہوں۔ ورنہ جلا دن بنائے جائیں۔ اسکے بعد پانچ میل

چوڑی۔ یا جیسا مناسب ہو رقبۂ زمین کی لمبی ہجی۔ سڑک اور نہر مذکورہ بالا کے ہمسفر ہو۔ اسکے ساتھ چھوٹی چھوٹی نہریں۔ معین فاصلے پر۔ وہ کاشتکاری کے لئے وقف ہوں۔ جن میں کے سارے تختے ایک پیمانے پر ہم رقبہ مربع ہوں کہ مشین ہل اچھی طرح چل سکے۔ ان میں آری لیگاری تخمیناً اتنی چوڑی ہونی چاہیئے کہ دو بائیسکل بخوبی چل سکیں۔ اور بعض بعض جگہہ گاڑی موٹر وغیرہ بھی۔ کہ اجتماس ڈھونے میں آرام ہو۔ اس کے متعلق چوڑان کے سرحد سے ملا ہوا باغ ہونا چاہیئے۔ جن میں قانون ارتقاء کے بموجب درختان ہوں یعنی موجودہ صورت سے پہلے کس شکل وصورت کا درخت تھا۔ اور کس چیز کا تھا۔ اور اب کیا بنا ہوا ہے۔ اور دنیا بھر کا کوئی جھاڑ پیڑ نہ چھوٹنے پائے۔ جو اس مسلسل فلاحت وباغبانی کی زنجیر سے جکڑا ہوا نہ ہو۔ سب قدرتی علمی قاعدے پر ہوں۔ اتنے گنجان نہ ہوں کہ ہوا و روشنی کو روکیں۔ ان کے تسلسل کے اندر بھی یکساں معین معین فاصلے پر اچھا خاصہ کشادہ راستہ چھوٹنا چاہیئے۔ کہ ایک بڑے معین تختے کو دوسرے تختے سے بیّن طور پر جدا کر سکے۔ ان کی سیدہ یا جادہ پر آبادی کا مدخل ہوا کرے۔ وہ سیدھا آبادی والی سڑک سے ملتا ہوا مخالف پہلو والے باغ میں داخل ہوتا ہوا انتہائے کرۂ ارض تک پہونچے اور اسکی اندرونی روشنی بھی کشادہ ہو۔ اور برابر فاصلے پر باغ کے اندر کوٹھیاں اور تھانے بھی ہوں۔ جن میں بخوبی ہوا و روشنی آسکے۔ کھلیان بھی بن سکے۔

اس باغ کی چوڑان ایک ایک میل کی ہو۔ یا جیسا مناسب ہو۔ مگر کسر انداز حساب کے مطابق نہ ہو۔ حساب میں پورا پورا آسے۔ اور سب ہم رقبہ ہو۔ باغ کے خاتمے پر شہری لمبی سڑک ہو۔ پھر سڑک کے بعد آبادی ہو۔ اگر گانوں ہے تو مناسب گانوں کی تعریف قایم کر لو۔ تو پھر آباد کرو۔ اس میں ہر ایک پیشے والا مناسب تعداد میں ہونا چاہیے کہ اہلِ آبادی کو مطلق کسی چیز کی تکلیف نہ ہو۔ اور ایک دوسرے کا پیشہ اہلِ آبادی کی کار برآری کے لئے پوری پوری طرح کافی و وافی ہو۔ اور سب اپنی اپنی آمدنی سے سیر ہو سکیں۔ کس پیشے والے کو کس پیشے والے سے نسبت ہے۔ اسی نسبت سے مکانات ہوں اور ہر ایک محلے کا ایک ایک مکھیا درجہ بدرجہ ہو۔ اسکے بعد اگر کوئی دوسرا اہم پیشہ شخص آباد ہونا چاہیئے تو کہدیا جائے کہ ایک گھر زیادہ بڑھجانے سے گانوں کی جو تعریف قانوناً مقرر کی گئی ہے وہ ساقط ہو جائے گی۔ اور دوسرے کی روزی میں خلل پڑے گا۔ اِس قریہ کا خیال چھوڑو۔ دوسرے قریہ میں جاؤ۔ یا مدینے میں جاکر آبادی اختیار کرو۔ پھر مدینے کی بھی آبادی مدینے کی تعریف کے مطابق ہو۔ جو قریہ سے ٹھیک کوس ڈیڑھ کوس پر دائیں یا بائیں ڈائرکشن (۱) میں ہو۔ اِسکے بعد پانچ کوس پر یا جیسا مناسب ہو قصبہ آباد ہو۔ وہ بھی حسب تعریفِ تعمیرات و آبادی ہو۔ اِسکے بعد پانچ کوس پر۔ یا جیسا مناسب ہو دیگر تعدادِ میت کو بلا کسر کے کاٹ سکے) بلدہ آباد ہو۔ سب یکے بادیگرے

صدد

ترمیم ۱۹۲۸ء (۱)

ہم رقبہ ہوں۔ اس سے پانچ کوس کے فاصلے پر یا جیسا مناسب ہو شہر آباد ہو وہ سب انھیں ضوابط کے مطابق ہوں۔ مگر سب کی آبادی چوکھنٹی ہوگی۔ اسی طرح شہر کے اس پار کی آبادی ہو۔ اور وہ سب اسی ایک شہر کے ہی ماتحت ہوں گانوں کے آخر میں ایک میل پر لشکر گاہ ہو جنکی عورتیں ساتھ رہیں گی۔ مگر فریضہ کی انجام دہی میں فرق نہ آئے۔ جو اپنی جفت سے چند سال تک قطع تعلق رکھے تو بلا خرخشہ دوسرا جفت کر لینے کا اختیار ہے؛ پیشے کے لحاظ سے مکانات کی وسعت ہونی چاہیئے۔ ہر دو طرفہ وسط میں مکانات آمنے سامنے ہونے کے بعد ہوٹل ہو۔ زنانہ و مردانہ بڑے پیمانے پر حمام مصفّا ہو۔ اسکے سامنے ناکہ۔ بیچ شہر میں مارکٹ اور کوتوالی۔ ہر جگہہ موقع موقع سے پیشاب پہنچانے کا بندوبست۔ جانوروں کے پانی پلانے کا انتظام۔ و نوبت خانہ۔ میونسپلٹی کا سامان گاہ۔ آگ بجھانے کا سامان گاہ۔ اسی طرح سب کاروباری و ضروری دو طرفہ تعمیرات ہوں۔ بار بار یہہ سمجھانے کی حاجت نہیں کہ فلاں فلاں چیز ہونی چاہیے۔ تم خود سمجھ سکتے ہو کہ مردم شماری کے وقت جسقدر باتیں دریافت کی گئی ہیں اُن میں سے کونسی بات قابلِ اجراء و نفاذ ہے اور کونسی بات لایقِ انسداد و ارتداد۔ جسمیں نقصان ہوگا ضرور اُس کے لئے انسداد کا حکم ہے۔ جیسے وزن و پیمانے کا برابر نہیں ہونا۔ ضرور اُسکے برابر کرنے کا حکم ہے۔ اور اعتدالی صورت قایم کرنے کے لئے کہا جا رہا ہے۔ نکہ ظالمانہ

مگر اور سب باتیں جیسے عجائب خانہ وغیرہ کی تحقیقات وہ صاف کہہ رہی ہے کہ اعلےٰ درجہ کا عجائب خانہ کھولنے کی ہدایت ہے۔ پس عاقل وہ ہے کہ اگر ایک لفظ کہا جائے تو وہ حسبِ منشاء سیکڑوں مفہومات اُس سے سمجھے۔ ناقص اور لغویات پر اڑ نجائے۔ اور بہت تشریحات نہ کرائے۔ تم کو فقط ایک بات کی ہنٹ دی گئی ہے یعنی مدد۔ گویا بہرہ کھولا گیا ہے کہ فلاں فلاں طرح سے نظام ہو۔ اِس سے یہ غرض نہیں کہ عند البیان اگر کوئی بات رہگئی۔ یا طوالت کے سبب سے چھوڑ دی گئی تو اپنی طرف سے اضافہ نکرو۔ اور اُسکی خوشنمائی وخوبی وخرسندی کو دوبالا نہ کرو۔ اور غلطی سے یہہ سمجھنے لگو کہ اللہ اللہ حضور انور کے کاموں میں اصلاح دینی ہے سخت کفر ہے۔ گناہ ہے۔ بُرے معنی میں بدعت ہے۔ چنیں ہے۔ چناں ہے۔ سوئز کینل بنانا۔ پناما کینل بنانا حجامت بنانا۔ ناخن بنانا۔ درختوں میں قلم لگانا۔ علم سیکھنا۔ جو کسی کا علم سیکھنا۔ روح افزا آرائش وزینت کا بندوبست کرنا تحقیقات کرنی۔ زر حاصل کرنا سب گناہ میں داخل ہوجائے گا۔ کیونکہ خدا کے کاموں میں اصلاح دینا ہے۔ اُسکے دیئے ہوئے جہل سے انکار کرنا سرکشی ہے۔ اُس نے خود اپنا کیا دھرا ایک ہی دفعہ میں کیوں نہیں ظاہر کر دیا۔ پھر اُس پر دنیا چند روزہ ہے۔ تو جو شخص ایسا سمجھے وہ خاموش ہے۔ اگر قوم کی قوم ایسا سمجھنے والی ہو۔ اور کارآمد باتوں کے اجراء میں مزاحم ہوتی ہو۔ مدد نہ دیتی ہو تو اُسے

روئے زمیں پر رہنے کا حق نہیں ہے۔ وہ کسی نہ کسی طریقے سے نیست ونابود ہو جائے گی۔ بے حیا۔ بیغیرت۔ مفت خورے۔ ڈاکو لوٹیرے۔ لوٹ کا مال کھانے والے۔ تجارت اور سودمند کام کو بُرا سمجھنے والے۔ ناقص المعاملہ۔ خبیث الطبع۔ کاہل الوجود۔ دشمنِ دوستیٔ واتحاد۔ حاسد وشیخی باز۔ محسن کش۔ آقا کش نمک حرام۔ موذیٔ و ایذا رساں۔ راستہ چلتے لوگوں کے سر ہونیوالے۔ خوبی کو خرابی کر کے بتلانے والے۔ ضابطہ سے گھبرانے والے۔ چڑچڑی طبیعت رکھنے والے جاہل مفلس کنگال۔ ٹھگ۔ مصنف سے مفت تصنیف لیکر اُسکی تصنیف و اشاعت و طباعت و مالی طاقت وحق الناس کو صدمہ پہونچانے والے۔ بلکہ اور بُرا کہنے والے۔ سچی بات اور نصیحت پر ناراض ہونیوالے۔ ناجائز فخر و مباحات پر جینے والے۔ خود کو معزز و شریف سمجھیں یا خود کو شاہی و جنتی ہونیکے لائق سمجھیں تو یہہ ظلم اور لعنت نہیں تو اور کیا ہے؟ اسلئے ہم تم کو تعلیم دیتے ہیں کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ پر عمل کرنا۔ ہم کو۔ یا ہماری روحانی ہستی کو ہرگز ہرگز اس کا ملال نہیں ہوگا۔ بلکہ بجائے ملول ہونے کے نہایت خوش و خرم ہوگی +

حکم ہشتم

سلسلۂ آبادی

پس اگر سپوت ہو تو صرف ہمارا منشاء سمجھکر درستیٔ کاروبار میں لگ جاؤ۔ جب اس

انتظام تعمیری وترتیبی کا سلسلہ آبنائے تھرنگ (تھرنگ اسٹریٹ) سے لیکر وہایٹ سی تک (بحرِ ابیض) مسلسل ہو جائے۔ تو بعینہ اسی طریقے سے دوسری طرف کی آبادی وتعمیری لائن بناؤ۔ اور جس قدر رقبہ میں ایک طرف ریلوے نہر۔ کاشتکاری۔ باغبانی کا انتظام ہو چکا ہے ٹھیک اُسکے دوسرے پہلو کی طرف بھی ویسے ہی ہم رقبہ قطعہ ارض ہو۔ یعنی خلاؤ فضا کا حصہ چھوڑ کر اب وہ چین ہو۔ مراکش ہو۔ یا بغداد۔ یا مقدّع کہیں ہو کوئی جگہ ہو۔ یہہ جہان بھر کا انتظام ہے) ان سب ترتیبات کا سلسلہ شروع ہو۔ زمین کا وہ قطعہ جو لشکرگاہ اور ٹولے کے درمیان چٹائی کی بوٹ کی طرح ہو۔ یا ٹولے اور قریہ کے درمیان ہو۔ یا قریہ و مدینہ کے درمیان ہو۔ یا مدینہ اور بلدہ کے درمیان ہو۔ خواہ بلدہ اور شہر کے درمیان ہو۔ وہ خوشنما سیرگاہ۔ رمنہ۔ میلے۔ جھمیلے جھمگھٹ کی جگہ ہے۔ یا گاجر مولی۔ تر۔ ترکاری۔ لہسن۔ پیاز۔ سنگھاڑے وغیرہ جیسے چیزوں کے لئے کام آسکتا ہے۔ اُسکو عطر اور سینٹ اور ادویات وغیرہ کے لئے تختۂ گلزار بنا سکتے ہو۔ مگر ایک زمین کے اندر ہمیشہ کے لئے ایک ہی چیز کی زراعت نہیں کرنی۔ ورنہ زمین خراب ہو جائے گی۔ تبدیل و تغییر و تصریف و تدوّر۔ انقلاب وانتساب ہوتے رہنا قانون ہے۔ اس زمین کے اندر کھاد بننے کی جگہہ۔ فیکٹری وغیرہ سب بنائی جاسکتی ہے لیکن نہایت ترتیب و نظام کے ساتھ کہ ٹھیک اُسکا جواب دوسری جانب دینا ہوگا۔ اِس کو سمجھکر تم خود اُسکو

ترتیب دو۔ یہاں پانی کا بوچھار اور سیلاب جاری ہے۔ تو سیلاب اور بوچھار کا جو قدرتی قانون و انتظام ہوا کرتا ہے وہی قدرتی بیان کے سیلاب کی حالت ہے۔ تم اسکو انسانی ترتیب کے مطابق۔ کرلو + کہ آسمانی ترتیب جدا اس سے نکال لو۔ ہوائی جدا۔ آبی جدا۔ خاکی جدا۔ آتشی جدا۔ جبلی جدا۔ معدنی جدا۔ نباتاتی جدا جماداتی جدا۔ حیواناتی جدا۔ زرعی جدا۔ حرفی جدا۔ صنعی جدا۔ خدمی جدا۔ انسانی جدا علمی جدا۔ تحقیقاتی وغیرہ وغیرہ جدا۔ مگر جملہ قانونِ بدنی۔ قانونِ خانگی۔ قانونِ مدنی قانونِ ملکی۔ قانونِ اسود۔ قانونِ ابیض۔ قانونِ احمر۔ قانونِ اخضر۔ و قانونِ سلطنت و جملہ آدابِ قوانینِ مختلفہ سریع الخفقان ہوں۔ ہمیں کثرتِ فرمانروائی سے اتنی فرصت کہاں کہ انسانی ترتیب دینے کو بیٹھیں ۵

طائرِ سمت نما۔ دام نہ می داند چیست

پس اس ہدایت پر عمل کرنا کرانا۔ اور حکم کی تعمیل کی طرف مائل کرنا۔ اور انجام تک پہونچوانا۔ یہ سب ہماری حکمی ترتیب ہوئی کیونکہ تم کو بخوبی ہنٹ دیدیگئی کہ اپنے پائوں کے بل چلو۔ اس ترتیب کو درست کر کے ہمیں دکھلائو۔ اگر اصلاح کی حاجت ہوگی تو اصلاح کردیجاوے گی۔ ورنہ برقرار رکھی جائیگی اما اینکہ۔ اس طرح سے دنیا آباد کرنے کے پہلے (یعنی کمرخی شکل پر) زمین پوری طرح آلات وغیرہا سے ملاحظہ کرلیجائے کہ کہیں اس جگہہ کسی چیز کی کان۔ یا دفینہ تو نہیں ہے۔ اگر ہے تو نکالو۔ اسکے بعد زمین بھردو۔

عمران

مکانات جتنے منازل کے چاہو بناؤ۔ خلاء سے مفید طریقے پر کام نکالو۔ جہاں سے آب و ہوا نقصان کرے تو اسکا دفعیہ کرو۔ پھر آگے بڑھو۔ تمام آسائش کی چیز مہیّا ہو۔ لاشئہ آسانی سے نیچے آسکے۔ مگر شہر بھر میں اُتنے ہی منازل کے ہونے چاہئے کہ پستی و بلندی نہ پیدا ہو۔ صرف منارہ سب سے اونچا ہوا کرے گا اور بلدہ شہر سے کم منازل رکھنے والا ہوگا۔ اور قصبہ اِس سے کم۔ وقِسْ علی ہٰذا الْبواقی تاکہ آب و ہوا اور روشنی صاف رہے۔ زہریلے فاسفورس نہ پیدا ہوں۔ جیسے قبروں میں۔ اگر اُن کا دفعیہ ہو جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ ورنہ لوگوں کا جی گھبرانے لگے گا۔ اسلئے رنگا رنگ رہے تو بہتر ہے۔ شہر وغیرہ میں تعمیرات وغیرہا بھی ایک ہی قسم کے ہوں یا جیسی مرضی + رنگوں کی تفریق بھی باضابطہ ہو لیکن تعمیرات میں ساری قابلیت خرچ کی جاسکتی ہے۔ اُسکا جواب دوسرا شہر ہو۔ کہ جس وقت حساب کرنا چاہیں تو فوراً معلوم ہو جائے کہ دُنیا بھر میں اِس قدر شہر ہیں اِس قدر بلدے۔ مدینے۔ قریئے۔ ٹولے۔ لشکرگاہ وغیرہا ہیں۔ اس لئے اس قدر مکانات ہیں۔ اس قدر شہر ہیں۔ تو اُسکے ماتحت اتنے بلدے۔ مدینے وغیرہا ہیں۔ اور اِس قدر فلاں فلاں اشیا ہیں۔ اِس قدر جانور ہیں۔ صرف تعداد نفوس کو جاننے کے لئے دوسرے اصول پر عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہہ کچھ ضروری نہیں کہ ہر گھر میں دو ہی آدمی ہوں۔ نہ معلوم اسکے کتنے بال بچے ہیں۔ وہ دوسرے

ریکارڈ سے ظاہر ہو۔ جب تک ایسا انتظام نہیں ہوا ہے بلکہ عمل میں لایا جا رہا ہے تب تک اسی سلسلے پر رہنے دو۔ جو موجود ہے۔ آہستہ آہستہ بکمال سرعت ترقی دیجائے کہ دورہی نہ پھیلے۔ کیونکہ سب کام آہستہ آہستہ ہو کر دفعتاً ہو جاتا ہے اسی کو قانون ابداع و اسراع کہتے ہیں۔ جیسے اگر کوئی خط سے ٹکٹ چھوڑانا چاہے تو پہلے ٹکٹ کو پانی سے نرم کرنا ہوگا جب جا کے بہ آسانی چھوٹ سکتا ہے۔ جیسا کہ مشکوک خط کے لئے پوسٹ آفس کے اندر گورنمنٹ ایسا کرا سکتی ہے۔ مشکوک جگہہ اور مشکوک ذات پر دھاوا کر سکتی ہے۔ قوانینِ جزاو سزا کے زیر اثر وہی ہونگے جنکے جیسے اعمال ہوا کرینگے۔ یہہ عام قانون ہے۔ پس ۵

آنزا کہ۔ حساب پاک است۔ از محاسبہ چہ باک

یہہ سب نظام میں داخل ہے۔ کچھ عیب نہیں۔ اگر یہہ عیب ہے تو بغاوت نامہ وسئیات نامہ لکھ کر دوسری طرف بھیجنا بھی عیب ہے۔ چہ جائیکہ خاص بغاوت و ترغیبِ تنافر۔ تعلیمِ ترکِ مواخات۔ و ترکِ تعلقات۔ و بے اعتنائی۔ اور بائیکاٹ کی ہدایت۔ پھر کیوں بھیجا کہ کھولا گیا؟۔ پس واضح باد اکہ لوہا نرم ہونے پر سب قسم کی شکل اپنی ہستی کے اندر قبول کر سکتا ہے۔ بخلاف سختی میں رہکر قبول کرنے کے اس لئے ہر کام میں صبر و تحمل۔ اخلاق و احسان و سلوک اور برتاؤ۔ شدت و لینت بحکمت مفیدہ ہونا چاہئے + چاہے حکم دینے والا رہے یا نہ رہے۔ اس کے نیابت در نیابت کا سلسلہ برابر جاری رہے گا + اسی طرح تمہارے سے انسان

بھی رہیں گے۔ یہہ سب قدرتی کام دھندا لگا ہوا تو ہی ہے۔ تو چونکہ صرف ایک دفعہ کی پیدائش سے روح کمال کو نہیں پہونچ سکتی کہ فوراً فنافی عین اللہ ہوکر جامع الصفات بنکے یا عاشق اللہ ہوکے نجات پائے۔ اسلئے قانونِ تدریج و مدارج کا نفاذ ہوا ہے۔ لہذا جہاں اُسکو بھیجنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں قدرت اُس کو بھیجدیا کرتی ہے جسکو تم انتقال کرنا بولتے ہو۔ جو براہ قانونِ تبدیلات و تاثرات وہ رحمۃً اپنا نبجاتا ہے۔ گذشتہ واقعات مرتے ہی وقت سب بچپن کی باتوں کی طرح بھلادئے جاتے ہیں کہ غم کا یاد رہنا ہی عظیم الشان غم ہے

سخت تر گردد۔ گرہ۔ چوں ترشود

اس لئے استحقاقاً اُس کا اصلی مادہ اُسکو صاف کرکے دیدیا جاتا ہے کہ اپنے اختیار سے جو چاہے سو کرے۔ جیسے جنسیت کا مادہ دیا جاتا ہے۔ اسواسطے بہت سی تجربہ کار روحیں تجھیں مدد دینے کے لئے لگاتار واپس آرہی ہیں کہ ؎

این قالبِ فرسودہ۔ گر از کوئے تو دورست

القلبُ اِلی ا یابِک لیلاً و نہارا (۱)

جیسے قانونی و آئینی زمانے کا مالک ملقب بلقبِ مالکِ یوم الدین سمجھا رہا ہے پس جہاں رہو اپنا کام بخوبی کئے جاؤ ہمیشہ وہاں سے انتقال کرنا ہے) جیسے اگر نباتات بینی پر تقرر ہے تو (۱۶) گھنٹے کے بعد آٹھ گھنٹے تک لگاتار تم کو ملاحظہ کرکے نیز تجربہ حاصل کرکے لکھتے رہنا ہوگا۔ کہ کون سی گھاس کس

(۱) رات دن میرا قلب تمہارے دروازہ پر لگا ہوا ہے۔

گھانس کے متصل نکلتی ہے؟ اور بخوبی نشو و نما پاتی ہے۔ اور کونسی گھانس اُس کے متضاد ہے۔ کہ اُس سے فوراً جل جاتی ہے۔ اِسی طرح درخت کے بارے میں یا ہو۔ پھر کس گھانس کے اندر کیسے کیڑے اور کس کس موسم میں پیدا ہوتے ہیں اُن کی منافرت میں کون گھاس یا درخت خواہ کیڑا وغیرہ ہے۔ اُس سے کیا کام لیا جا سکتا ہے؟ اگر اِن سب تحقیقاتی امور میں محقق چوکے گا اور کام کے وقت خسارہ کن گپ شپ کرے گا۔ یا ضابطہ کے خلاف کرے گا۔ خواہ سستی کرے گا وقت برباد کرے گا تو اُسکا بالادست بازپرس کر کے سزا دے سکتا ہے۔ یا دلوا سکتا ہے۔ جو چابک زنی۔ جرمانہ۔ قید۔ یا تینوں سب ممکن ہے۔ اِسی طرح سب جانوروں کے بول و براز کی تحقیقات کے لئے تقرر ہو سکتا ہے۔ کہ کس چیز کے کھانے سے کس صورت و رنگ و روغن کا بول و براز ہوا۔ اُسکا کیا اثر ہے اُس سے کیا چیز اُگ سکتی ہے؟ کس چیز کا کھاد بن سکتا ہے۔ اور کیا کیا کام اُس سے لیا جا سکتا ہے۔ اُسکی گرد نے تنفس کے راستے سے داخل ہو کر صفراوی میں کیا اثر پیدا کیا۔ اور بلغمی میں کیا؟ تندرست میں کیا۔ نا تندرست میں کیا؟ بچوں میں کیا۔ جوانوں میں کیا۔؟ کیونکہ عجائب خانے سے فائدہ اُٹھانا چاہئے + بہت سی بیماریاں زائل ہونگی۔ عقل بڑھے گی + جسقدر محکمے ہیں اُن کے بارے میں اسوقت تک تمام دنیاوی سلطنتوں اور ملکوں نے کیا کیا تجربہ حاصل کیا ہے اور ڈائرکٹری تیار کی ہے۔ اُسکو اکٹھا کر کے مدد لو۔ اور ایک مکمل ڈائرکٹری بناؤ

جس میں سب ہو۔ اور عمدہ عمدہ باتیں اضافہ کرو۔ جیسے اگر محکمۂ اصطفا یعنی میونسپلٹی خراب ہو تو پہلے آلِ عمران والصفاء پر مقدمہ دائر کیا جائے یعنی میونسپلٹی اور اسکے کارکنوں پر۔ اسی طرح جس محکمے کے متعلق جو بات ہو۔ جرم ثابت ہونے پر جرم کی اہمیت کے لحاظ سے جرمانہ و چابک زنی و قید ایک ایک ہوں خواہ تینوں ہوں۔ مگر حاکمِ وقت کو ماحول مواقع کی رعایت کا ہمیشہ اختیار ہے لیکن تاہم نہ چنداں نرمی ہو نہ چنداں سختی ؎

من فقط گفتم کہ کلوا و اشربوا
کے چناں گفتم کہ کلوا تا گلو

اس لئے ہر کام میں موقع و محل دیکھو۔ اسکی بار بار تکرار کر رہے ہیں۔ دنیا ٹھیک ٹھاک ہو کر جنت بنجائے۔ کہ اس انتظام کو دیکھ کر لوگ بول اٹھیں کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ ولا عین[1] رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علےٰ قلب البشر من قبل۔ اگرچہ یہ بہت مشکل ہے کیونکہ نظم و عدم نظم۔ فناء و بقاء۔ حق و باطل کی پہچان کے لئے متضاد بات کا ہونا قدرتی بات ہے۔ اور اسکا علاج بھی قدرتی ہے جو علاج ہمیشہ فانی کو نیست کیا کرتا ہے۔ کس لئے کہ عارضی فانی کا وجود تھوڑی دیر کے لئے ہے اور باقی کا ہمیشہ کے لئے۔ اگرچہ وہ باقی خود اپنے حق میں دوامی متضاد ہو کر ظاہر ہو۔ پس تعریف کی بات یہ ہے کہ سب کو حسب خواہ مفید بناتے رہنا۔

---

(۱) نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا۔ نہ کبھی ایسا دل میں خیال آیا۔

عین کامیابی ہے ؎

پائے ما لنگ است و منزل بس دراز

دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل ؎

کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھٹاؤ۔ بڑھاؤ۔ مخالفت۔ بین بین۔ پھر موافقت و
اتحاد سب کا نظام اُور۔ عین رکنِ سلطنت ہے۔ درہمی و برہمی و بدنظمی کا نام
دین ومذہب وسلطنت نہیں۔ پس جہاں پر زیادتی کی ضرورت ہے وہاں پر زیادتی
جہاں پر کمی کی ضرورت ہے وہاں پر کمی۔ جہاں پر اعتدال کی حاجت ہے وہاں
اعتدال۔ جہاں پر ضروری وغیر ضروری کی شان ظاہر کرنی ہو تو خال کی طرح استعمال
ہوکر خال ہے تو حسن بڑھ گیا۔ نہیں ہے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ایسی صورت میں اگر کہیں چوری
ہو۔ یا اور کوئی ضرر رساں واقعہ ہو تو پہلے پولس پر مقدمہ دائر ہو۔ کہ کیوں اُس نے
غفلت کی۔ کس وقت سے کس کا پہرا تھا۔ پہرا بدلتے وقت سب چیز کی دیکھ بھال
شمار و تعداد کے ساتھ کر لی گئی تھی یا نہیں؟ حاضری بہی سے دستخط وغیرہ کا ثبوت
لینا چاہیے؟ اور طابق النعل بالنعل[1] تحقیقات جاری ہو۔ اگر پہرے والا اصلی چور کو
بھی پیش کرے تاہم اُسکی جان بخشی نہ ہو کچھ نہ کچھ غفلت کی سزا ضرور کرنی چاہیے
پہرے والا مصنوعی مُشہِر شئے[2] استعمال کرے۔ اگر پولس مصنوعی چور پیش کرے
تو اور اُسکی سزا ہو۔ کیونکہ پولس کا کام جان و مال۔ عزت و آبرو وغیرہ کی نگہداشت

(۱) قدم بقدم و نقشِ قدم پر (۲) عارضی جگانے والی دوا

ہے۔ نکہ ظلم وفریب وخود غرضی وبدنیتی ودشمنی وغیرہ وغیرہ۔ جیسے تھے مقدمے پر
گورنمنٹ خود مقدمہ چلائے۔ انسان میں کسقدر گن اور اُلجھن یا خواص وخصائص
ہوتے ہیں۔ ردیف وار لکھہ کر۔ ایک کمیٹی اُسکی مخالفت میں۔ دوسری موافقت میں
ضرب المثل ودلیل منطقی۔ صحیح معنی میں ویکر ثابت کرے۔ تیسری کمیٹی اُسکو تصدیق
کرے۔ چوتھی کمیٹی اسکو پایۂ ثبوت تک پہونچائے پھر عمل میں لاکر زیر امتحان ہو۔ (۱۴۲)
اسکے بعد اجرا ہو۔ ہر بات میں یا جہاں جہاں موقع ہو بسبیل اخبار پبلک (خلایق)
سے رائے لیجائے۔ اِسکی تاکید ہم اوپر کر چکے ہیں۔ لیکن اگر موقع نہ ہو تو رائے
نہ لیجائے اور اسی سلسلے پر چھان بین کرتے ہوئے ترقی دیتے جاؤ۔ حتے کہ
خدا کے بارے میں بھی بے تکلف بحث کرو۔ اپنے اپنے خیالات ظاہر کرو
ایک دم آزادی ہو کہ اصلی بات ظاہر ہوتا کہ ترقی ہو۔ اگرچہ خدا کے بارے میں
یا کسی کے بارے میں خیالی تحقیقات کا جادہ جو طفلی وجوانی وپیری کی طرح نشوونما
پاتا ہوا قایم ہوتا گیا ہے اور اسکے وہمی ویقینی منازل بنتے گئے ہیں۔ اب
اگر پھر ایک دیگر طبقہ محققین سے جو اس جادہ اور منازل سے عادت کرکے
گذرتا جائے گا تو اسکے بھی تحقیقاتی خیالات میں موجود فطرت کے مطابق اصلی
طور پر وہی سب باتیں آتی جائیں گی۔ جو متقدمین کے دل ودماغ میں آتی گئی
تھیں۔ یہی وحی آسمانی ہے فقط۔ امتداد زمانہ ومتعدد انقلابات کے تعدد
حرکت ودفعات حرارت ونوبت بہ نوبت ذرایعہ اسباب مسلسل وگوناگوں

کے سبب سے اُسکے داخل فی الذہن ہونے میں کچھ اور اسباب کے طریقے مختلف ہو جائیں تو ہو جائیں مگر حقیقی اصلیت اُس شئے کی وہی ہوگی جسکے آگے پرانی یا بالآخر دماغی کھاد بنتی رہتی ہیں کہ عمدہ خیالات کی پیداوار ہو۔ اُسیکے مطابق اُن کی سمجھ بھی ہوگی۔ پس ایک ہی قسم کا توارد[1] ہونا حق بات ہونے کو یقینی ثابت کرتا ہے۔ چاہے توارد ماضی ہو یا توارد حال ہو یا توارد استقبال ہو۔ قافیہ جو ہے سو باطل ہوگا۔ ورنہ حق۔ مگر یہہ البتہ کہ ؎

گفتن آئین۔ ہوشیاری نیست
لیک دانستن۔ اختیاری نیست

شرح وبسط

حالا شرح وبسط اینکہ۔ اگرچہ نقصانی دماغ سے بے اختیاری فعل و انستن دنا دانستن عمل میں آئے جو نامفید ہونے کے سبب سے نقصانی دماغ ہونے پر دلالت کرتا ہو کچھ ہو۔ مگر بے اختیاری ضرور ہے۔ پس علم ظاہری کی رو سے جو باتیں خدا کے بارے میں متوارد[2] ہوتی چلی آرہی ہیں پھر وہی ظاہر ہونگی کہ وہ ایک ناممکن الفہم خود رو زبردست۔ یا اختیار قوا سے قادرہ ہے۔ یعنی خالی اختیار محض ہے کہ ہرچہ خواہد مکند وہرچہ خدا خواست ہماں می شود۔ چنانچہ جان ہوتی ہے۔ مگر عقل و اختیار نہیں ہوتے

(۱) ایک بات کا لڑجانا (۲) میل جول کھاتی ہوئی یا لگ بھگ ۔

اِس لئے خالص خدا ہی روح ہے۔ حتےٰ کہ خود دیکھ رہے ہو۔ جو عالم تشریحات میں ہونے نہ ہونے سے بھی بری ہے۔ جیسے روح کی حالت ہے۔ جس کی تشبیہاً طاقت کا ظہور ہر ایک جگہہ سے قانوناً رنگا رنگ ظاہر ہو رہا ہے۔ بلکہ ظہور بھی عین قانون ہی ہے ۔ جیسے حالتِ خواب بھی میں روح و جسم و اشیاء بلا وجود کے موجود ہیں کہ گویا

خیالُ اللہ میں۔ عالم ہے قایم
کہ جیسے واقعاتِ خوابِ نایم

وہ نامشہود و یا مشہود کب ہے ؛ نہ اب ہے۔ یا نہ تب ہے۔ یا نہ سب ہے) یہہ مجسّم قانونِ فطرت اُس میں سے نکلا۔ اور خدا خود اُس میں سے نکلا۔ اور ایسا کرنے اور کرانے پر وہ قادر ہے۔ اور اُس سے بھی بری ہے۔ بلکہ ایک ہونے سے بھی بری ہے۔ اور عناصر و ماثر۔ مکان و زمان۔ موت و حیات۔ اطراف و اکناف۔ خوشی و ناخوشی کی طرح ہر جگہہ حاضر و ناظر ہے۔ یا حاضر و غائب ہے۔ کہ

ظاہر میں کہیں ہتے ہیں۔ باطن میں کہیں ہیں
یہہ وصف انھیں میں ہیں کہ ہیں اور نہیں ہیں

سب شان نمایاں ہو۔ مگر آپ ہیں اوجھل ؛ اللہ میاں میرے چھناں اور چھپیں ہیں اور فرمودہ ہذا اس طرح پر براہ راست ظہورِ طاقت ہو۔ جس طرح اگر یہہ کہا جائے

کہ دیکھو آسمان و زمین ایک ہو جائے تو ہو جائے مگر تم لوگ ہمیشہ حسبِ قانونِ

فطرت مقید طریقے پر اجتہاد کے ساتھ ہمرنگِ زمانہ ہوتے رہنا۔ یہہ پہلا

فطرتی قانون کا دفعہ ہے۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔ زمانہ چونکہ چکری ہے اِس لئے جو رائے
ایک وقت مناسب تھی دوسرے وقت نہیں ہوتی۔ اسواسطے فطرت یا سب چیز
بدلتی رہتی ہے۔ قانونِ مصنوعی بھی بدلتا رہتا ہے۔ یہ بھی فطرتی قانون ہے۔
جو لوگ اِس قانون کے خلاف ہوں تو سمجھ لو کہ اُن کا وقت پورا ہو گیا۔ اُن کے لئے
سب باتیں ختم ہوگئیں۔ اُن کے سرداری نبوت آب سرداری ختم ہوگئی۔ فعلاً ہدایت نامۂ
قدرت کو منسوخ کر دیا۔ وہ اب بہایم و غنایم حشرات الارض۔ کنکر اور پتھر۔ غلاظت
و کثافت۔ جمود وغیرہا کی طرح رہیں گے۔ یا قطعی نیست ہو جانے والے ہیں + تو
اس دفعہ کی رو سے کہا جا سکتا ہے کہ خاص خدائی و ربوبیت کی طاقت کا ظہور
خاص کسی بشر کے ذریعہ سے کسی وقت ہونا کیونکر قبول کیا جا سکے گا؟ تو فوراً اسی
دفعہ کی رو سے جواب یہی ہو سکے گا کہ جیسے ہر ایک قسم کی طاقت کا ظہور ایک ایک
قسم کی شئے سے ہو رہا ہے (اور شئے خود ہی ایک ظہور ہے) یہ بھی ہو رہا ہے
یا ہوا ہے۔ دوسرے جب مفید طریقے پر اجتہاد کے ساتھ ہم رنگِ زمانہ ہونا
ضروری ہے کہ انتہائی روشنی کو اندھیرا کہنا یا اُسکو اور روشن کرنے کا بیکار خیال
کرنا تاریکی کی نشانی ہے۔ نقطہ دار حروف کا نقطہ غصب کر کے غیر نقطہ دار کو دینا
کر معنی بدلجائے حق تلفی و گمراہی ہے تو انصافاً غیر مجسم مخلوق کے لئے غیر مجسم خدا
چاہیئے۔ مجسم مخلوق کے لئے مجسم۔ کہ اُسکے ہم رنگ ہو کر براہ راست خداوندی کا کام
کرے۔ کیونکہ غیر مجسم خدا سے اور اُسکے قہر اور نزولِ بلیات سے تو مجسم خلائق ڈرتی نہیں

چاہے کتنا ہی کچھ کھڑکا۔ بجلی۔ آندھی۔ اولے۔ سیلاب۔ طوفان۔ تشنگی۔ کال
بھونچال۔ بیماری و بلیات گوناگوں نازل کرے خلائق نہیں ڈرے گی تاوقتیکہ اسرار
مقتدر و مختار کوئی مجسم تمہارا نہ ہو۔ اور حکم قاہرہ جاری نہ کرے کہ مجرم کی ابھی کی ابھی کھال
کھینچ لو۔ پھر اسیوقت لوگ رک جاتے ہیں۔ اور رک جائیں گے۔ اور اسی طرح اسکا
جانشین ہوتا جائے۔ اسلئے مجسم کی ضرورت ہے۔ پھر جو ظاہراً برائی سے چھڑا کر بھلائی
تک پہونچا سکے گا تو وہی مخلصی بھی دلائے گا۔ لہذا مقدماً اسکو وہی کرکے تسلیم کرنا ہے
اسکی ذات یا خودی و خدائی دونوں اسی (خدا) کی مخلوق ہے۔ تو تم مجسم ہو اس لئے
تمہارے ہمرنگ ہونا ضروری ہے۔ یہہ بھی خلق اور تخلیق کی ایک شان ہے
(جب تم خواب کی حالت میں غیر مجسم ہونے کے نمونہ ہو تو ہم اور غیر بھی بے جسم اور
بے جان تم سے خواب میں ملتے ہیں) کہ مجسم نسبت موجودہ کے وسیلے سے غیر مجسم
نسبت غیبیہ سے منسوب کرا کر خود سے چھوڑا دے۔ مگر یہہ البتہ کہ وہ فوق البشر کیسے
جامہ میں ہو کہ جہلا و حمقا سے اسکو یہہ کہنے کا موقع ملے کہ باطن میں ہماری ہستی
کچھ بھی ہو سہی مگر ظاہر میں تو تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تمہارے ہمرنگ ہیں یعنی
دانا بشر متکلم، تمہارے ہی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ بال بچوں کو بال بچوں
کی طرح پیار کرتے ہیں۔ اصحاب کو اصحاب کی طرح نہ کہ بے سود و بے دریغ
بال بچوں کو کاٹ دیں۔ یا کٹوا دیں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مگر جس طرح خوبصورت و
بدصورت۔ عالم جاہل۔ عاقل احمق۔ شاہ و گدا۔ تندرست و ناتندرست۔ ٹھگ

اور شکر میں فرق ہوتا ہے دخون ہی گھی - چربی - دونوں ہے مگر دونوں میں
فرق ہے) اسی طرح کچھ فرق ہو گا کہ جتنے بھر لوگ تارنے والے ہیں وہ تار جائیں
کہ پانی سب کو ڈبو کر یکساں کر دے سکتا ہے مگر اندر نشیب و فراز ضرور ہے -
اسی طرح تاریکی سب کو یکساں کر کے ہمہ اوست کہلانا چاہتی ہے مگر در حقیقت
نہیں ہے - روشنی تفریق کر دیتی ہے بہمیں طور و طریقہ تمام عالم خاکستر ہو جانیکے
بعد ایک تودہ خاک ہو جائے گا - مگر یہی ایک تودہ خاک ہزار ہا رنگ و شکل
و خواص میں ہے کہ ہمہ از وست - ہمہ بہ اوست - اور ہمہ اوست ہو کر ہوا ہیں
غبار - دھواں - اور بخار ہو کر اُڑ جانے کے بعد بری البری ہو جاتا ہے - کہاں
جاتا ہے ؟ جانے والے کو معلوم - رنگ و بو ہو کر اصل میں سما کے عدم بنجاتا ہے
دیکھو اکثرت کی کثرت ہے - قلت کی قلت - ہست کا ہست ہے نیست کا نیست
شئے کا شئے - بلا شئے کا بلا شئے ہے - پھر اس سے بھی پرے - ہے کہ جب یہ ہمہ ترکیب
و کثرت - قلت و بسط کی شکل میں آنے لگتی ہے تو پراگندگی ترکیب سے رہا ہو کر
ترتیب کی شکل میں آنا شروع کرتی ہے - یہاں تک کہ تثلیث کی شکل قبول کر لیتی
ہے (یعنی نوکیلی - جیسے دل - دماغ - تودہ اشیاء - ستاروں کی رفتار کا نشان
انتشار - گرد باد - شعلہ وغیرہ + مگر مختلف الفصل و النوع ہونیکے سب سے اسمیں مختلف رنگ
و شکل و خواص - مادہ - ہیولٰے روح - پائے جانے لگتے ہیں لیکن یہ تینوں ملکر ایک صورت
میں ہو جاتے ہیں - اور ہر ایک وحدت میں - کیفیت[1] - کمیت - و اصلیت کی

(۱) ہیئت، ڈگری، پرنسپل

تثلیث کا ہونا ضرور پایا جاتا ہے۔ پھر ان میں مکان و زمان و سریان کی تثلیث کا ہونا بھی یقینی ہے۔ بغیر ان تینوں کے ملے ہوئے یکتائی کی صورت بشکل عالم ظاہر نہیں ہو سکتی ہے جسکو از روئے علم تشابہت۔ تثلیث فی التوحید اور توحید فی التثلیث کہیں گے۔ جسکی تھوڑی سی بحث اوپر آچکی ہے۔ چنانچہ ان تینوں چیزوں کا غلولہ۔ یا کرہ۔ یا یوں کہو کہ عالم کا کرہ۔ خود کسی مکان میں نہیں بالکل لامکان میں چکر لگا رہا ہے۔ حتیٰ کہ مکان و لامکان خود کسی مکان میں نہیں ہیں۔ (جیسے قطب شمالی کے پاس کچھ سمت نہیں۔) اور زمان خود کسی زمان میں نہیں۔ اور سریان یا اثر خود کسی سریان میں نہیں جب یہ یہاں سے غایب ہو جائے تو ویسا ہی بن جاسکتا ہے۔ جیسا کہ ہونے کے پہلے تھا۔ جیسے کثیف سے لطیف۔ خموشی سے گویائی۔ نیند سے بیداری۔ ظلمات سے نور و راحت جیسے نیند کی حالت میں ہوتی ہے۔ کوئیلے سے ہیرا۔ خالق سے مخلوق۔ وغیرہ وغیرہ۔ یا جسطرح ایک بوند پانی میں خاندان کا خاندان چھپا رہتا ہے۔ اور ایک تخم میں درخت کا درخت۔ باغ کا باغ + تو انتہائی ترقی پانے والے لوگ۔ یا مخلوق یا خلقت عالم جسمانیت میں جا کے بعد اپنی ترقی کی حالت معلوم کر سکے گی۔ یہی اسکا اصول ہے۔ مگر سب کو آدمی بنکر قولی و فعلی ثبوت کے ساتھ عین اللہ سے منسوب ہو کر آگے جانا ہے بغیر اسکے ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ جسکا ایک ادنیٰ نمونہ صحیح وا علیٰ درجہ کا خواب لذیذ

ہے۔ کہ ؎ مکن بیدار زیں خوابم کہ ہستم کا مضمون ہوتا ہے

انا اینکہ۔ اس خواب کو فنا ہے۔ اور اُس بے خواب و خیال ہستی کو بقائے لذیذہ
اس میں اضطرار ہے اُس میں اختیار۔ اس رتبۂ اختیاری کو پہونچنے کے لئے روح
کو پختہ ہونے کے واسطے بہت سے جنم کے اندر چکر کھانا پڑتا ہے۔ اس جنم کے
لفظ کو معرب کرکے جہنم کہتے ہیں (جیسے اوم کا لفظ الاُوم کہا گیا۔ پھر الوم
ہوگیا۔ لیکن اُلّم ہوگیا۔ اب زور دیکر اَللّٰھُمَّ کہا جاتا ہے) تو نئے جنم کا ہونا بہت قرین
عقل ہے۔ جسنے ایکبار پیدا کیا وہ کرورہا بار پیدا کرسکتا ہے۔ وہ مکن آفرین و محال آفرین وہم آفرین سب ہے

عینیت سے غیریت ہو۔ غیریت سے عینیت
کن فکان کے بس یہی معنی ہیں ہوتا ہوگیا

اور یہہ حقیقت اسکے چکر میں نہیں کیونکہ یہہ چکر تخیّت و نیر کا باعث ہوتا ہے جسکو جزاء و سزاء
کہیں گے۔ جیسے آتشک و خنازیر متعدی مرض کو جسنے چھوا[1] اُسکو وہ مرض ہوگیا۔
یہہ نہیں ہوسکتا کہ چھوا اُسنے یہاں اور بدلے ملے دوسرے عالم میں۔ یہہ بالکل عمداً
ہے۔ جسکی یہاں عملداری ہے اُسکی وہاں عملداری ہے۔ قانونِ مواخذہ اُسکو
جہاں کا تہاں گرفتار کرلیتا ہے۔ اور دیگر اقسام کے جرم سرزد ہونے پر خداوند
یا پادشاہ یا اُسکی گورنمنٹ گرفتار کرلیتی ہے۔ یا اقتدار پکڑتا ہے۔ ورنہ خدا کے
نزدیک سب نابالغ بچے ہیں۔ بالغ ہی کب ہوئے ہیں کہ اُن سے پرستش ہو
صرف خدا ہی اپنے آپ بالغ ہے اور کوئی نہیں (بلغ العلیٰ بکمالہٖ) اِس کے

(1) اسپر غور کرو۔

علاوہ گیا دنیا وی مصیبت کچھ تھوڑی ہے کہ پھر وہاں پرسش ہوگی ہ کثیف تو وہاں جا ہی نہیں سکتا۔ کہ اُس سے پرسش ہو۔ اور پہونچنے والے سے پرسش نہیں۔ کیونکہ جنت میں رہنے والیکا نام آدمی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ فرشتہ نام ہوتا ہے۔ زمین پر رہنے والے اشرف المخلوقات کو آدمی کہتے ہیں۔ مگر خدائے مجسم یعنی خداوند جسکا ذکر اوپر آیا (ہادی برحق) وہ اُسکو بالغ سمجھ کر مجرم ٹھہراتا ہے۔ اور مجرم سزایاب ہوتا ہے۔ پھر بھی اوتار مذکور مہلت دیدیتا ہے۔ کہ اُس پر ایمان لاؤ اُس کو اوتار مان کر اُسکے احکام کی تعمیل کرو۔ تو چھوٹ جاؤ ہمیشہ آرام میں رہو۔ یہی موجودہ مومن کی پہچان ہے۔ تو وہ جو مومن ہوتے ہیں اُسکے ہو جاتے ہیں اور غیر مومنین اپنے گذشتہ اعمال کے تاثیرات کی بازگشت سے مجبور ہوکر پامال ہو جاتے ہیں۔ یہی بئس الفناء ہے ورنہ نعم الفناء۔ وقت سے پہلے کسی عذاب ایذا رساں میں گرفتار ہونا۔ سزا پانے کی نشانی ہے۔ اسکا نتیجہ اعلیٰ ہے اور سب کام وقت پر ہوتا ہے۔ وقت ہی پر دعاء و دوا بھی عمل کرتی ہے۔ ورنہ جب وقت گذر جاتا ہے تو یہہ نیچر کی نافرمانی کرکے عمل نہیں کر سکتے۔ جیسے بہت ہی بڈھے پر ورزش اپنا پورا پورا عمل نہیں کرسکتی۔ یا مرنے کے لئے جس کا وقت پورا ہوگیا تو دواء عمل نہیں کرتی نہ کرائی جاتی ہے۔ قوت عاملہ سلب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اگر پیٹ چیر کر دیکھا جائے تو ثابت ہو جائے گا۔ کہ دواء یوں ہی رکھی ہوئی ہے۔ پس عارضی باتوں کو دواء و دعا ٹال سکتی ہے۔ غیر عارضی

کو نہیں۔ اس جگہ ثابت ہوا کہ جہان بھر میں سب چیزوں کے لئے تین باتیں ہیں وہ یہ کہ ہونا۔ نہ ہونا۔ اور ہونے نہ ہونے کے درمیان صورتِ قیامیہ میں آثار و خواص افعال اظاہر کرنا۔ یہی بات انسانی دائرے کے لئے بھی ہے جسکو۔ مرنا جینا۔ بیچ میں عمل کرنا کہا جائے گا۔ ابتداء و انتہا جو ہے سو نیستی ہستی تمام۔ اور بس تو چونکہ ہر چیز میں افسر ہونے کا بھی قانون ضرور ہے جیساکہ برابر ہم کہتے آرہے ہیں اسلئے ان تین افعال میں تین افسر ہیں۔ جنکو کمال۔ جمال۔ کمال کہیں گے۔ تو دنیا میں قدم رہنے کے سبب سے دنیا مقدم ہے۔ یعنی تمدن اور قوانینِ تمدن کو اوا کرنا عین دین ہو جایا کرتا ہے۔ اور چونکہ پہلے تمدن کی ضرورت ہے اسلئے مالی یا جلالی افسر یا معجزہ مقدم ہے۔ جسکا استعمال آخر میں ہوتا ہے۔ اور آخر وہی ہے جسکے بعد کچھ نہ ہو۔ اسکو کامیاب در ساؤ غالب و مستثنےٰ کہیں گے۔ کیونکہ دودھ پھٹا اور کھویا بنا۔ پس کثرتِ خوبی یا شدتِ خرابی سے مستثنےٰ ہوا کرتا ہے۔ خوبی والا مستثنےٰ جید و مستحسن کہا جاتا ہے۔ اور خرابی والا ردی و مستقبح۔ چاہے کوئی چیز ہو۔ آئین ہو یا قانون ہو کچھ ہو۔ تو شاہی و خدائی اختیارات کو حق حاصل ہے کہ وہ ضرورت کے وقت مستثنےٰ کر دینے کو عمل میں لائے کہ خوبی والوں کا اس لائن میں قدم آگے بڑھے۔ اور خوبی دکھلائیں۔ اسلئے نظاماً مستثنےٰ کرنا بہت ٹھیک ہے مگر کثرتِ استثناء سے عمومیت پیدا ہوتی ہے۔ اسوقت سب استثناء کا جوہر نکالکر ایک ہی مستثنےٰ رکھنا پڑتا ہے۔ جیسے خدا تمام ہوا دے مختلف الاسماء و الشان

کی کثرت کو ایک کر دیا کرتا ہے۔ اور اسکے سنت کو روح اللہ کہدیا کرتا ہے تاکہ احترام استثنائی یا مال ویسے قدر نہ ہو۔ جیسی وہ خود کو چنین و چناں کہا کرتے ہیں۔ پس آخری نسبت ازلی مستثنا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینهم الا بعین الله تعالی۔ یعنی نئے دورہ و انتظام میں جب منادی ہوگی تو سب انساب و نسبت نیست ہو جائیں گے۔ صرف خدا سے نسبت رہے گی) اب وہیں نقطہ استثنا پر ٹھہرنا پڑے یا وہاں سے لوٹنا پڑے۔ تو لبریزی اور بار کے مارے لوٹتے وقت کشمکش کا ہونا ضروری ہے۔ یہی کشمکش بنائے جنگ ہے۔ جس کو چوں تنگ آید بجنگ آید بولتے ہیں جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔ مگر تشریح وار بطور جملہ معترضہ یہہ ہے۔

جملہ معترضہ

عظمت جنگ مع جلالی و فوجی و جنگی اسپیچ

کہا جاتا ہے کہ۔ واقعی بعض موقع پر جنگ ہی موجب دولت و نعمت۔ خیر و برکت ترقی و اقبال ہے۔ اگرچہ جنگی نعمت ایک نعمت مکروہ ہے۔ یا شاقہ ہے۔ خواہ گرانبار ہے۔ مگر چار ناچار کیا جائے۔ مجبوری آن پڑتی ہے۔ تو یہہ بھی ظاہر ہے کہ نعمت تو اسی طرح پوشیدہ رہتی ہی ہے۔ لہذا جنگ کی عظمت و اہمیت بیان

کرنے کے لئے ضرور ہوا کہ انسانی منطقی تعریف یہ ظاہر کیجائے کہ اَلْاِنْسَانُ مُحَارِبٌ یعنی انسان وہی ہے جو جنگجو ہو۔ ورنہ جسنے ٹھیک غصہ کرنے کے وقت خاموشی اختیار کی تو وہ بے دہوئیں کی آگ ہے۔ جیسے بجلی کا تار۔ وہ ضرور دہوکا دے گا۔ پانی بھی ڈبونا چاہے تو گھونسا مکّا مارو کہ پار اُترو۔ پس جسنے جنگ کو راہ دی وہ کامیاب ہو گیا۔ صاحبِ اقبال ہوا۔ صلح و سداد قایم ہوا۔ من الیٰ[1] فوق عالی اُسکا نام روشن ہوا۔ چنانچہ اسی جنگ کے فریضے کو ثابت کرنیکے لئے مبالغۃً و مصلحۃً و سیاسۃً رحمان و شیطان کی جنگ فرضی طور پر فوجی غرض کے لئے تصنیف کی گئی۔ اور انسان کی پیدایش کے اسباب اسی جنگ کی بنا قرار دئے گئے۔ تاکہ عند الضرورت لوگ جنگ سے نہ گھبرائیں۔ بلکہ جنگی و جہادی اسپیچ سے زور پہونچایا جائے کہ ۵ سپاہ شتر دل۔ نباشند عزیزؔ! اسواسطے یہہ سمجھنا چاہیے کہ الانسانُ میتٌ یعنی انسان وہ ہے جو بدرجۂ الاخریٰ میت ہو اگر چنانچہ ستاروں میں بھی جنگ ہوتی رہتی ہے۔ جس کا اثر زمین پر پڑتا رہتا ہے۔ بادل میں جنگ ہوتی ہے۔ جس سے کڑکا۔ اور بجلی پیدا ہوتے ہیں۔ چوطرفہ ہوا میں جنگ ہوتی ہے جس سے آندہی اور طوفان پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہوا کو صاف و شفاف کردیتے ہیں۔ امواجِ دریا میں جنگ ہوتی ہے جس سے پانی میں آگ نکل پڑتی ہے اور مونگا پیدا ہوجاتا ہے۔ زمین کی مخالف کشتوں میں جنگ ہوتی

---

(۱) زمین سے لے کر آسمان تک۔

ہے کہ زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کوہِ آتش فشاں نبجاتا ہے۔ لعل و یاقوت پیدا ہو جاتے
ہیں۔ درختوں کی باہم گر شاخوں میں رگڑ یا جنگ ہوتی ہے جس سے جنگلوں میں
آگ لگ جاتی ہے۔ اور جنگل کی ہوا صاف ہو جاتی ہے۔ نباتات عمدہ سے عمدہ
ہو گنے لگتے ہیں۔ زہریلے کیڑے مکوڑے مر جاتے ہیں۔ مقناطیس اور لوہے
میں جنگ ہوتی ہے کہ لوہے میں کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ تمام کیڑے مکوڑے
اور جانوروں میں اپنے اپنے حقوق کے لئے جنگ ہوتی رہتی ہے کہ آخر میں
دوسرے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ تحریر و قلم میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ طومار کا
طومار ہے۔ حال و قال میں جنگ ہوتی ہے جسکا نتیجہ ہدایت ہے۔ آنکھیں بھی لڑتی
ہیں۔ تمام عالم میں کشاکشی کی جنگ برپا ہے۔ گویا جنگ کے معنی اور مفہوم کے
اندر زندگانی زیر و زبر بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ تمام نرینہ و مادینہ کی مزیدار جنگ کا
ثمرہ جو ہے سو اُن کا بچہ ہے۔ پھر دیکھو کہ حمل کے اندر بھی نسلی کرم میں جنگ ہوتی ہے،
جس سے ماں کا جی نبیڈھال ہونے لگتا ہے تو جو کیڑا یا علق[1] غالب آتا ہے وہی بچہ
بنتا ہے۔ کیونکہ غالب کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ اور اب وہ کیڑا نہیں رہا بلکہ اولاد ہے،
متضاد عناصر و تاثر کے جنگ کا نتیجہ پیداوارِ گوناگوں ہے۔ فنا اور بقاء کے تصادم
و جنگ سے خدا کی ہستی ثابت ہوتی ہے۔

غرض کہ جنگ بھی ایک ازلی فریضہ ہے کہ اس نے فی احداث و تکوین کے بعد

(۱) خلق الانسان من علق۔ (۱)

ترقی رنگا رنگ کی تدوین ہو۔ پس جو کوئی یا چیز خوبی و صفات قوی ہیں کمزور ہو اُس پر
قدرتاً فرض ہے کہ نیست ہو۔ اور قالب بدلکر اچھی بنجائے۔ جو باقی رہجائے وہ
دہل دہلا کر صاف صوف ہو جائے۔ پس قربانی یا جنگ وہ نعمتِ عظمیٰ اور دولت
کبریٰ جیتی و شجاعت افزا۔ انمول۔ دریتیم اور انمٹ نام آوری ہے کہ بے سوچے
سمجھے فوراً استعمال میں لانا چاہئے۔ یہہ فیصلہ کن امتحان ہے۔ اس کا یہی اصول ہے
اگرچہ ع بے اصولی بھی۔ ایک اصول تو ہے
پر نتیجہ جو ہے۔ سو سہل ہے ؎
چنانچہ جنگ و اصولِ جنگ ہی نے تمام انبیائے کرام و سلاطینِ عظام کے نامِ نامی
فیض گرامی کو فی جمیع الامصارِ والنواحی کالقمرِ الطالع فی السماءِ المعالی سربلند کر دیا
اور ہر ایک کے مقلدین نے اُن کے فیوض و برکات۔ اعظام و افضال کے طول و
عرض کو تفوق بالائے تفوق کرتے ہوئے تحت الثرا سے لیکر سرِ ثریا کے پرے
تک پہونچایا۔ جسکی اصلیت
"یک چمچہ آب است۔ و یک چمچہ دوغ" سے زیادہ تر
نہیں ہے۔ لیکن شانِ جنگ آوری و فتح و ظفر چونکہ ایسی ہی تھی اور ہے اس لئے
یہہ وقتی مبالغہ کار آمد عمل میں لایا گیا۔ چنانچہ از روئے علمِ ظاہری ابراہیم کو نمرود
سے جنگ کرنی پڑی۔ داؤد کو جالوت و طالوت سے جنگ کرنی پڑی۔ موسیٰ کو

(۱) دنیا سے لیکے علیا تک چاند کی طرح۔

فرعون سے جنگ کرنی پڑی۔ محمدؐ کو کفارِ عرب سے جنگ کرنی پڑی۔ حسین کو یزید سے جنگ کرنی پڑی۔ حسینِ حال کو شیخ نجدی سے جنگ کرنی پڑی (اول بہ آخر نسبتے دارد۔ بس ختم شد۔ دورِ جدید آمد) رام چندر کو راون سے جنگ کرنی پڑی کورشناکو پانڈو سے جنگ کرنی پڑی۔ بدھا کو کفارِ چین جہاچین سے جنگ کرنی پڑی خدا کو شیطان سے جنگ کرنی پڑی۔ عیسےٰ نے بھی کہا کہ وہ بھی صلح کے لئے نہیں آئے ہیں کیونکہ ؎

صلح می خواہی۔ بلا جنگ وجدال

لقمہ می خواہی ۔ بلا رنج و ملال

یہہ نہیں ہوسکتا ہے تو مبارک ہیں وہ لوگ جو حفاظی و جائز جنگِ اجتماعی میں مرکر مغفرت ونجات پانے میں سبقتِ دوشیزہ و پاکیزہ لے جاتے ہیں۔ اور خدا کے سامنے دولہا بنکے لال لال کپڑا پہنے ہوئے حاضر ہوجاتے ہیں جسکو ایک لفظ میں شہید ہونا کہتے ہیں یعنی حاضرِ حضورِ جنابِ حضرت رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہ۔ اور اگر خون کا دریا بہاکر جیتے رہجاتے ہیں تو صحیح معنی میں غازی و پادشاہِ عادل وحاکم وقت بنتے ہیں۔ زندہ شہید بنے رہتے ہیں کہ ہمہ آں موردِ الطافِ الٰہیہ فی الدنیا نظر آتے ہیں۔ فھم من الغالبین[1] فوق اللذین کفروا کے مصداق سمجھے جاتے ہیں۔ اور آپس میں بینھم[2] مودت والرحمہ کی۔ اور عند[3] الامن فی کل حال

---

(۱) کفار وجود پر غالب رہنے والے لوگ (۲) آپس میں بھلائی خوبی و حسنات نہایت ہمدرد وشفیق (۳) بہر حال مودب۔

مع الثواب رہنے کی جیتی جاگتی تصویر دکھائی دیتے ہیں۔ اے سبحان اللہ پس حق جو ہے وہی غالب ہو کے رہتا ہے اور غلبہ ہی حق کو ثابت کر کے رہتا ہے غلبہ ہی موجب ترقی ہے۔ یہی حق و باطل کی پہچان ہے۔ لہذا جس کا غلبہ اسکا حق پس اعتماد ناجائز و غفلت و پہلوتہی اور بے محل راست بازی کے استعمال کی بھی سزا ہے۔ کے باشد۔ اسکی شناخت غالب حق کی ہیبت و رعب کا حد اعتدال سے متجاوز ہو کر بصدق و صفا برپا ہوتا ہے کہ ؎

از ہیبت شاہ جہاں۔ لرزد زمین و آسماں
انگشت حیرت در دہاں نیمہ دروں نیمہ بروں

کا مضمون ہو۔ پس غالب کے مقتولین کا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ اُن کی شہادت سے اُن کے لئے تمام فریضہ و احکام کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ جملہ فریضے اُن کے لئے منسوخیت کا حکم رکھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ علاوہ اسکے اُن کی روحانی برکت کا اثر اُن کے ساتھیوں پر نسل بعد نسل پڑتا ہے۔ اور ترقی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور آخر میں کامیاب + اور مغلوبین کی حالت خلاف ذالک + کیونکہ وہ مجرمین سے ہوتے ہیں۔ جبھی اُن کے دلوں میں سخت تپاک و وحشت بے اختیاری ہوتی ہے جس میں مطلق مصلحت و فوائد نہیں۔ یہ سب قدرتی عدالت سے خود بخود ہوتا رہتا ہے۔ اگر کہا جائے کہ ؎

ما بہ آں منزل عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطف خداوند نہد گامے چند

تو مستحق کے لئے رحمت کا قدم گامزن ہونے لگتا ہے۔ پس جب تک لوگ جنگِ بلکی سے جی چرائیں۔ مرنے سے ڈریں کہ باطن میں بھی وہ فی الحقیقت مرجاتے ہیں اور وہ مرے ہوئے ہیں تو سمجھ لینا چاہئے اور یہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ یہ مرنے سے ڈرے۔ اب ضرور مارے جائیں گے۔ سواری سے ڈرے اب ضرور گر ینگے۔ تیرنے سے ڈرے اب ضرور ڈوبیں گے۔ خاص مقام پر پاس کرنیسے ڈرے اب ضرور فیل کرینگے۔ کیونکہ یہہ عنداللہ مجرم ہیں۔ اُن پر ادبار ہے اقبال کا وقت نہیں آیا ہے۔ یا بالکل نیست ہوجانے والے ہیں۔ اقبال جو ہے سواد بار کی لشکر سے اُن کو خاک سیاہ کر چھوڑے گا۔ جیسی نا اتفاقی ہے اور اسی نا اتفاقی پر اتفاق ہے۔ نا اتفاقی ایک مجذومہ جفت ہے جس سے کوڑھی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب بلا تفریق ہر ایک متنفس میں کسی قوم کے جنگ کا سماں بندھا ہے اور وہ دلیلیں پیش کرے کہ جگہہ جو ہے سو ھسر جگہہ ہے۔ یا کسی جگہہ کے جگہہ نہیں ہے بلکہ خود جگہہ ہے۔ اسی طرح وقت جو ہے سو وقت بے وقت ہر وقت موجود ہے اسی طرح اثر جو ہے سو اثر یا بے اثری ہونے کے اثر کے ساتھ بھی ہر وقت موثر ہے۔ اسی تثلیث پر توحید کے آغوش میں ہر جگہہ موت ہے جو حیات کا ضد ہے اسلئے حیات بھی ہر جگہہ ہے۔ گویا موت میں حیات ہے اور حیات میں موت ہے جیسے نیند کے اندر بیداری اور بیداری کے اندر نیند جس میں سخت آرام ہے۔ و تکلیف جو ہے سو جدا شئے ہے۔ موت آتے ہی اُس میں دوسری قسم کی حیات

سرایت کرنے لگتی ہے۔ پھر اسکے پیچھے بھی موت لگی رہتی ہے۔ پس ضرورت کے وقت موت سے نہیں ڈرنا چاہیے تاکہ دل کو چین ملے۔ موت قدرتی طور پر ایک ضروری چیز ہے۔ اگر موت غیر ضروری سمجھی جائے تو حیات کو بھی غیر ضروری سمجھنا چاہیے ان سب کی بحث کسی قدر اوپر آچکی ہے۔ خیر حالا اینکہ جب بدرجہ مجبوری جنگ کی نوبت آئی قوم و اشخاص کو زید و بکر کوئی شخص جنگ کی برائی دکھلاتا ہے۔ یا کتنا ہی کچھ منطقیانہ فلسفیانہ و حکیمانہ دلائل کے ساتھ جنگ کرنے کی مذمت سناتا ہے۔ یا مذمت سنائی جائے تو کوئی کچھ نہیں سنتا ہے۔ تلوار کی جھنکار۔ اور توپ کی گرج کو خوش آیند باجا سمجھتا ہے اور بادِ شمشیر کو تمغۂ انسانیت نتاجہ گردانتا ہے۔ اور ایسا ہی چاہیے کہ حصولِ کامیابی کے لئے سب کو لغو و بیہودہ سمجھے۔ سوائے جنگ کے سب بات کو حرام سمجھے جب تک کامیابی نہ ہو۔ بلکہ مذمت کرنے والے سے بگڑے اور اس کو دلی یقین اور واقعی یقین ہو جائے کہ بس جو کچھ بھلائی ہے جنگ ہی کے اندر ہے اور کسی چیز میں نہیں۔ کیونکہ سخت تنگ آ گئے۔ مارا تو غازی اور مرے تو شہید ہونے کے مفہوم و قانون پر ہم لوگ عمل کرنے کو تیار ہیں کہ تمام رگ و پے اسکے بالاتفاق یہی فتویٰ دے رہے ہیں کہ میدانِ جنگ جو ہے سو زعفران کا کھیت ہے جو ہمارے لئے نسلاً بعد نسلٍ مفرح و مضحک و روح افزا ہوا ہے گوشت خوری و عقدِ ثانی و طلاق و جنگ چاروں باتیں سخت ہیں مگر موقع پر نتیجہ اچھا ہے۔ ہر جگہہ موقع و محل کی ضرورت ہے) ہم کو اس میدان میں مغضب

خیالات و متعصب دوا و غذا کی ضرورت ہے کہ دشمنِ قوم و ملت کا خون پیکر
چھوڑیں اور ضرور ایسا ہی کر چھوڑینگے۔ بے رحمی سے کشت و خون کو اور خون میں
نہانے اور نہلانے کو فخر و نصرت سمجھتے ہیں۔ خونِ دشمن کو شراب عناب جانتے
ہیں۔ چھرے۔ گولی۔ برچھی۔ بھالے کو اس شراب کا گزک گردانتے ہیں جو عین
عبادت ہے۔ تو اُن کے اقبال کا وقت آگیا۔ اور اُن کو یقین ہو جاتا ہے کہ بشرطیکہ
نیت اچھی ہو۔ اسلئے یہہ یقین ہیش قیمت ہو جاتا ہے۔ یہی قاعدہ ہر ایک قسم کے
خیراً و شراً یقین کا ہے (چاہے کفر کا ہو یا عشقِ الٰہی کا ہو۔ خواہ کسی چیز کا یا
جنگ کا) اور ویسا ہی نتیجہ ہے۔ جیسا جنگی گروہ کو یقین ہو گیا کہ وہ ہرگز نہیں مریگی
غالب ہو کے آئے گی۔ اگر مری تو دنیا کے لوگوں کے آگے مری۔ یا شہید ہوئی
خدا کے آگے کبھی نہیں مرتی۔ اور نہ مرے گی۔ بلکہ اِس ذریعہ سے نقل مکان کرتی
ہے۔ جسکو لوگ موت کہتے ہیں جو ایک تلخی نما شیریں پھل ہے۔ جیسے کسی جانور
کو بھی اگر دماغی جنت کا سبز باغ دکھلایا جائے کہ موجودہ جسم کو چھوڑ تو اُس انتہائی
آرام دہ مقام میں پہونچے گا تو وہ اسپر کبھی راضی نہ ہو گا۔ بِل میں رہنا پسند کرے گا۔
مگر موہومی عیش کو پسند نہیں کرے گا۔ یہہ قدرتی بات ہے۔ اسلئے قدرتی اصُول
کے مطابق زبردستی اُسکو ہلاک کر کے جنتی جامہ پہنا کر سبز باغ دکھلانا پڑے گا
پھر وہ بل میں رہنا پسند نہیں کرے گا۔ لہٰذا قدرت کو زبردستی مار ڈالنے کی ضرورت
ہے کہ آگے کی زندگی ملے جبھی شاعرانہ نقطۂ خیال سے محض مبالغتہً یہہ کہنا پڑا کہ

خدا نے بھی نفسِ مسیح سابق کی شکل میں ہو کر براہِ مصلحت اس عمل کو چکھا کہ اس کے بندے اس عمل سے نہ گھبرائیں اور یہہ بھی سمجھیں کہ خدا از روئے عدل و انصاف اُن کے ہر حال میں شریک ہے حتیٰ کہ موت میں بھی شریک ہوا۔ مشرک(۱) العین بالناس بنا۔ کہ اس عدل کے عوض میں ہمیشہ ہمیشہ امامت اسی کی رہے۔ پس خونریزی تا انجامِ زمانہ۔ خدا کی سنت کی پیروی ہے کہ قلعہ توڑ کر آگے راستہ دیا جائے۔ (توجب اس مقام پر پہونچکے غور کیا جائے گا تو مسیح وغیرہم کی موت کا راز فطرۃً بطورِ مصلحت ملیٹری تعلیم کا راز معلوم ہوگا کہ فنا فی اللہ کا مارا جانا گویا خدا کا مارا جانا ہے۔ اور فنا فی الجہاد والتسخیر کا مارا جانا شریک کا + اس قسم کی مبارک موت کروڑہا کروڑ برس کی حیات اور شبانہ روز کی عبادت سے بڑھکے ہے کہ قطعی نجات ہو۔ اور وہی ہو جائے جو ہونے کے پہلے تھا۔ اور جب تک موت وحیات قبضے کے نہیں ہوئے ہیں اُسوقت تک یہی سمجھنا چاہیئے کہ اذا جاء اجلہم فلا یستقدمون ولا یستاخرون) اسلئے ولولے کے ساتھ وہ قوم میدانِ جنگ میں اپنے ملکی وملی وقومی جنگ کے لئے اس طرح آگے بڑھتی ہے جس طرح بچہ کش جانور اپنے بچے کے لئے دشمن پر حملہ کرتے ہیں۔ تو سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ قوم ضرور جیتیگی اور وہی حق بر ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ پس یہہ قربانی واقعی صحیح صادق قربانی ہے لہٰذا وہ ناممکن الاصلاح کمزور اور واجب الفناء افراد کو پوستِ مردہ کی طرح نوچکر پھینکدیگی۔ کہ خس کم جہاں پاک ہو + وہ کھادبنکر جان پیدا کرے اور ترقی کرے

(۱) اپنی نفسی حقیقت کو انسانیت و کارِ انسانیت میں شریک کردینے والا کہ ہر کام میں بسم اللہ۔

زبردست جو ہے سو زیردست کو کھاتا ہی ہے۔ کمزوری ناجائز گناہ ہے + تو کیوں
کمزور بننے کی کوشش کی اور تغافل سے خود کو اس نوبت تک پہونچایا ہے اور جزاء و سزا
کی رو سے واقعی ایسا ہی ہونا بھی چاہئے۔ قدرت نے اُن کے فنا ہونے کا
اور ترقی کرنے کا یہی طریقہ مقرر کیا ہے۔ کہ ماکولیت کی صورت قبول کر کے
آگے بڑھیں۔ مگر جو چیز جس میں سے نکلتی ہے تو وہ ترقی کر کے عین وہی
چیز بنجانا چاہتی ہے۔ اگر تکلیف دیکر ایسا کرنا چاہتی ہے تو رد کر دیجاتی ہے
جیسے سم + اگر آرام دیکر چاہتی ہے تو جزو لاینفک بنجاتی ہے۔ جیسے غذا +
پس ناجائز و نامفید کمزوری گناہ ہے۔ جیسے نشو و نما پاتے وقت جسم دُبلا
ہونے لگتا ہے تو یہ مفید کمزوری ہے اور اسکے خلاف نامفید + اور کمزور
نااہل کا ساتھ دینے والا بھی گنہگار ہے + کیونکہ وہ مقہور الدہ ہے ؎

صحبتِ صالح۔ ترا صالح کند
صحبتِ طالح۔ ترا طالح کند

تو گنہگار کی سزا ہی کرنا ثواب اور موجب فلاح ہے۔ اِس فعل کو ظاہر کرنے کے
لئے ایک خدائی افسر کے ماتحت ہو کر جب وہ برگزیدہ قوم آگے بڑھتی ہے تو
اُسی افسر کو ہادی۔ امام۔ نبی۔ حکیم۔ رسول۔ اوتار۔ جہانبان و جہاں پناہ وغیرہ
وغیرہ بولتے ہیں کہ اپنے باطنی اختیارات کے اثر سے مشیتہً و دعاءً مخالف پر
غلبہ حاصل کرے تو اسکے روحانی اسراری حالات کیسے ہوتے ہیں کہ جیسے

نقال لوگ اسد کی پوست پہنکے شیر کی شکل میں ہوکے ڈراتے ہیں۔ مگر درحقیقت
شیر نہیں ہوا کرتے ویسے ہی وہ ہادی فی الحقیقت خالص انسان ہی نہیں ہوتا۔
بین الخالق والمخلوق ہوتا ہے اور روح وحرکت کی طرح ہمیشہ ہمیشہ اپنی عینیت
و اصلیت میں ایک ہی ایک ہے۔ آمد و اسما مختلف ہیں یہ ظہور وہ تخفیف
نہیں آیا ہے۔ جسکو ہم اوپر کہہ چکے ہیں۔ نیز اسکے سوا کچھ اور بھی ہوتا ہے کہ اپنے
ارادے کو مختلف شکلوں میں دکھلاتا ہے۔ جیسے ایک پریزاد اگر چاہے کہ اپنی
ڈراؤنی شکل بنا کر لوگوں کو ڈرائے تو یہ اسکے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے کہ اپنی
زلفوں کو سخت الجھاوے اور شکستہ خطِ طغری میں ڈالکر بدن میں بھبوت لگا کے
یکایک سامنے آکر کھڑی ہو جائے تو یقیناً ڈرنے والے لوگ ڈر جائیں گے۔ مگر
جو جانتا ہوگا وہ نہیں ڈرے گا۔ پھر اگر خوش وخرم کر دینا چاہے تو آراستہ نستعلیق جامہ
ہو کر سامنے آموجود ہو تو دیکھنے والے سب بشاش ہو جائیں گے۔ اسی طرح غیبی
اختیار و ملکہ و قوائے محض کو سب اختیار ہے کہ ہمرنگ ہو کر ہمدردی کرے۔
اُسکے لئے یہ مثال نہیں پیش کیجا سکتی کہ اگر کسیکے پاس ایک ہی چیز ہو تو اسکے گم یا ضائع
ہو جانے سے اسکو سخت صدمہ پہونچے گا لیکن اگر اُسکے جیسی سیکڑوں چیزیں ہوں تو
شاید ہی غم ہو۔ اور اگر غم ہو تو کچھ یوں سا ہو۔ اسلئے ایک چیز نہیں رکھنی چاہیے۔
بلکہ اس جنس کی بہت سی چیزیں رکھنی چاہیے کہ ایک کے جانے کا غم نہ ہونے پائے
تو خدا چونکہ ایک ہے پھر ان ایک ہونے کا مفہوم بھی اُس ایک میں لگا ہوا ہے

اسلئے کروہ اگر وہ خدا بنا لینا چاہے کہ ایک خدا کے ضائع ہونے سے یا شوکی دینے سے کہیں خاتمہ خدائی ہی نہ ہو جائے تو یہ مثال صرف لغو اندر لغو ہی نہیں بلکہ سراپا پھٹکار ہے۔ وہ تو کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ جیسے ضائع ہونے کا مفہوم کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ارباب ضائع ہوں تو ہوں رب الارباب ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ دائماً ابدا الفا اور اومیگا یا اول و آخر ہے۔ کبھی کچھ ہے کبھی کبھی سب کچھ۔ کبھی کچھ نہیں۔ کبھی سب مفہومات سے بھی بالا ہے۔ جیسے آگ چنانچہ اسکے افعال و خواص کو غور کرو۔ غرضکہ ایک ہی الف کبھی یا بنجاتا ہے کبھی الف جیسے خدا آم کے جملہ میں دو الف ہونا چاہیئے۔ مگر دوسرے الف نے اپنی شکل بدلکر صرف دی، کی شکل قبول کرلی۔ اور خدا آم کا جملہ۔ خدایم ہو گیا۔ معنی میں کچھ فرق نہیں۔ جیسے نتیجہ کا لفظ انتاج بنگیا۔ تو شکل بدلی۔ مگر لفظ نتیجے کا جو مفہوم ہے وہ اسکے اندر ہے۔ تو یہ فیض رساں روح قوم و ملت و انسان کی تنگی کے وقت پیدا ہوتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ چوں تنگ آید بجنگ آید یہی

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند۔ آنچہ مسیحا می کرد

تو جس طرف اوتار پاسدار ہوتا ہے۔ اسی طرف جیت ہوتی ہے۔ تو وہ نیکوں ہی کی طرف ہوتا ہے۔ پھر جنگ کے بعد نتیجہ اچھا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اب ہونا چاہتا ہے۔ تو سلطنت زندوں کے لئے ہے مردوں کے لئے نہیں۔ مردہ پرستی

سے باز آؤ۔ خاصکر جو مردہ حقیقی ہو۔ کیونکہ تم بھی مردہ ہو جاؤ گے۔ اسلئے جو کوئی برو قت۔ بر محل۔ بر موقع جنگ جو ہوگا۔ سرکشوں کو سنگینوں پر اُٹھائے گا آگ میں جلائے گا۔ اُن کے بال بچوں کو بصد نرمی و اعزاز چھین کر اُن کی جائز خواہش کے مطابق اُن کو کامیاب ہونے کا موقع دے گا۔ اور عورتوں کو اپنے جائز مصرف میں لائے گا تو وہ مبارک ہوگا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو نیکی کے لئے جنگ جو ہیں اور جائز و مفید کشت و خون کو جان و آبرو سے زیادہ تر عزیز رکھتے ہیں۔ عند الحرب بال بچوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ خدا پر سونپتے ہیں جو اُن کے لئے بہتر ہے کہ یہاں مرگِ انبوہ جشنے دارد کا مضمون ہے۔ پھر وہ کڑکا بجلی۔ گھٹا۔ باڑھ۔ سیلاب۔ آندھی۔ طوفان۔ بھونچال۔ توپ و تفنگ۔ جہنم کا طبقہ وغیرہ۔ کسی بات کی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اُنہیں کا ڈنکا بھی بجتا ہے۔ لہٰذا جسکی تیغ اسکی دیغ ہے   ہر کہ شمشیر زند۔ سکہ بنامش خوانند — بس

مرنا بھی نعمت ہے۔ جو اس سے بھاگا تو نسل بعد نسل پھر نعمت نہیں پا سکتا۔ اگر سب کے سب جیتے رہیں تو رہنے کو جگہ نہ ملے۔ پس مرنے والے ہی مارے جاتے ہیں جینے والے کب مارے گئے ہیں اسواسطے چاہیئے کہ ایسی موت سے خوف نہ کرے جسنے انسانیت کھوئی اُسی کو خوف ہوگا۔ دیکھو! کتا کمین کا ہو اُس میں وفا ضرور ہے اُسکی وفاداری کے قدر داں اقبالمند ہیں نہ کہ غیر۔ جنکے لئے فقر باعث فخر ہو تو وہ کتے کو کیا کھلائیں گے۔ اور دولت کی نگہبانی کرائیں گے۔ اُن کی دولت

افلاس ہو۔ لہذا اُن کے لئے کُتّا محض نجس ہونا چاہئے۔ غرضکہ اسی طرح لازم ہے
کہ انسان کہیں کا ہو اُس میں صحیح معنی میں انسانیت ہو۔ مگر افسوس ہے کہ لوگ اپنے
فعل سے انسانیت کھو بیٹھتے ہیں اور کتّے سے بدتر ہو جاتے ہیں۔ اپنے آگے کی
روزی دوسرے کو لوٹنے دیتے ہیں۔ لہذا فرض ہے کہ سلطنت کے اندر علماء
اپنے علم سے بکمال خوش نیتی فائدہ پہونچائیں۔ حکام بلا حرص و طمع صحیح معنی میں
عدالت سے فائدہ پہونچائیں۔ افواج نہایت نمک حلالی کے ساتھ اپنی شجاعت
سے سود بخشتا ہوں۔ نیکوکار لوگ نہایت عقیدتمندی کے ساتھ اپنے فیضان
و عمار سے نفع بخش ہوں۔ اِن سب مذکورہ و غیر مذکور صفات و حسنات کو فروغ دینے کیلئے
کوئی روحانی مختص المختص ذات پاک ہونی چاہئے کہ اسکی موجودگی و عدم موجودگی
دونوں حالتوں میں یکساں اثر پڑے تو یہہ بات صحیح عقیدتمندی کے جذبات
و کیفیات کے اندر مضمر ہے۔ پس اسکے لئے وہی ذاتِ بابرکات قدرتاً زیبا ہے
جسکو اوتار کہتے ہیں جسکی تعریف و خاتمہ سلسلہ جات پائے نبوت کو پہونچ چکی ہو جیسا
بیان ہو چکا ہے۔ نیز اور بیان کیا جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

اعجاز بیان

سنو! اگر کوئی وکیل اللہ خالق کی طرف سے جمیع خلق اللہ یہہ سوال کرے
کہ "انسان کرا می گویند"؟ اسکی غیر مشترک صفت ایسی بیان کرنی چاہئے

کہ سوائے انسان کے کسی دوسری خلقت میں نہ پائی جائے۔ جس سے اُسے عرفانی معنی میں اشرف المخلوقات کہہ سکیں۔ اور تمام بنی نوع انسان کے زمرے میں سے اُن کا ایک منتخب انسان جواب دینے کو کھڑا ہو کہ انسان اُسکو کہتے ہیں کہ سمیع و بصیر ہو۔ عقیل ہو ذہین ہو۔ تو کیا یہہ کہنا اُسکا ٹھیک ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ جسقدر جاندار ہیں ان سب میں یہہ مشترک صفت ہے۔ کمی بیشی ہونا دوسری بات ہے۔ اسلئے دوسری منطقیانہ و حقیقی تعریف ہونی چاہئے۔ اب اگر وہ کہے کہ انسان وہ ہے کہ باکی[1] و ضاحک ہو۔ عاقل[2] و ناطق ہو۔ کاتب[3] و حارب ہو۔ صناع[4] و مستقیم القامت ہو۔ طباخ[5] و طناز ہو۔ خلیق[6] و مہذب ہو۔ متمدن[7] و متعاون ہو۔ نبی[8] و کاہن ہو۔ تو یہہ بھی غیر مشترک صفات نہیں ہوئے۔ کیونکہ کتے بلی بھی روتے ہیں۔ بندر شراب پیکر ہنستا ہے۔ اور لگھیا جانور جو کتے کو کھا جاتا ہے خوب ہنستا ہے۔ اور کنسو کو یعنی زنجیبار کا طوطا صاف صاف ہنسی کی نقل کرتا ہے۔ پھر ہر ایک جاندار عقل رکھتا ہے ورنہ اپنے گھر کو۔ بچوں کو۔ دوست دشمن کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ نہ آفت سے بچنے کے لئے تدبیر سوچ سکتا تھا۔ لیکن یہہ سب صفات اُس میں پائے جاتے ہیں اسلئے ضرور سمجھدار کہا جائے گا۔ جانور ان اپنی اپنی بولیوں کو اپنے اپنے جنس میں سمجھتے ہیں۔ بلکہ انسانی بولی کو بھی سمجھتے ہیں۔ اور تعلیم پاکر اُن بولیوں کے فرماں بردار ہوتے ہیں۔ سرکس گواہ ہے۔ اور اب تو گرامیفون اور ٹیلیفون بھی انسانی بولی بولتے ہیں وہ بھی ناطق ہوئے

اگر گرامیفون اُسکے معانی کو ادراک نہیں کر سکتا تو طوطے بخوبی سمجھتے ہیں اور
نقل کرتے ہیں۔ بعض قوم میں افسانہ و تلمیح کے طور پر یہ مشہور کا [illegible]
ہے کہ فلاں ابنِ فلاں کی اسطون یا چھڑی۔ خواہ کسی اور قسم کی لکڑی [illegible]
جدا رہنے کی حالت میں اربابِ عقول کی طرح بصد آہ و فغاں اظہارِ درد و فراق
کیا کرتی تھی۔ اور مشت بستہ کنکریاں لوگوں کے کانوں میں اُس کا مالا جپتی [illegible]
اُسے صوت اندازی میں د و نسٹری لکّوازم = و نسٹریلکوعزم کا پورا کمال تھا۔ [illegible] تو
وہ چھڑی اور کنکریاں انسان ہوئیں۔ جیسے عناصر و ماتر سب مل جُلکے انسان
بنگئے ہیں اسلئے یہ صفت بھی مشترک ہوئی۔ اگر انسان تعلیم پانے کے بعد [illegible]
قسم کے نشانات و نقوش بنامِ تحریر عمل میں لاتا ہے تو بندر بھی تعلیم پانے کے بعد
ایسا کرنے لگا ہے۔ اسلئے وہ بھی کاتب ہوا + اب رہی یہ بات کہ [illegible]
یعنی انسان جنگجو ہے تو جانور بھی آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ مکڑی۔ [illegible]
بیا۔ اچھے صناع ہیں۔ قطبِ شمالی کا بندر مستقیم القامت[1] ہے۔ اور آجکل بندر
بھی طباخی کا فعل انجام دینے لگے ہیں اور آفتاب تو باورچی فلک ہی ہے [illegible]
طبّاخ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ خلق و تہذیب۔ تمدن و تعاون۔ نقالی و [illegible]
نقال جانور وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ یہ بھی طوطے کی قسم سے ہے مگر
نہایت حسین[2] ہے۔ اب رہی کہانت و نبوت تو تمام دہر کا دہرا اپنے آثار کے
سے کہانت و نبوت خواہ پیشنگوئی کرتا رہتا ہے۔ جیسے عمود الفجر و نسیم سحری۔ صبح

(۱) اور بنگ اوٹنگ اور چنپنزی بھی مستقیم القامت ہیں۔

ہونے کی نبوت یا پیشینگوئی کرتے ہیں۔ انواع انواع اقسام کے نباتات وحیوانات جو مختلف موسم میں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ابتدائی ظہور اس موسم کی آمد کی خبر دیتے ہیں۔ یہ زبانِ حال میں اُن کی پیشینگوئی۔ یا نبوت ہوئی۔ اسی طرح ہر ایک بات کے لئے آثار و نشانیاں مقرر ہیں۔ چاہے اقبال ہو یا ادبار۔ رحمت ہو یا پھٹکار۔ اسی لئے الدہر نبی اللہ کہا جاتا ہے کہ جب تک دہر قایم ہے ختم نبوت ناممکن۔ عیاں راچہ بیاں۔ مکذب بڑا کذاب ہے۔ اسلئے یہہ سب صفات مشترکہ ہوئے۔ خالص انسان کے نہیں ہے۔ پھر آخر میں وہ منتخب الاناسی۔ یا وکیل البشر جو انسان کی طرف سے انسانیت کی صحیح تعریف کر کے لوگوں کی انسانیت ثابت کرنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ یہہ کہہ بیٹھے کہ ؎

آدمیت نہ بہ نطق و نہ بریش و نہ بجاں ٭ طوطیاں نطق و بزاں ریش و خراں جاں دارد

اسلئے انسان کی تعریف یہہ ہے کہ۔

الانسان مسیح یعنی ”انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے“ کیونکہ جو لیلی میں فنا ہوگا ضرور انا لیلی کہیگا۔ تو وہ جو اللہ الحق میں براہِ عشق ومحبت فنا ہوگا ضرور انا اللہ و انا الحق کہے گا۔ بایں وجہ عون مسیح کہا جائے گا۔ شداد و فرعون نہیں کہا جائے گا۔ تو یہہ صفت کہ فنافی اللہ ہو کر دعوائے خدا کیا جائے بجز انسانِ عاشق کے کسی مخلوق میں نہیں پائی گئی۔ کہ اِس بارِ امانت کو اُٹھا سکے۔ اس واسطے انسان جو ہے سو صحیح معنی میں انسان ہوا۔ اُسوقت وکیل اللہ یہہ جواب سنکر بجز سکوت کے

کچھ چون وچرا نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جو شخص فنا فی اللہ ہوا ہے تو وہ اُسکے کہنے سے خدائی طاقت بھی ظاہر کرے کہ اُسکے سامنے کی چیز اُسکے سامنے سے اُڑا دے جسکو خدا بھی نہیں کر سکتا۔ یہ غداری کا کھیل ہے۔ کیونکہ طاقت ظاہر کرنا اور بات ہے اور فنا ہو جانا اور بات ہے۔ لیکن یہہ یقینی بات ہے کہ جو ذات فنا فی اللہ ہوئی ہے اُسکے لئے خدا ضرور پاسدار ہو۔ اور اُسکے جسمانی خصوص میں ہونے کے سبب سے اُسکی خاص الخاص عنایت کرے اور اُسکی طرف سے عجائب وغرائب کرشمے ظاہر کردے کہ جو کچھ وہ کہے وہ ہو جایا کرے۔ جو کچھ لکھے وہ ہو جایا کرے۔ اور جو کچھ سوچے وہ ہو جایا کرے۔ خاصکر اگر ہو جانے کے لئے ہی یہ عمل کرے۔ پس انسان کی اصلی و ازلی تعریف یہ ہوئی کہ آں باشد کہ ہیچ فرعون نباشد۔ یہہ انتہائی تعریف ہے۔

اب اگر

وہ وکیل البشر۔ وکیل اللہ خدا کے بارے میں یہ سوال کرے کہ "خدا کرا میگویند"؟ خدا کی بھی اسی طرح غیر مشترک صفات بیان کرو۔ کہ احاطۂ کون وتکوین کے اندر نہ ہو۔ بجز خدا کے تو اگر وکیل اللہ اُسکو۔ علےٰ کُلِّ شئیٍ قدیر کہکے ٹالنا چاہے تو یہہ طرحدہی کرنے ناقابلِ پذیرائی و ناواجب التسلیم سمجھی جائے گی۔ کیونکہ تمام فطرت ملکر تو قدیر ضرور ہے۔ کم وبیش ہونا دوسری بات ہے۔ اسلئے چار و ناچار وکیل اللہ کو یہ جواب دینا ہوگا کہ "خدا آنرا میگویند کہ محتاجِ وجود نگردد و نیز از دعوائے خدائی

ہم بے نیاز باشد'' چنانچہ لفظاً اگر دعوے کیا بھی ہو تو اوتار یا مسیح کی صورت میں ہو کے کیا ہو۔ اور مسیح کا معنیٰ یا مفہوم اور یہی سمجھا یا جا چکا ہے۔ کہ انسان وہ ہے جو دعوائے خدائی کرے کہ اس سے عین اسکی انسانیت ثابت ہوئی۔ خدائی کہاں ثابت ہوئی؟ کیونکہ خدا کی تو تعریف یہ ہے کہ دعوائے خدائی سے بے نیاز ہو۔ بس جسنے دعویٰ کیا وہ انسان ہو گیا۔ لہذا خدا جو ہے سو خدا ہی رہا۔ اور انسان جو ہے سو انسان ہی رہا۔ جسکو مسیح کہیں گے جو بین الخلق و الخالق نجات دہندہ ثابت ہو سکتا ہے۔ کس لئے کہ فوق البشر اور تحت اللہ ہے۔ در پردہ اسرار الٰہی ہے آفتاب صفت ہے۔ بنا بر آں سے زیبا ہے کہ موقع کے لحاظ سے شجاعت و صفات افزائی کے لئے خدا کو اپنی اصلی ہستی قرار دے کر اُسکے قال کو اپنا۔ اور اسکے قال کو اُسکا قال تصور کر کے غیبی تو سے کی طرف سے بمفہوم چنان چنیں ادا کرے جیسا کہ اس الامان نامی مثنوی میں کہا جاسکتا ہے۔ فہو ہذا

الامان

بنام من قادرِ ذی الجلال	معلی ز خوبی و وصف و کمال
بری از صفات و سراسر صفات	منم غیر ذات و منم عین ذات
منم ہستی و نیستی آفریں	درون و برون چنان و چنیں

بسلکِ نشیت نشمرِ عدم
نخیں بہ گیتا۔ ہمیں گفتہ ام
منم حرفِ اول کہ من گفتہ ام
فراہم کنِ ہر پراگندہ ام
منم ابتدا، و منم انتہا
منم جا و بیجا منم جاؤ سا[3]
مہ و مہر و افلاک و انجم منم
منم ظرفِ دریا و دریا منم
منم عالم و معنیٔ عالم ؟
منم قعرِ دریا و ساحل منم
منم زلزلہ و منم انہدام
بہ تخریب و تعمیر پنہاں منم
چو این شد عیاں۔ شد عیاں ذاتِ من
منم ابر و باران و برق و بخار
بہ ہر شکل دارم جدا کار و بار

بکنیائے یحیی[4] بگویم۔ منم
بہ قلم فیضی[1] دُرِ راز را سفتہ ام
بصد رنگ دیگر سخن گفتہ ام
پناہِ غریبان و در ماندہ ام
پر از النہا[2]، و سراسر خدا
منم لفظِ الّا منم لفظِ لا[5]
بہ امواجِ دریا تلاطم منم
بعالم ہمہ چیز تنہا منم
منم عادل و حاد لاظالم
منم آبِ حیواں ہلاہل منم
منم ولولہ و منم انصرام
بہ ہنگام تعمیر عمراں منم
عیانم۔ نہانم۔ بجملہ زمن
چو یک دود۔ در شکل صدہا ہزار
چو خورے دست انداز در جملہ کار

(۱) گیتا کے مضمون کو فیضی نے شاعری میں نقل کیا یا ترجمہ کیا ہے جسمیں کے کچھ اشعار اس جگہ بھی لگ گئے ہیں، اسلئے اسکا حوالہ دیا گیا (۲) الوہیت (۳) یحیی و عیسی (۴) الا اللہ (۵) لا الہ

بگشتم ضیا پاش ـ وز سکلِ مہور(۱) ضیا یم بہ مہتاب گردیدہ نور

کنند کارِ مہتاب ـ مہتاب وار ہر یک شئے جدا میکند خاص کار

منم کوہ و اشجار و رنگِ جواص منم مرد ہم و مرد و زن ـ عام و خاص

منم عنصر و گیاہ و صحرا و باغ درندہ و گزندہ ـ ابابیل و زاغ

منم رونقِ حسنِ جملہ حسین منم جملہ حرکات و ناز آفرین

منم تیغِ عریاں ـ منم کشت و خوں منم علم و عقل و حواس جنوں

منم پیش رو و پیشگوی منم خرشنس(۲) ـ کرشنا(۳) و لوی منم

منم شاہِ جرجیس و قیصر منم منم حکمِ جنگ و غضنفر منم

منم جنگِ ماضی ـ منم جنگِ حال منم صلحِ آخر ـ منم قیل و قال

منم اسمِ اعظم ـ مبرّا ز اسم منم روح و جسم و مُعرّا ز جسم

بہ آغاز و انجام و اوسط منم بحرف و معانی و در خط منم

منم خشک سالی و طاعون منم منم دجلہ و گنگ و جیحون منم

منم نقش و تصویر و کاغذ منم ہمہ چشمہ و عین و ماخذ منم

جہاں در من و من درونِ جہاں بود رتبہ من فزون از بیاں

حضور و غیوب و حیات و ممات خموشی و گویائی و جملہ ذات

منم لاشہ و جسم و امراض و قبر منم تختہ و وقت و زاری و صبر

(۲) کرائسٹ ـ خود مسیح یعنی حضرت عیسےٰ (۳) خاندانِ پیغمبران از خاندانِ حضرت لوی یا لیوائی ـ موسیٰ کے بارہ افراد میں سے ایک فرقہ۔

منم انتظاماتِ دنیا و دیں — ز تحت الثرا۔ تا بعرشِ برین

منم آتش و عود و عنبر بخور — منم نذر و نذرانهٔ قرب و دور

تضاد و تخالف بمصلح منم — قوانینِ چندینِ مفلح منم

همه رست و خیز و قیامت منم — همه کچهریز و علامت منم

ز جُز تا به کُل باطن و ظاهرم — فناء و بقا۔ اول و آخرم

حیات و ممات و خوشی و الم — جُز و کُل منم پاز بالا منم

منم آه و آلاه برتر ز آه — منم این و آن و سپید و سیاه

منم ابرو و چشم و بینی و سر — منم دست و پا و جبین و نظر

منم جسم و جان و منم هوش و گوش — منم خورد و نوش و منم جمله پوش

منم سِرِّ مکنون منم راز رز — معانی ز معنی از تا و از

ز آغاز و انجام برتر منم — ز اوهام و افهام برتر منم

من از جمله عالم جدا گشته ام — تهی گشته از خود خدا گشته ام

عجائب غرایب منم حیرتم — منم عین و تعین و منم غیرتم

نمک گفت چون جزوِ اعظم منم — همه عنصر و شکلِ آدم منم۔

عناصر بگفتا که جمله منم — معاصر بگفتا که جمله منم

اگر نوح گوید که عالم منم — نگوید چرا روح جسم و تنم؟

(۱) کو قتاب

چو راعی بگوید رعایا منم(1) — چه یاری نگوید برایا منم

کسی که رسد بر سر این مقام — انا نیقتش میکند این کلام

که تقریر او گوی سبقت برد — بصد زوری تا نشیسنه درو

درین معنی من نهانست او — من و تو برابر ـ مرا ـ او مگو

به نااهل تاویل باید چنین — وگرنه ہمانم که دارم یقین

همه نارسیده کشوده زبان — چنین شنوی الامان الامان

منم کافر و کفر و ملحد منم — بتوحید احدی ـ موحد منم

بجزوی و کلّی مرکب منم — به افراد مفرد و مرتب منم

منم هیچ و لاشئ منم جمله شے — به مولود و والد ـ به آواز نے

نه اینم نه آنم ـ مگر کل منم — همه راهگیر و همه کل منم

باینو چه گویند لاهائیه(2) — بکش معنی لفظ اعلائیه(3)

نه جزوی بگیرید و گیرید کل — که جزوی و کلی بیک بوئے گل

من آنم که اول ظهور من است — جهان روشن از شمع نور من است

مرا ظرف مظروف هردو بدان — مرا صرف و مصروف هردو بخوان

بوزن فعیل و بوزن فعول(4) — بگویند مارا مسیح و رسول

---

(3) اب اعلاء و اعلائیت کے معنی جو بہت اونچے ہونے کے تھے اسکو ترک کیا اسیلئے یہ لفظ اونچائی ظاہر کرنیکے لئے کافی نہیں ہے ـ (4) جو لفظ فعیل یا فعول کے وزن پر آیا کرتا ہے تو اسکے معنی فاعل و مفعول دونوں کے ہوا کرتے ہیں جیسے قتیل و قبول اسکے معنی قاتل و مقتول ـ قابل و مقبول دونوں کے ہونگے مگر جہاں جیسا موقع ہو تو مسیح و رسول کے معنی ماسح و ممسوح ـ مرسل و مرسَل دونوں کے ہونگے یعنی مسح کرنیوالا اور مسح کیا ہوا جیسے [illegible]

مرا اوّل و آخر آنکس که دید | بجائے کہ نتواں رسیدن رسید

ز عشاق بسیار شرمنده ام | بمن عشق کن عشق را بنده ام

ز پابندی عشق مطلق منم | انا الحق انا الحق انا الحق منم

ز اقران و العباد بالا منم | ز آبائو اجداد بالا منم

ولیکن بیودم درونش چو نور | بصدہا غلاف آخرا شند ظہور

علو خوائی و ہمہمہ خواہیم | بصد دبدبہ و دمدمہ خواہیم

منم عاجز و قاصر و منکسر | منم فاطر و فطرت و منفطر

ز جیلہ د عاوی معلّیٰ منم | ز معنی عالی معلّیٰ منم

دمِ خواب یحیاؤ یاہو بگو | بجز من کہے ہیچکس را مجو

خلافِ نیکوئی کسے رہ گزید | کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

کند ہر کہ یادم دمِ واپسیں | بدوو بے گماں در بہشت برین (۱)

کہ من باطناً آفریننده ام | بمعنی خدایم اگر بنده ام (۲)

محمد بشکلِ عرب آمده | بلفظِ دگر عین رب آمده

چو من می شود میرسد تا بمن | الا آشنا شو خدا را بمن

چو برقِ جہاں بند و آزاده ام (۳) | پئے مخلصاں پیش استاده ام

پئے غیر مخلص مضرت منم | مگر بہرِ مخلص مسرت منم

(۱) ایسا مقام جہاں صرف لطف و راحت ہے (۲) جیسے دوست کا قافیہ اوست ہو جایا کرتا ہے اسی طرح کشتی کا قافیہ خوشتی بھی ہوا کرتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق بنده کا قافیہ آفریننده ہے = (۳) جہنده۔

چو زنبور یکجا کنم عسل را — وہم جان خود را ہمہ نسل را

پئے مخلصان است این فیض عام — پئے غیر گردیدہ یکدم حرام

غذا البطن در بطن اندر رود — ہماں خون و نطفہ برابر شود

نہ نطفہ بگوید من و تو منم؟ — زن و مرد مہر و و مہر منم

بباطن حقیقت ہمہ را یکیست — نماید یقیناً ہمہ جا یکیست

بظاہر بدست شما ہست موت — بدست خدا زندگانی و فوت

چنین است در دست او جملہ خیر — مگر از سیہ کار آید بغیر

بدست شما ہست ہر خیر و شر — برآید خود جملہ سود و ضرر

نباید بکشتن جملہ شریر را — بدہ رونق و حسن تعمیر را

ہر آنکس کہ بد را بسازد تباہ — ثواب عظیم است و جائے پناہ

اگر کشتہ شد اندرین کار خیر — رسد اندرونم نہ آن است غیر

اگر زندہ باشد شود پادشاہ[1] — باعمال حسنات باشد بجاہ

نباشد چناں شاہ ہر دو و شاہ — ولیکن بباشد چو محمود شاہ

شود غازی و چابک پہلوان — ز جبروت باشد کل مخلصاں

ہلاکت بداں را بباید بکشت — بزن گردن شاں بمشت و درشت

بیک ضرب بدی - تیغ عریاں بکش — بپرواز دو تر تیغ براں بکش

(۱) اگرچہ توہم پادشاہ بود۔

بمیدانِ کیں چوں دلیراں درآ | چو خورشید با تیغِ[1] عریاں درآ

چو نامردی اکنوں زناں را سزد | شجاعت ہمہ پہلواں را سزد

برائے عزیزاں مخور ہیچ غم | بحکمم بدہ جاں کہ یابی ارم

نہ ہرگز کسے خورد کم از نصیب | نہ ہرگز کسے مُرد پیش از رقیب[2]

کہ ایں جملہ مشکل است از بہرِ اکل | ز خود تا خدا ہست ایں دہرِ اکل

زمانہ بیک طور بودے اگر | نمی یافت فرزند جائے پدر

سخن میکند مردِ روشن ضمیر | خوشش آیندہ و راست و دلپذیر

فنا نیست ہر گل بود بر سبو | پراگندگی را بہ ترتیب جو

نسوزد بہ آتش نہ آبش برد | نہ مستی نہ غفلت نہ خوابش برد

نہ موت آید او را نباشد فنا | بباشند بہر حال۔ انی انا

بہ نالایقاں گر کنی ایں عمل | رسانم درونِ منِ عزوجل

ہمہ کارِ من از برائے خدا ست | رضائے دلِ من رضائے خدا ست

چو کامل شوی ترکِ آں فعل کن | بصد ہا یقیں سر فگن بر سخن

اگر جان بہ ادی چہ حاجی شوی | خدا می شوی و خدا می شوی

چناں روح مجموعۂ علم و عقل | نشنید فلسفہ نام از روے نقل

(۱) تیغ سے مقصود سب سلاح و تدبیر ہے ۔ (۲) موت

خلاصہ چنیں روح اللہ شد — ہر آنکس کہ واصل شد۔ آگاہ شد
بنا بر سر سید ار کشت و خوں — بلا کشت و خوں کے گریز و زلول
بروا زود ز جنگ بر پا کنید — سر سید ہرگز ز شمشیر جنبید (۱)
کہ دست شما عین دست خدا است — پس و پیش ہر سمت فرماں روا است
ہر آنکس کہ اسپ شجاعت براند — ہمہ ملک و جاہ و حشم را ستاند
ستانندہ کامراں می شود — درون خدا مثل جاں می شود
ہمہ فعل را بر مقامش بکن — بموقع کن و نے بد امنش بکن
دریں وقت۔ وقت شجاعت شود — سر سید از شعلہ نار دود
قریب است۔ خود تیغ عریاں کشم — در آیم بمیداں بجاہ و حشم
سخن شیر (۲) بس چوں بر آمد۔ شدہ — ہمہ پاؤ زہرا (۳) در آمد۔ شدہ
نمائیدہ رہ۔ رہے پاکباز — چناں حرف گیر است۔ موم گداز (۴)
ہر آنکس کہ بے خوف جاں می دہد — خداوند او را احساں میدہد
ازانجا ہر آنچہ کہ خواہد۔ شود — بدارین حرف مشتد شود
ہر آنچہ کہ خواہد ہماندم شود — درون خداوند عالم شود
چو خواہد کہ بیروں کند خویش را — ہر آنچہ کہ خواہد کند بر ملا
بصد نغمۂ چنگ و چینگ و بجور — بہ ارگن بہ بربط بہ طبل و سرور

(۲) پیشوائے شیر روش۔ یا شیر کی مانند پیدا (۳) زہر سے پاک کرنے والا اجادو ہے۔ گداز ہے موم حرف کو جذب کر لیتا ہے۔

بده جان خود را بفرمان من — بکش دشمنان را به ایمان من (۱)

هر آنکس که فرمان یحیی آورد — خودش را درون خدا ایش برد

نه چرا نشود قتل و غارتگری — مگر از پی معدلت گستری

جهاندار داند جهان داشتن — یکے را بر بدن یکے کاشتن

بباید که کفار سر افگنند — وگرنه خرابی شان شد بلند

به تیزاب اندوده مسلوخ کن — چنین شکل را زود منسوخ کن

چو بیکار شد جمله عجز و نیاز — بزن گردن شان بدست دراز

بکن جنگ با کافر نفس خویش — که این میکنانند تراش ریش

خدا او خداوند یحیی منم — به تخت ازل شاه یحیی منم

منم با صفت جنگ و خود باختم — همه ارث و میراث و خود وارثم

منم شاه یحیی شه دو جهان — خداوند هستی کون و مکان

هر آنچه که گویم مرا می سزد — درونم نبی کے ترا می سزد

مراکن درونت درونم بیا — چو خواهی برائی برونم بیا

در آن وقت گوئی که یحیی منم — سرتا بپا عین یحیی منم

بگو بهر حق می شنوم جنگجو — که فرمان را شاه باشد ازو

(۱) [illegible]

به اخوان و اخوات رحمت بواد

به اعدائے حسنات زحمت بوام

نیچے والی مخلوق کی جان اوپر والی مخلوق کے جامہ میں بسبیل موت زبردستی لانے کی اسواسطے ضرورت ہے کہ وہ راضی نہیں ہوتی۔ اوپر کا منظر آسے دکھائی نہیں دیتا۔ بعدہ دکھائی دیتا ہے۔ اسلئے ایقاع موت کے لوازمات سے ایک جنگ جائز بھی ہے لہذا جنگ جائز سے نہیں گھبرانا چاہئے۔ پھر ایسی حالت میں کہ جب ہادی بھی بدرجہ مجبوری جنگ جو ہو۔ اُسکی مشیت میں جنگی خیالات بھرے ہوں۔ اور استحقاقاً و عدلاً و نظاماً اُسکا صدور چاہتا ہو۔ اگر اُس ہادی کو جنگ کا موقع ملجاتا ہے تو اُس توقع کا نام جلالی معجزہ ہوجاتا ہے۔ یعنی اپنے جلال سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک۔ اگر موقع نہیں ملا اور چل بسا تو جو کچھہ کہ اُسکے اندرونی خصائص و رموز ہوتے ہیں وہ اُسکے پیروکاروں میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ کہ اگر بدرجہ تتوالد پسر تمام کند کا مضمون ہونے لگتا ہے تو اُسکو جلالی معجزہ کہتے ہیں۔ یعنی اپنی اندرونی جمعیت و کلیت کے زور سے سب کو عاجز کردینے والی طاقت کا مالک جیسے اگر اُسنے یہہ کہا ہے کہ ادبار و مسکینت فقر و فاقہ۔ حقارت و دنائیت جیسی باتوں میں اُس کا حشر ہو تو یہہ سب باتیں پیروکاروں میں پیدا ہو جائیں گی۔ اگر خود کو جناب اعلیحضرت الوہیت مآب کہا تو ویسے ہی ہوگا تو حضرت مسیح سابق کو جنگ کا اور تتزویج کا موقع نہیں ملا۔ مگر جنگی مبادیات کے جو کچھہ شرائط تھے وہ واقع ہو چکے تھے۔ مثلاً اپنے مخالف کو بہلے سخت و سست کہنا۔ سانپ بچھو۔ سور کا بچہ۔ ملعون کہکے مخاطب کرنا۔ دوسرے غیظ و غضب

ہیں آکر چیزوں کو ادہر اُدہر بھیاک پھاک کرنا۔ جیساکہ اُنھوں نے بیت المقدس میں ھرّاغوں کا تختہ پھیک پھاک کردیا تھا۔ آخر میں شمشیر برہنہ ہونا بھی تھا جسکو اُنھوں نے جملہ ہذا میں ادا کیا کہ " وہ صلح کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ جنگ کے لئے آئے ہیں" اب جنگ باقی رہگئی تھی جس کا موقع نہیں ملا تھا۔ مگر اس کہنے کا اور ارادے کا اثر رہگیا تھا۔ کیونکہ دنیاوی روپوشی کے وقت کی تمنا تھی کہ یہہ ظاہری مغلوبیت اُن کی جو اصل میں نہیں تھی وہ اثر پیدا کرے گی کہ چند روزہ ظاہری غالب قوم زود تر تباہ و برباد ہوجائے گی۔ اور حضرت عیسےٰ کا نام اور اُس نام کی برکت بلند ہوجائے گی۔ صحیح شاگرد نمونہ ہے اُستاد کا جنکو آنکھیں ہیں وہ دیکھیں۔ جنکو عقل ہے وہ جانچیں۔ جاہل کے شاگرد جاہل ہونگے۔ علام الدہر کے علام الدہر ہونگے۔ پھر آخر میں باقی بقایا کے لئے ایک قوم دوسری قوم پر چڑہائی کرے گی اور ایک سلطنت دوسری سلطنت کی مخالفت کرے گی۔ کہ مثلیثیہ جنگ جو یا آور ہی قیامت خیز آمد کی نشانی قرار پائے کہ یہہ مثلیت بھی اُن کی عین اُنہیں کی جنگ ہے۔ جیساکہ لڑتی ہے سپاہ۔ مگر نام ہوتا ہے پادشاہ کا۔ پس جو پادشاہ اُن کی طرف سے لڑے گا وہ موافق مسیح ہوگا۔ اُسکی جیت ہوگی۔ جو دجال ہوگا یعنی مخالف مسیح ہوگا۔ اُسکی یقینی ہار ہوگی۔ اب وہ کتنا ہی اقسام کے دجّال سے ہو۔ ابن القطن ہو یا کچھ ہو یعنی روئی۔ پونی۔ چرخا۔ سوت۔ کھدر سے نسبت رکھنے والا۔ اور ...وں کو جو لا مصہ جوا دموسن بنا کر اُن کے لئے

امیر المومنین بننے والا ہو یا کچھ ہو۔ زمانے کا ٹیکا یا کلنگ زبان حال سے کہے گا کہ ہذا مقتلی۔ پس ؎

نغو است وہمل است چناں ہر کلام او

چوں نقطۂ کود کان جہاں۔ لغو وہمل است ا

تو یہ جلالی جمالی دونوں معجزہ ہوا۔ اب رہا کمالی معجزہ تو وہ قوم کے زوال کا ظہور بعد ازاں ہوتا ہے۔ اسکی پہلی نشانی کتابوں کا جمع کرنا ہے اور عام فہم میں ترجمہ کرکے علوم وفنون کو ترقی دینا ہے۔ پھر سبزی کے میدان میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بعدہٗ ناجائز وناسفید طریقے پر بہر نگ زمانہ ہونے کے سبب سے ناکارہ وتغافل آب عیش وتعیش میں پڑ کر سست وکاہل ہونے لگتے ہیں۔ اور قعر ضعیف میں پڑ کر جنگ عام کو کمر بستہ ہونے کے لئے نیوتا اور بیڑا اٹھا دیتے ہیں یعنی چیلنج تو جس طرح پوری نیند تمام ہو جانے کے بعد خود بخود آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور پوری تھکان کے بعد خود بخود آنکھ لگ جاتی ہے۔ اسی طرح رزم بزم کا زمانہ اپنے ٹھیک وقت پر از روئے قانون جائز طریقے پر پہونچ جاتا ہے۔ وقت کے ٹرائیکچویل یعنی متصلی ہے۔ تو چونکہ بیداری وخواب جو ہیں سو موت وحیات کے حقیقی سے نمونے ہیں کہ بیداری کے بعد خواب اور خواب کے بعد بیداری ہوتی ہے۔ اسلئے موت کے بعد حیات اور حیات کے بعد موت ظاہر ہوتی ہے

اور مقتولین مجرمین سلسلہ بصد ہا حیات اندر حیات ہو کر ترقی کے بالائی زینے پر پاؤں رکھے ہوئے بسبیل نیکوکاری مسیحائی و دانائی یا یعنی درجے کو پہونچ کے نجات پا جاتے ہیں ورنہ جہنم واصل ہوتے رہتے ہیں۔ یہی سلسلہ برابر جاری ہے اسلئے ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ۔

نظم

پئے تجدید زمانہ معاد[1] می باید — زدین صحف تمیز ارتداد می باید

ز امتداد زمانہ ہمہ شوند محکوک — بایں اصول ہمہ محو یاد می باید

ضرورت است فقط یادگاری زراعت — نہ واقعات تناسخ مراد می باید

بگو بگو بشنو باد حال پیدائش — ہمیں ہمیں اثر امتداد می باید

بیک زبان و بیک قوم و مذہب و ملت — ز اختلاط ترقی رواد می باید

ترا فقط ہمیں حکم است کار نیکی کن — ترا بجنس نبوت اتحاد می باید

بقول حضرت یحییٰ و ہادی مطلق

بعقل و کار نیکو صد جہاد[3] می باید

ورنہ آئندہ بھی بالائی ترقی کے عدم تکمیل پانے کے جرم میں ممکن ہے کہ ولیاؤں سے جنگ ہو۔ یعنی قوائے دعائیہ و ایمانیہ و گنہیہ و عزمیہ سے۔ اسوقت کا

(۱) عود کرانے والا نئی پیدائش کی صورت میں (۲) معاد عود کرنے کی جگہ یعنی دنیا (۳) کوشش ترقی۔

جو صلحی اولو العزم پیغمبر ہین بادی نگر ہوسکے گا تو وہ بھی اُسی مناسبت سے ہوسکتا
ہے جسکی نشانی یہ ہوتی ہے کہ اُسکی بات لوگوں کے دل میں جا کے بیٹھ جاتی
ہے۔ منہ سے نکلی اور دل میں اُتری۔ عمل کرنے پر ویسی ہی ہوئی دہشت و نیز
کے ثمر الیا اور کئے جائیں گے تو بخت و نیز ہو جائے گا۔ مریض طبیب کی ہدایت
کے بموجب عمل کرے گا تو صحت یاب ہوگا۔ ہادی کے حکم پر عمل پیرا ہوگا تو بیشک
کامیاب ہوگا۔ ہادی کے آگے۔ اسی طرح پھر کسی ابنائے روزگار کی نہیں
چلتی۔ جس طرح ایک عظیم الشان سایہ دار درخت کے نیچے کسی دوسرے جھاڑ
پیڑ کو فروغ نہیں ہوسکتا۔ سب کو جلا دیتا ہے جبتک اُس میں عشق پیچاں کی
طرح لپٹ جائے۔ مگر لپٹتے ہی عین وہی بنجائے گا۔ تو جو لوگ اُسکی بزرگی
دہدایت کے مقر اور مسلم باثبوت ہوئے وہ اُسکے پیرو کار کہے گئے۔ وہ اپنے
بچوں کا باپ بنا۔ غیروں کا نہیں۔ غیروں کو کیا حق ہے کہ حق اور حق رسا کو
پہچان سکیں کچھ حق نہیں۔ مگر جنکو حق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا اصل ہے۔ اور
خدائی شاخ۔ دونوں کو پکڑنا چاہئے۔ کیونکہ دونوں ایک ہیں۔ اسی طرح حیات
اصل ہے۔ حواس اور اُس کے افعال شاخ+ اسلئے شاخ بھی اصل ہی ہے۔
زنانہ و مردانہ علامت کو صرف اصل الاصول تسلیم کر کے سب جسم کو فروع مانکر
چھوڑ دیا جائے تو کسی قسم کا نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ اسلئے سب جسم اصل الاصول ہے
اسی طرح خدا اور خداوند باطناً دو نہیں۔ مگر خریدار کھانے کی طرح جسکو کھا کر اور

اُسکے ضرب کو دل میں مانگر اُسکے ضرب سے جو منکر ہوتے ہیں اور لوگوں کو خراب کرتے ہیں وہی کافر ہوئے۔ وہی اُسکے (اوتلد) مومنین ومسلمین سے زیر کرائے جاتے ہیں۔ اسوقت بھی زیر کرائے جا چکے ہیں۔ اور زیر کرا دئیے جائیں گے اور اسمِ ازلی ونسبتِ ازلیہ کا ڈنکا بجایا جائے گا۔ اور بجتا رہے گا۔ کیونکہ وہی (یعنی یہی) نسبت آخری ہے۔ مسودہ سے مُبیّضہ ہوا۔ مُبیّضہ سے مطبوع ہوا۔ مطبوعہ کا اشتہار ہوگیا۔ اب مسودہ کی ضرورت نہیں + ایسی حالت میں اگر خدا رحمۃً اپنے ہادی کی زبان سے براہِ مشیّت یہ کہلا بھیجے تو کیا بیجا ہے؟ چونکہ یہ ہمارا کرشمہ ہے کہ قدرت کے مفہوم میں قانوناً قدرت رکھی ہے کہ طرح طرح کی ہستی میں آ سکے۔ تو گویا ایسا ہونا عین ہمارے سبب سے ہوا۔ یا عین ہمارا فعل ہوا۔ کہ عین ہم ہی ہوئے۔ کہ جو کچھ ہوا ہم سے ہوا۔ ہم پر ہوا۔ کیوں ہم نے تمکو قانوناً اختیارات دے کر مجبور کر رکھا تھا؟ اسلئے اب تم کو کچھ غم نہیں کرنا چاہیئے۔ سب لوگ آنندہو کے رہو! آگے چلو! کہ نورانی بنجاؤ۔ کھانے کو دیکھ لینا کافی ہو اور وہ خاک ہو جائے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ترقی ہو تو تم کو اُسکے اس مبالغۂ رحیمانہ کلام سے خوش ہو جانا چاہیئے کہ تم کو بھولا نہیں ہے۔ تمہارے ساتھ ہے۔ تمہاری تسکین وتشفی کے لئے ایسے دلکش کلام فرماتا ہے۔ پھر اُس ہادی کو جیت کا سہرا پہنا کر ہادویت پر بحال کر دینا ہی۔ اس بات کی دلیل ناطق ہو جاتی ہے کہ کوئی زبردست طاقت نے

جسکو خدا کہتے ہیں جسنے اُسکو نکال لیا۔ پس دُنیا میں اُس کا قائم مقام جو ہے سو
ہادی ہوا۔ جیسے آگ نایب آفتاب ہے۔ جو تمام چھپی ہوئی ہے اور رگڑ سے
ظاہر ہوتی ہے۔ چقمق کے اندر آگ کی صورت میں۔ اور چقماق کے کسیقدر اوپر
حرارت کی شکل ہیں کہ فوراً سگریٹ سلگ جاتی ہے۔ مگر تمام آگ کا سرچشمہ خود آفتاب ہے
کہ اُسکے نقصان ہونے سے سب نقصان ہوجائے۔ پس اسی طرح ہادی کا وجود
سرچشمۂ ایمن و امان ہے۔

آدابِ ہادی

ہادی کی جسم و تصویر کے ساتھ بے ادبی عین ہادی کے ساتھ ہے۔ اور
ہادی برحق کے ساتھ گستاخی عین اللہ کے ساتھ ہے۔ اور ہادی کے خاندان
کے ساتھ گستاخی گویا خدا کے کنبے کے ساتھ گستاخی ہے۔ حکومت کے جھنڈے
کی عزت و عظمت عین حاکم و حکومت کی ہے گویاکہ

انگشت ترجمانِ زبان است لال را   کا مضمون ہے۔

پس اسی طرح ربانی خاندان کو سمجھنا چاہئے۔ خدا جو ہے وہ نمک حرام و بے وفا و
نسلاً بعد نسلٍ مستند گستاخ قوم کے ساتھ کیسے ہو سکتا ہے؟ اور کب ہوگا؟ خاصکر
ایسا ہادی جسکے بعد اُس سے بڑھکر کوئی زبردست نسبت والا ہادی نہیں سب کا
امام ہو۔ بلکہ امام العالمین ہو۔ اس لئے سب اُسکے نایب ہوں۔ اگرچہ کسی زمانہ

ہیں آئے ہوں یا وہ خود ہی آیا ہو۔ مگر زمانے کے مطابق اپنا درجہ رکھا ہو۔ جیسے اپنے بچپن کی بات جوانی میں نہیں سنا چاہتا اسی طرح گذشتہ آمد میں کتنا ہی کچھ اپنی پرکھارت دکھلائی ہوں مگر وہ عین اللٰہی آمد سے فوقیت نہیں لیجا سکتیں۔ نہ آیندہ لے جائیں گی تا وقتیکہ خود ہی نہ ہو۔ اور یہ نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ ست جگ جتنکر پھر ست جگ نہ آئے۔ یا ست جگ سے اعلےٰ زمانہ نہ ہو۔ اور وہ کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ابے حدا علےٰ زمانہ ہی کو ست جگ کہتے ہیں۔ پس نسبت عینیہ و مستعینیہ خواہ یحیویہ سے بڑھکر کوئی نسبت نہیں ہے

آفتاب آمد دلیل آفتاب کا مضمون ہے اسلئے

اب جو کہا جاتا ہے اُسکو تسلیم کرلینا چاہیے۔ اور جوق جوق فوج فوج اس دین اخلاص۔ یا دین اللہ میں داخل ہونا چاہیئے کہ تَوَّاب۔ یا معید ازلی نے موعود کو معاد کی طرف براہِ فضل و فیضان عود کر آیا۔ یا لوٹایا۔ گویا جس طرح مکڑی خود میں سے جالا نکالتی ہے۔ اور پھر اُسکو کھا جاتی ہے۔ اسی طرح اُسکا کمون و بروز ہے یعنی اخفا ہونا۔ پھر افشا ہونا۔ لہذا فادخلوا فی عبادہٖ وادخلوا فی جنتہٖ۔ اللہ کو تم چاہو۔ اور اللہ تم کو چاہے۔ آمین۔

پس اب صبر و تحمل کے ساتھ آگے بڑھو۔ امن سے رہو۔ نظام عالم و تنظیم و تزئین کی طرف دل لگاؤ۔ جو چیز استعمال کے لئے بنی ہے اُسکو استعمال میں لاؤ۔ مرنے سے پہلے خاک میں ملنے کی ضرورت نہیں۔ مرنے کے بعد ملنا۔ اسلئے بستر اور گدیلا چھوڑنے کی

حاجت نہیں + مزدوروں کی مزدوری اچھے خاصے پیمانے پر ہو کہ اُن کا خوب پیٹ بھر سکے۔ ع

کہ مزدور خوش دل کند کار بیش

ورنہ سخت ظلم ہوگا۔ جنگِ بے ہنگام سے پناہ مانگو + اب امن کا زمانہ آگیا + اور اب ایسی کوششِ بلیغ ہونی چاہیے کہ آیندہ سے کبھی جنگ نہ ہو + اگرچہ سلاحِ مختلف اور ادویاتِ مہلکہ تیار ہوں۔ لہذا یاد رہے کہ تم جیسا کرتے ہو ویسا پاتے ہو (جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسی مَتی ویسی گتی) یہہ قانونِ فطرت کا دوسرا زبردست دفعہ ہے۔ جیسے بہت سے جاہلوں نے ایسا سمجھا کہ شما ہی کا لفظ ٹھیک قدرتی لفظ ہے۔ ہرگز اُسکی جگہہ دوسرا لفظ نہیں جو تم کے معنی کو بخوبی ظاہر کر سکتا ہو۔ دوسرے جاہلوں کے فرقے نے یہ سمجھا کہ اس لفظ و مفہوم کے لئے انتم ہی کا لفظ بالکل ٹھیک لفظ ہے۔ دوسرا نہیں۔ تیسرے نے یہہ سمجھا کہ فقط یُو ہی کا لفظ ٹھیک ہے اور کچھ نہیں۔ حالانکہ مختلف زبان ہونیکی حالت میں سب صحیح ہیں۔ تو جسطرح عالمِ قال میں باوجود اختلافِ لفظی کے مفہوم و معانی ایک ہی ہیں۔ اسی طرح عالمِ خیال و رجعت میں بھی ہے + مثلاً قیصر کے لفظ سے کیسر۔ کیسر سے کیخسرو و کیخسرو سے کسریٰ۔ کسریٰ سے کسار کسار سے سار۔ سار سے زار۔ مگر بایں تغیرات بھی اسکے معنی پادشاہی کے رہے۔ قیصریت کے مفہوم میں فرق نہ آیا۔ جیسے کسینے یہہ خیال کیا کہ ایسی صورت میں

کہ یہ قانونِ قدرت یہ پایا جا رہا ہے کہ سب سے بڑے گھلٹے کا کام۔ گناہ کا کام۔ لعنتِ ابدی کا کام اگر ہو سکتا ہے تو نامفید کمزوری سے بڑھ کے کوئی کام نہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے (جو تکرار سے اور زور دار ہوتا جا رہا ہے۔ اسلئے ناممکن الاصلاح کمزور ہونا گناہ ہے۔ اگر خدا کمزور ہو جائے تو وہ بھی خدا تسلیم کیا جائے۔ مفلوج ہو۔ تو کمزور خدا قابلِ یادداشت نہیں چہ جائیکہ پرستش کے قابل ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

قدرتِ قادرہ یا خدا قادر ہے

پس ایسے خدا کی پرستش نہیں کرنی چاہئے جو رنجیدہ اور خوش ہوا کرے۔ خواہ ایک عالم کو یا اسپیس کے ایک گھانس کو۔ یا اُس میں کے کیڑے پتنگ کو خواہ ایک انسان کو۔ یا اُسکے خیال کو۔ بلا کسی ذریعہ کے۔ یا بغیر النون والقلم و کراماً کاتبین یعنی بلا والدین۔ خواہ بلا والد استثنائے رجال لعیسیٰ کسی طرح پیدا نہ کر سکے؟ خود کو مجسّم و غیر مجسّم نہ بنا سکے!! یا اپنی خدائی کی طاقت کو ایک انسان کے ذریعہ سے ظاہر نہ کر سکے!!! جو ایک ادنیٰ ادنیٰ شعبدہ باز اور مسمرائزر کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اور بائیسکوپ سے تماشہ دکھلاتے ہیں۔ یا دکھلایا جا سکتا ہے۔ چانڈو باز کی صحبت میں کیڑے مکوڑے۔ مکھی پسو۔ چھپکلی سب چانڈو باز ہو جاتے ہیں کہ چانڈو

دھواں نہ ملے تو مر جائیں۔ اسی طرح اگر حقیقی آہ کو ازلی الآہ کا دھواں نہ ملے تو نہیں ٹھہر سکتا۔ پس یاد رہے کہ وہ خدا رنگا رنگ اظہارِ قدرت کے لئے کسی حقدار کو مستثنےٰ کرکے یا اپنی ذات قرار دیکے ضرور پیدا کرسکتا ہے۔ چاہے ہمیشہ کرے یا ایک ہی دفعہ۔ یا اسکی پیدائش منتہی کرے۔ یا اسکے والدین ہونے پر بھی اسکو اس سے بڑی سمجھے جانے کے لئے ہدایت کرائے۔ وہ سب کچھ کرسکتا ہو۔ چنانچہ عالم کا ڈھانچہ گواہ ہے۔ سب طرح کا ثبوت ہمکو زمانے سے مل رہا ہے۔ کچھوے۔ بگلے۔ نیل کنٹھ کے انڈوں کو اور انڈوں سے مستثنےٰ کردیا۔ لال بھٹے کو سفید بھٹے سے مستثنےٰ کردیا۔ پس خلق و تخلیق ناممکن نہیں۔ انما اللہ یخلق ما یشاء و کیف ما یرید۔ اور واقعی سچ بھی ہے کہ ؎

معنیٔ فرمانروائی نیست جز اجرائے حکم
در سرائے خویش ہر مور سے سلیمانی کند

پھر وہ تو خدا ہے۔ اسکی شانِ حکومت و قدرت ایسی ہی ہونی چاہئے۔ مداری ایک دھجی کو کہتا ہے کہ سانپ ہو جا اور وہ دیکھنے میں عصائے موسیٰ کی طرح سانپ ہو جاتا ہے۔ اسلئے خدا پر کمزوری کا الزام نہیں لگ سکتا۔ کوئی چیز اسکو ننگ و عار میں نہیں ڈال سکتی۔ نہ خلافِ شان ظاہر کر سکتی ہے۔ نہ اسکی شان کو میلی کرسکتی ہے۔ نہ اس پر غالب آسکتی ہے۔ یہہ سب مفہومات مخلوق اندر مخلوق ہیں۔ جب عالم کا عالم مشیت کی صورت میں باندرونِ خدا تھا تو سب خدا

خدا تھا۔ جب جدا ہوکر منجمد ہوگیا تو عالم بنا۔ بیٹا جدا ہونے سے بیٹا ہوتا ہے
باپ میں ملے رہنے سے باپ ہی رہتا ہے۔ اور اپنی ماں کا شوہر یا جزو بدن
جبھی آدمی اپنے بیٹے کو بابا کہہ کے پکارتا ہے۔ اور جسکو بے حد چاہتا ہے اسکو
یہاں تک کہ جانور کو بھی بیٹا کہہ دیتا ہے۔ اِس سے اُسکو گالی نہیں پڑتی۔ تو یہہ عالم
یا باتیں کچھہ کثیف یا گالی نہیں کہ خدا کی شان میلی ہو۔ اسلیئے فلاں شخص بتقاضائے
عشق و محبت و تقرب و تقدس اسرارًا ابن القدرت تھا۔ ابن الغیب تھا۔ جسکو
ایک لفظ میں ابنِ مریم۔ یا ابن اللہ بغیر ایا وتہ[1] کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں یا اُس کو
غلاف میں لپیٹ کر روح اللہ کہہ سکتے ہیں کہ گویا عین اللہ تھا۔ مقدسِ محض تھا۔ جبھی
ایسے بڑے بڑے معجز نما کام کئے۔ دینی و دنیوی مقدمے فیصل کئے۔ اُس کی
نسبت کا زور ظاہر ہے۔ اسلیئے اپنے موعود خزل سے بنی اسرائیل کو تباہ کرا دیا۔
اور بندۂ قیدی پر سب جائز چیزیں بھی سزاءً حرام کرا دیا۔ تو ایسا مقدس نجس نہیں ہو سکتا
جب مقدس ہوا تو نجس کیسے رہا ؟ بس نجس جو ہے سو کھاد اور خیر و غلہ نہیں بن سکتا
اگر بنا تو نجس نہیں تھا۔ جو بنا سو ہوا۔ ورنہ نہوتا۔ شہد۔ مشک۔ گوبر۔ مساوی نہیں
لہذا اگر نجس ایسا کچھہ لطیف ہوا کرے تو آدمی غیر نجس ہوکر کیا کرے گا ؟ اس لئے
سب کو نجس ہونا چاہئے۔ اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے غیر مجسم خدا کو تو دیکھا
نہیں مگر مجسم کے وسیلے سے اتنا بڑا فائدہ پہونچا کہ خود کو سمجھ سکے تو اُسکے احسان کا

---

(۱) باپ بیٹے کا مفہوم ملائے بغیر وہ خدا کا بیٹا یا خدا کی بنیاد ہے۔ اور خود خدا سب چیز کی جڑ ہے۔ یا اب

بدلہ ہم کیا ادا کریں؟ شکریہ اور تعریف کے لئے الفاظ نہیں۔ پس مبالغۃً وہ خدا ہی
تھا کہ ازروئے انصاف انسان کے لئے انسانی جامہ میں آکر شریک مصیبت
ہوا تھا۔ یہاں نیازمند تھا۔ یہاں سے جانے کے بعد بے نیاز ہوگیا۔ جیساکہ
پہلے تھا۔ اور پہلے خود کو بنایا تھا۔ اگر وہ شریک نہ ہوتا تو بنتا ہی نہیں۔ یہی اُسکی
لاثانیت ولاشریکیت ہے۔ کہ اس صفت کا کوئی نہیں کچھ ہو مگر پھر بھی وہی کا وہی ہے
اُسکی نسبت ونام وبرکت کا اثر ہے کہ ہم کو غیب سے فیضان پہونچ رہا ہے۔
کالشات وانیھا سخر ہورہے ہیں۔ اور غیروں پر حرام تو یہہ کہنا نہ کچھ عیب ہے
نہ گناہ۔ نہ بری بات ہے۔ نہ چنیں وچناں ہے۔ بلکہ یہہ عین شکریہ ہے
یہہ ہرگز شرک نا مقدس نہیں۔ یہہ قدردانی ہے۔ ہرگز ناقدری نہیں۔ من لم
یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ پس اُس کو قبول کرنا عین اللہ ہی کو قبول کرنا ہے
ورنہ آفتاب کی تو پرستش ہو جو بے نیاز ہے۔ اور آفتاب کی حرارت بصورت
روح جو خاصکر انسانی شکل میں ہے جسکو شکر وقدر ونیاز کی ضرورت ہے اُس سے
بے رخی کیجائے تو آفتاب کب راضی ہوسکتا ہے لہذا ہم شکرگذاری چاہئے خصوصاً
اوتار کی۔ اور خدا کی عظمت کو تو بغیر کوشش کئے دل جو ہے سو قبول کئے بیٹھا
ہے کہ کوئی قدرتِ قادرہ ضرور ہے پس یہی خدا کی مفید مرضی ہے کہ اُس کے
اوتار کو تسلیم کیا جائے ورنہ خدا جو ہے سو تا جسمانیت میں من کل الوجوہ ہمیشہ
کے لئے بے نیاز و بے پروا ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی کے قانون و مشیّتِ

کے مطابق کارخانۂ عالم چل رہا ہے۔ اب تم جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے۔
کما نا کرو ہما نا یافت۔ یعنی جیسا کیا تھا ویسا پایا۔ ورنہ ؎

دنیا۔ بہ اہلِ خویش۔ ترحم نمی کند
آتش۔ اماں۔ نمی وہد۔ آتش پرست را

پس اماں ملیگی تو نیکوکاری سے۔ دغا اور بے وفائی سے نہیں۔ یہی عبادت ہے۔ جیسے اگر کوئی دغاباز۔ جھوٹھی۔ لعنتی۔ گورنمنٹ یہہ چاہے کہ لوگوں کو پیٹ کی مار اور عزت کی مار مارے۔ رعایا برایا۔ کوئی چیز جائز نہ بنائے۔ نہ پیدا کرے۔ نہ قبضہ کرے۔ نہ ہوشیار ہو۔ نہ تونگر بن سکے۔ نہ سیر چشم ہو سکے۔ نہ مشغول کاروبار ہو سکے۔ نہ نیک بن سکے۔ نہ خوش عمل ہو سکے۔ سلطان الجہلا و الحمقا والمفلسین بنکے رہے۔ سب میں سے دکھ کے مارے آکسیجن یا یا وہ حیات نکل جائے اور ہائڈروجن بھر جائے کہ نسل خراب ہو۔ سست و کاہل ہو جائے۔ بھیک منگی بن جائے۔ تو یہہ کب تک چلے گا؟ یہہ انتظام کاغذ کی ناؤ ہے جو آج نہ ڈوبی کل ڈوبی۔ اسوقت لوگوں کے اندرونی آہ کے نالے کے اثرات مقام لاہوت سے چکرا کر اور ٹکرا کر واپس آتے ہیں اور ایک بلا ہو کر ظالم پر ٹوٹ پڑتے ہیں جسکی روک ناممکن ہو جاتی ہے۔ تاثیرِ عمل وبال و نکال ہو جاتی ہے ؎

زودود ول خلق۔ غافل مباش   کا مضمون ہو جاتا ہے

گویا جس طرح دھواں آسمان یا آنکھ میں جاتے کے بعد پانی بنکے گر جاتا ہے

اسی طرح اُسکے اعمال کے تاثیرات کی بازگشت ہے کہ پھر اُسکو ایسا نکما کردیتی ہے کہ اُسکے حق میں دعا و دوا سب زہرِ ہلاہل ہوجاتے ہیں اور

بحیرتم کہ عجب تیر۔ بے کماں زدہ کا مفہوم

نمایاں ہوتا ہے۔ پس

زشتیٔ اعمالِ تو۔ صورتِ نادر گرفت

خوبیٔ اعمالِ تو۔ صورتِ نادر گرفت

اِسی کو کہیں گے + اور یہہ بھی خدا ہی کا قانون ہے کہ جیسا کیا کریں ویسا ہوا کرے

مکافاتِ اعمال۔ دنبالِ اوست

اور یہہ بھی خدا کا قانون ہوگا کہ تم اُسکے بارے میں جہانتک ممکن ہو آزاد ہو کے سوچو۔ کہ ایک ابتدائی و انتہائی قدرتِ قادرہ ہے۔ اختیارِ محض ہے۔ کیا یہ اِس سے دماغ کی ایک ورزش ہی سہی۔ جس قدر مرفہ الحالی کے ساتھ طلب میں سچائی ہوگی اُسی قدر کامیابی ہوگی (غیر مصنوعی یا قدرتی و ازلی خدا ہر ایک رسیدہ و نارسیدہ کو بلا کوشش حاصل ہے۔ مگر خود ساختہ و حاصل کردہ خدا جو حسب خواہ ہو وہ کوشش سے ملیگا۔ کیونکہ زبردست کے پنجے سے چھوٹنے کے لئے قدرتی طور پر تین یا چار ہی اصول ہیں۔ اور وہ یہہ ہیں۔ حذر۔ دعا۔ عجز۔ مانا۔ یعنی کنارہ کش ہوجانا حذر ہے۔ اگر ناممکن ہو۔ اور واقعی حق بجانب ہو کہ کامیاب ہوسکے تو پھر ایسا دغا دینا کہ مخالف سر نہ اٹھا سکے بلکہ جان بحق تسلیم ہوجائے

جیسا کہ درندوں کے ساتھ شکاری لوگ کرتے ہیں۔ ایسا نہ کریں تو جان جائے
لہٰذا اپنی جان بچانی پہلے مقدم ہے۔ اسی طرح موجودہ ترقی یافتہ قوم نے اپنے
درندہ صفت دشمنوں کے ساتھ کیا ہ

ہائے ہوئے میکشاں درمجلس صہبا خوش است

لیکن اگر دغا نہ چل سکے تو بجز عجز و انکساری سے پیش آنے کے کچھ چارہ نہیں ہے
اگر چارہ ہے تو قانونِ ملا پر عمل کرنا ہے یعنی ربط و ضبط صحیح معنی میں خلوص کے
ساتھ بڑھا کر ایک ہو جانا جسکو خلت و ملت ہونا بولتے ہیں۔ ورنہ نہیں ہوگا۔ یہہ
بے حد مستحسن ہے۔ اسلئے تمام انسان کو سختی سے خلا ملا کی ضرورت ہے۔ عالمگیر
ایلافُ الناس و اتحاد الخلق ہونا چاہئے۔ اسی کی دعوت ہے۔ اور رضاء و قدا
سے کسی طرح چونکہ چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ اور عام طور سے لوگوں کو اُس زبردست
پوشیدہ کار طاقت کی حالت بھی نہیں معلوم۔ اسواسطے عجز و الحاح۔ دعاء و ثناء
کی ضرورت ہے۔ اور جھٹ پٹ لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا شروع کر دینا چاہئے
کیونکہ البّر واقع البلیات یعنی نیکوئی آفت کو ٹالتی ہے۔ یہی عمدہ دعا ئے
کامیابی ہے۔ آیندہ بچوں کی طرح بے سوچے سمجھے راضی بہ رضا شاکر بقضاء رہیں
کس لئے کہ بے بسی ہے۔ اور یہہ بے بسی چار و ناچار خود بخود عبادت میں داخل
ہو جاتی ہے تو سب سے بڑی بڑ دلیا قتمندی اور نیکی۔ لوگوں کا کام اور غرض
بلا خوشامد کرائے بہت جلد نکالنا ہے۔ خاصکر لایق آدمی کا۔ تو اب خود کو

لایق بناؤ۔ اسلیئے سب سے پرستش ہے۔ کہ عمر بھر میں یاکید گر کسقدر لوگوں کے کام نکالے ہیں اور کتنے لایق بنے ہیں اور بنائے گئے ہیں۔ کتنے بھوکوں کو کھلایا ہے یا انکو اس لایق بنایا ہے کہ آیندہ سے بھوکھ نہ مریں۔ کتنے بیماروں کو چنگا کرایا ہے؟ یا اُن کی خدمتیں کی ہیں؟ کتنے جاہل۔ احمق۔ ناکارہ و بیکارہ۔ تخم و زندہ صفت انسان کو صحیح و دنیاوی معنی میں انسان بنایا ہے کہ انسانیت کا سلسلہ مستحکم ہوا ہے؟ کتنوں کو جائز افکار سے نجات دلوائی ہے؟ انکو بیا ہا ہے۔ اور کتنے ناممکن الاصلاح ... سے لوگوں کو بلا الزام لگائے حق حق طور پر صحیح معنی میں سزا دلوائی ہے؟ کہ ان کی برائی سے دوسرے لوگ بچے ہوں۔ ان سب باتوں کی سرٹیفکٹ ہے کہ نہیں؟ جسکے پاس یہہ سرٹیفکٹ نہیں ہے تو وہ بھی خصوصیت کے ساتھ رحمت ومغفرت کا مستحق نہیں ہے۔ یہی اسکا اصول ہے لہذا ؎

تاپاے برفلک۔ نگزاری زہد پاک

مویت اگرچہ تیر شود۔ شیر خوار ئی

کا مضمون ہے۔ پس سب کچھ خود کرنا ہوگا۔ دوسرے کے کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ مگر تناسل کے ذریعہ سے اکثر آل اولاد کی شکل میں رسیدگی کا اثر ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے دوات میں روشنائی۔ روشنائی میں حرف وعبارت عبارت میں معنی۔ اور معنی میں سمجھ جانے کا عمل اور اثر۔ جو ذرہ سا ہوتا ہے پھر اثر کا خاص خاص مناسبت سے نتیجہ جو بہت سا ہوتا ہے۔ اسلیئے ہادیانِ برگزیدہ

کی آل و اولاد کے ساتھ گستاخی و عداوتانہ گستاخی۔ اور منافقانہ رنگ رکھنا بالکل ممنوع کیا گیا ہے۔ بشرطیکہ مجرم نہ ہوں۔ بد اعمال نہ ہوں۔ پھر بھی عامیان سے بہتر ہیں۔ اُن کے خاندان نے لوگوں پر احسان کیا ہے۔ اور اُن کی خمیر میں کچھ بھی اثر ہے۔ اگر کچھ اثر نہ ہو تو عامیان میں سے ہے۔ چنانچہ جانکر گستاخی کرنے کا نتیجہ تجربے سے تواریخاً لگاتار لوگوں پر ثابت ہو چکا ہے۔ پس گستاخ کو گستاخ کہنا کچھ گستاخی نہیں + اور عام رسیدگی کا قانون ہادی سے نسبت رکھتا ہے۔ اور اگر نسبت کے ساتھ عقیدت۔ محبت۔ خدمت اور اطاعت بھی شامل ہے تو کیا کہنا ہے۔ نسبت و محبت کے اثر میں بڑا زور ہوتا ہے۔ سب چیزیں یا کچھ بھی پاؤ گے۔ جھاڑو کے تنکے سے اگر خلال کرو گے تو بوجہ کثافت سے نسبت رکھنے کے اسکا اثر یہہ ہوگا کہ مفلس ہو کر جھاڑو کے جیسے کثیف ہو جاؤ گے۔ خیر مطلب یہ ہے کہ آزاد ہو کر خدا کے بارے میں سوچ کچھ مضائقہ نہیں اور بیکار وقت نہ برباد کرو۔ لیکن اعتدالی۔ سوچ سے دماغی طاقت بڑھتی ہے۔ ممکن ہے کہ سوچتے سوچتے یہہ بھی معلوم ہو کہ تم اس عالم میں کبھی اور بھی آئے ہو (احیا نا بعد ما اماتنا کے مصداق ہو) ضرور کچھ دھندلا سا خیال ہوگا کہ دنیا میں پہلے یہ بات نہیں تھی۔ مگر اس دانست تک پہونچنا مشکل ضرور ہے کیونکہ سہ

لال می فہمد بہ آسانی زبانِ لال را

اسلئے خلقی استعداد سے اور وجدانی کیفیت کو مطالعہ و حس کرنا آسان بات نہیں ہے

تو چونکہ جاننا یا تاڑ جانا اختیاری فعل نہیں ہے اسلئے رک نہیں ہوسکتی۔ اور اسی پر بحث شروع ہوئی تھی جو یہاں تک شرح و بسط کے ساتھ پہونچی۔ اب اس بحث کو ختم کرکے ہم آگے بڑھتے ہیں)

رجعت القہقری یا مراجعت بمضمون اصلی

(۱۴۳) جب مردم شماری کا سلسلہ اسی مذکورہ بالا سلسلے پر مرتب ہوجائے اور لوگوں کے موت و حیات و پیدائش و کاروبار و اشیائے از جز تا کل کی حالت معلوم ہوجائے اور اسکا دوسرا دفتر بھی ردیف وار مسلسل تیار ہولے اور ہمیشہ اسی طرح ہوا کرے جو بات دریافت کرنی ہو فوراً اسکا پتا لگ جائے کہ کسقدر و ہا ہوبی۔ قصائی۔ کمہار لوہار۔ سنار۔ چمار۔ معمار۔ نجار۔ عطار۔ میز تسکار۔ بیلدار۔ حفار۔ صبّاغ۔ دبّاغ۔ حلّاق۔ دلّاق۔ حجام و کرام وغیرہ وغیرہ ہیں اور کتنے رقبے کی زمین میں ہیں۔ ہر گاؤں اپنے سرحد سمیت چونکہ اتنے رقبے میں ہے اسلئے جہان بھر کے گاؤوں کا اتنا رقبہ ہوا۔ اسی طرح کنویں۔ تالاب۔ سب کا حساب مل جائے (سنگھاڑا پیدا کرنے کا تالاب اور مچھلی پالنے کا بہت عمیق نہیں ہونا چاہئے اور ہمیشہ صاف ہوتے رہنا چاہئے) کہ ان امور کے سہل ہونے سے بخوبی و بزود انتظام ہوسکے تو پھر جدید آبادی کے طریقے پر انتظام کئے جائیں جو بتلائے جا رہے ہیں۔

جب تک کہ بہت ہی بہت کشادہ و خوشنما ویسی آبادی نہیں ہوئی ہے جیسی بیان
کی جارہی ہے اُسوقت تک فوری بندوبست یہ ہونا چاہئے کہ سب کو آرام پہونچے
بتدریج عملدرآمد ہو+ مردم شماری کے لئے ہر شخص کچھ معین رقم پیش کرے یا جسقدر
ضرورت ہو کر کارکنان کی تنخواہ دینی ہے۔ بہت بڑی محنت اور بہت بڑا صرفہ ہے
رعایا برایا خود اسکو سوچے کہ اس میں ظلم نہیں ہے۔ گورنمنٹ کہاں سے لائیگی
گورنمنٹ تمہیں سے لیتی ہے۔ تمہیں کو دیتی ہے۔ اُسے بندوبست کرنا ہے خادم
خلق اللہ ہے۔ اور تمہیں گورنمنٹ ہو۔ گورنمنٹ رعب و داب و نظم و حکومت
و حفظانِ حقوق کے لئے ہے جو تمہاری ہی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح سب کام
کے لئے سمجھو ہ

کار۔ چوں در گرہ افتد۔ بہ دعا دست برآر
شانہ۔ در عقد کشائی۔ ید طولے دارد

خدا سے دعا مانگو کہ کام انجام کو پہونچے۔ مگر کوشش بھی کرو۔ حالانکہ سب جائز
کام لائیسنس اور سند لے کر کرو۔ اور امتحان دیکر۔ اگرچہ خدمتگاری و سیسی کیوں
نہ ہو۔ گورنمنٹ ہر کام کو جانچ لیا کرے۔ اور سب کو آرام پہونچائے۔ جہاں ضرورت
ہوگی تمکو بھائی بنکر اپنے ہی کام کی طرح آرام کے لئے مدد کرنی ہے۔ جس کا نام
محصول یا زکوٰۃ۔ خواہ ٹیکس ہوگا۔ یہہ سب انتظام آرام رسانی کے لئے ہے اسکا
بھی ذکر آچکا ہے + تو جیسے تمام جہان ملک مشترک ہے اسی طرح تمام انتظام

ومحصولات بھی احیائی ومشترک ہیں۔ دولتمندی وآرام سب کا ایک معیّن معیار ہوگا اسلیئے اس پر متفق رہنا۔ اور زکوٰۃ کا بندوبست کرنا مقدم ہے۔

اُصُولِ تقدیم وتاخیر

ہمیشہ پہلے مقدم کام پر نظر رکھو۔ سریع الضرورت۔ اور سریع الممکن۔ وسریع الحصُول و سریع الوصُول کام ہمیشہ مقدم ہوا کرے گا۔ تاکہ مشکلات نہ پیش آئیں۔ بطی الممکن و بطی الوقوع کام موخر ہے۔ اگر غربال میں مختلف قسم کے چھوٹے بڑے اجناس چھانے جائیں تو مقدم طور پر چھن جانا پہلے چھوٹے چھوٹے اجناس کا ہوگا۔ اسی طرح درجہ بدرجہ + پس یہی صورت اس انتظام کرنے میں ہوگی۔ اور انتظام کرنا کرانا محض ضروری ہے۔ کیونکہ بہت سی انفرادی طاقتوں کے مجموعہ کا نام سلطنت ہے اور سلطنت انتظام کو کہتے ہیں۔ جیسے نظامِ عالم۔ خدا کی گورنمنٹ ہے۔ اسلیئے انتظام ضروری ہے۔ اگر سلطنت وانتظام نہ ہو تو لوگوں کی بعینہ ایسی حالت ہوگی جیسے کہ اُستاد کی غیر حاضری میں بچوں کی حالت ہوتی ہے۔ یا مالک کی غیر حاضری میں نوکروں کی حالت ہوتی ہے کہ چیز بست تخر بخر ہوجاتی ہے نقصانات ہوتے ہیں۔ صفائی نہیں رہتی۔ گھر میں حشرات مچا رہتا ہے۔ سب لوگ بے سر کی فوج بنے رہتے ہیں + یہی کیفیت عدم سلطنت وانتظام عالم کی حالت میں ہوگی۔ طوائف الملوکی ہوگی۔ زور وظلم۔ فتنہ وفساد پڑ جائیگا

صلح و امن کا نام نہیں رہیگا۔ ہمہ آن جان و مال خطرے میں پڑیں گے۔ اتفاق
کا عالم درہم برہم ہو جائے گا۔ آفتاب اگر غائب ہو جائے تو لوگ ٹھنڈک سے
مارے مرجائیں گے۔ اگر نیچے اتر آئے تو جلکر خاک ہو جائیں گے۔ اس لئے
آفتاب بلا کسوف جہاں پر ہے وہیں رہے تو بہتر ہے کہ اُس سے فائدہ حاصل
ہوتا رہے۔ نیستی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ اور اگر اس پر بھی خلاف ہو تو بس کی بات
نہیں۔ بس والا جانے۔ تم بے گناہ ہو۔ یہی سمجھو کہ قانون ہی ایسا ہے کہ

تابش برقِ حیاتِ مختصر۔ باشد یکے
جلوۂ آغاز و انجامِ شرر۔ باشد یکے

تو چونکہ سلطنت اور سلطنت کے لوازمات ازل سے آرہے ہیں اس لئے
اُن کا وجود رہنے ہی دینا چاہئے۔ صرف اس میں اصلاح کی ضرورت تھی جو
حل کیجا رہی ہے۔ کہ اب شخصی سلطنت سے جمہوری بہت بہتر ہے۔ یا دونوں
سے مرکب + جیسے تمام مذاہب میں سے وہ مذہب نہایت ہی نہایت اعلیٰ
ہوگا جس میں آزادی کے ساتھ راحت ہو۔ اور جسکے اصول و ادائے ارکان میں
جسمانی و روحانی تکلیف نہ ہو اور کچھ فائدہ بھی نہ ہو۔ زبانی جمع و خرچ بہت دکھایا جائے
وہ ایک وہم لغو ہے۔ گمراہی ہے۔ یہاں تو مشاہدہ اور حصولِ وصول چاہئے
نہ کہ خالی ذق ذق بق بق + تمام اقسامِ اخلاق سے وہ اخلاق زیادہ بہتر
ہے کہ اپنے سب قوائے خلقیہ کو ٹھیک مناسب مقام پر استعمال کیا جائے

اور اصولِ ارتباط و اختلاط میں مخلصانہ احتیاط بھی برتی جائے۔ اور ہمدردی شیوہ ہو۔ خاصکر لوگوں کا کام نکالنے۔ اور مصیبت سے جائز خلاصی دلانے میں ہمدردی دکھلانا ثواب سمجھا جائے۔ مگر جسکا کام نکلے وہ محسن کا ادب ضرور کرے۔ اُسکا چرچا کرے۔ تعریف کرے۔ کہ ؎

نیست ناقص را۔ کمالے۔ بہتر از اظہارِ عجز

دستگیرِ ناشناور۔ دست بالا کردن است

لیکن اس سے محسن بے نیاز رہے۔ محسن کی چھوٹی موٹی خطا سے درگذر کرے اُسکو اوّلیت کا حق حاصل ہے۔ اول محسن ہوا ہے۔ اول جسکا قبضہ ہوتا ہے اُسکی رعایت کرنی پڑتی ہے۔ اور تمام انسانیت کے قواعد میں سے اُنسیت کا عمل عام ہو۔ اور تمام طریقۂ و رواج میں خوشنما و دلکش و شاندار طریقہ اور رواج اچھا ہے۔ پس انھیں باتوں سے عالمگیر سلطنت مرکب ہو تو واقعی سلطنت ہے۔ ورنہ وہی مجموعۂ عذابِ عالم کا سامنا کرنا ہے کہ ؎

روح را صحبتِ ناجنس عذاب است علیم کا مضمون ہو۔

جو فی زماننا درپیش ہے جسکی صفائی کیجارہی ہے۔ یہہ اتنی باتیں مردم شماری کے قواعد بیان کرنے کے ذیل میں ہوئیں کہ گویا بارہ احکام کے ایک ایک حکم کے اندر بارہ بروج کے مطابق بارہ بارہ احکام کے قریب پڑجائینگے جن کا مجموعہ ۱۲×۱۲ ۱۴۴ ہوگا۔ اُسکے ضمن میں اور بھی ہو تو کچھ ہرج نہیں

کہ ۱۴۴ سے کیوں زیادہ ہو گئے۔ ایسا نہیں چاہیئے تھا۔ یہہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اسلیئے مثالاً کہا جاتا ہے۔ کہ ؎

حکم نوری گشت نافذ یکصد و پنجاہ وچار
تا خہائش گو شود صد ہا ہزار و بے شمار

حکم نہم

جسقدر مصنوعاتِ عالم اسوقت تک دنیا میں ظاہر ہو چکے ہیں سب ردیف وار قلمبند ہوں اور اُن کے کیٹلاگ تیار ہوں۔ جس میں اس طرح پر بیان ہوں کہ اگر دوات و قلم و منجن کا بیان آیا تو جتنے اقسام کے دوات و قلم و منجن ہو چکے ہیں سب کا نقشہ اور بیان ہونا چاہیئے۔ اور سب کے موجد کا نام۔ سب کا پتہ اور نشان۔ اسی طرح سب چیز کے بارے میں سمجھو + اسکے بعد یہہ دیکھنا چاہیئے کہ آیندہ اس میں کس قدر اضافہ ہو سکتا ہے + اضافہ کی واقعی گنجایش ہے یا نہیں؟ کیا۔ کب۔ کیسے۔ کیوں۔ کیونکر۔ کدھر۔ کتنا۔ کون کہاں۔ ان سب نہ کافیہ۔ یا جملہ کافیہ کو رب الالفاظ اور ترقی بخش سمجھو۔ کو ہمیشہ یہی الفاظ ترقی دیتے رہیں گے۔ جب کسی چیز کو دریافت کرنے چلو گے تو یہہ برقعہ پوش الفاظ اپنا نقاب اُٹھا کر فوراً سامنے کھڑے ہو جاینگے کہ یہی تحقیقات کی کنجیاں ہیں۔ ان سب کو ملا کر ایک لفظ میں توجیہہ کہتے ہیں

چکر کی حالت میں کوئی چیز ختم نہیں ہوسکتی۔ دور بدلتا رہتا ہے شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ اسلئے مخالف کہنے والا جھوٹھا ہے اور صریح جھوٹھا ہے۔ تم خود دیکھ لو روزانہ ہر بات میں آسائی و آسایش کا طریقہ جدت و ایجاد کے ساتھ رو لقا ہوتے رہتا ترقی و اقبالمندی کی نشانی ہے + کسی مفید بات میں روک ٹوک نہیں ہونا چاہیے روک ٹوک فتنہ و فساد خسارائے عامۃ کے لئے ہے + فائدہ رساں بات ممنوع و حرام و گناہ نہیں ہوسکتی۔ اور یوں تو ہر چیز قابل مدحت و مذمت ہوسکتی ہے جیسے دن کے وقت دہوپ میں درختوں کی تعریف کرتے ہو۔ اور اندھیری رات میں مذمت + برسات میں دن کے وقت کی تعریف کرتے ہو۔ اور رات کے وقت کی مذمت۔ جاڑے میں دن کے وقت کی مذمت کرتے ہو اور رات کے وقت کی تعریف + یہی حالت سب چیز کی ہے + پس استعمال کا قاعدہ جانو۔ اسکو حسب خواہ کرو کہ مفید پڑا کرے۔ یہی قدرتی دین و مذہب ہے۔ اسی پر عمل کرنا چاہیے معشوق کی پاپوش و آستانہ بوسی عین معشوق کی عزت انتہائیہ ہے۔ یہہ فعل معشوق کو برا نہیں معلوم ہوسکتا۔ جیسے پادشاہ کے تقرر کردہ حاکم کی آداب بجا آوری عین پادشاہ کی ہے۔ اسکو پادشاہ برا نہیں سمجھتا۔ اسی طرح قدرتی قانون و شریعت کو تسلیم کرنا۔ اسپر کاربند ہونا۔ اور اسکی عزت کرنی عین قدرت و قادر کو تسلیم کرنا۔ اور اسکی عزت کرنی ہے۔ پس ہادی کی عزت عین خدا کی ہے۔ اسلئے اسکا قال عین قال اللہ ہے۔ لہذا ہمیں مجاز ہے کہ ہم یہہ کہیں کہ

نظم

در ہدایت ہرچہ گفتم۔ گفتم از گفتنش　　گو انا الحق گفتمت۔ شد در زبانم سفتنش

پیشتر گفتن انا اللہ و انا الحق جرم بود　　دورۂ ناپاک بودہ۔ اکنوں جائز گفتنش

پیر رعیت سکہ سازی۔ جرم باشد بالضرور　　شہ رعیت نیست۔ جائز شد بپئے او تفتنش

ایں شریعت را چہ نسبت۔ با شریعتہائے عزؔ؟　　ہرچہ میگویم۔ یقیناً فرض شد بشنفتنش

علم نسلًا بعد نسلٍ بایدت تحصیل کُن　　نسل چوں جاہل بشد۔ بجد الشد تفتنش

ہادیٔ وقت است یحییٰ۔ بلکہ ہادیٔ ازل

جملہ گفتارِ خداوندیٔ او۔ از گفتنش

تو نسلًا بعد نسلٍ۔ تعلیم و تلقین۔ ترمیم و تجدید زنگخورہ (وسیلن) کا کام کرینگے کہ نسل و دل و دماغِ نسل زنگ آلودہ نہیں ہونے پائینگے۔ ورنہ دودھ بگڑ کر چھاچھ بن جائے گا۔ چھاچھ سڑ جائے گا۔ اسلئے خبردار رہو۔

حکم دہم

موجودہ انتظام میں پہلی بار یا جیسا موقع ہو۔ یوں ہونا چاہیئے کہ تمام روئے زمین کے آدمیوں میں یہ دیکھا جائے کہ اگر چینی عورت داہیں آنکھ کی کانی ہے۔ اور سومالی خواہ سہیلی مرد بائیں آنکھ کا کانا ہے۔ تو دونوں میں

شادی بیاہ کرا دیجائے - اسی طرح تمام روئے زمین کے لوٹے - لنگڑے - کانے
کترے - ڈیڈرے - گنگے - بہرے - اندھے - کوڑھی - مبروص - ناٹے - گدے
نکٹے - توتلے - دانتولے - نامردے - بانجھ - گنجے - خنثے - پاگل - ہجڑے
ہکلے - کبڑے - فیل پا پا والے - اور دیگر عیب دار و بدصورت لوگ جو اکٹھے
کئے گئے ہیں - مخالف ملک کے بایکدگر کانے کترے وغیرہ کے ساتھ بیاہے
جائیں کہ لنگڑے کو لنگڑی ملے وغیرہ وغیرہ - اسی طرح اور لوگ بھی ہوں
اسمیں کالے گورے وغیرہ کے خیال کی ضرورت نہیں (لیکن اگر پہلے سے
جفت رکھتے ہوں تو بایکدگر چھوڑائے نہ جائیں) وہ صرف ایسے کنوارے
کنواریوں کے بارے میں حکم ہے - جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے - کہ ایک قطار
میں کانے ذکور کھڑے کئے جائیں اور دوسری قطار میں گوری جماعت اناث
کھڑی کی جائیں - اور اسی طرح اور لوگ - اور انکو حکم دیا جائے کہ کس کو کون
پسند ہے ؟ ایک قطار سے دیکھتا یا دیکھتی چلی جائے - جسکو جو پسند ہو اسکا
ہاتھ پکڑے - لیکن اگر ایک کو پسند ہے اور دوسرے کو نہیں - یا دو چار کو بایکدگر
پسندیدہ ہیں تو اس وقت خدا پر سونپ کر صرف ایکبار قرعہ لگایا جائے - اب جسکا نام
نکلے یقینی اسکو جوڑا کرنا پڑے گا - اس میں جوتشی صاحبان وغیرہم کو مطلق دخل
نہیں + جوتشی صاحبان وغیرہم جن کا اوپر ذکر آیا تھا کسی موقع پر ان کی بابت
بیان کیا جائے گا وہ یہی موقع ہے کہ انکا بیان کیا جائے :-

جملہ معترضہ

سو وہ یہ ہے کہ بیشک یہہ ضروری کام ہوگا کہ جوتشی صاحب سب چیز کے بارے میں واقعی صحیح صحیح حساباً خبر دیں۔ اور اُس کا علاج بھی تبلائیں۔ اگر بری بات ہو + بصورت غلط ہونے کے سزایاب ہوں۔ اور ضرور سزایاب ہوں لیکن بہت سی باتیں جو فی الحقیقت آیندہ چلکر درست نکلنے والی ہوں بھی سہی۔ مگر فوراً کسی بات کو عمل میں لانے کی ضرورت ہی آن پڑی ہے تو کسی طرح بھی عمل کرنیسے باز نہ آئیں۔ جیسے مرنے والے مریض کا بھی علاج ہوتا رہتا ہے۔ چھوڑا نہیں جاتا اگرچہ نقصان ہو۔ کیونکہ تمام عالم محسوسات مرئی کو مادہ کہتے ہیں۔ اور نامحسوسات و نامرئی کو عالم ارواح۔ یا روحانیات۔ اور درمیانی عالم کو عالم حیات۔ تو چونکہ عالم ہذا جو ہے سو عالم مادیات سے ہے اسلئے غیبی طور سے صحیح خبر دینے والی شئے عالم مادیات ہی سے کسی آلہ کی شکل میں ہونی چاہیئے۔ جیسے بادی ہوا کرتا ہے۔ جو تجربے سے ثابت ہوجائے کہ ہمیشہ مثل ہذا صحیح خبر دیتی ہے۔ تمام افعال قلوب۔ تصورات و جذبات حسیات و کیفیات کی ٹھیک ٹھیک مقدار پیمایش و پیمانہ کے ساتھ خبر دیتی ہے۔ حتیٰ کہ جھوٹی اور سچی۔ سب کی۔ تو اسپر ضرور عمل کرنا چاہیئے اور یہہ ضرور ہونے والا ہے کہ مخالف باتوں کا علاج بھی تبلائے۔ خدا ایجاد کرانے پر قادر ہے۔ کسی بات میں قاصر نہیں اُسکے

قادر ہونے کی مثال سنو کہ تمام کائنات عالمِ مثال ہے۔ بیشک مثال سے باتیں جلدی سمجھ میں آتی ہیں۔ اِسلئے مثال قیمتی چیز ہے۔ خدا کی ہستی۔ اور اُس کا مختار کُل ہونا۔ قادرِ مطلق ہونا۔ نیز ہمیشہ باقی رہنا۔ خواہ قدیم رہنا۔ یہہ سب صفات مثال ہی سے سمجھ میں آئیں گے۔ تاکہ اُسکو بے مثل کہہ سکیں۔ چنانچہ مثال یہہ ہے

مثال

کہ لوگ اپنی اپنی خودی یا روح کو تلاش کریں کہ وہ کیا ہے؟ پس خدا کی ہستی ثابت ہوجائے گی۔ کہ جیسے روح ہے۔ ویسے ہی انتہائی طاقت بنامِ خدا ہے۔ مگر روح کی بقا گرمی حرارت وہستی آفتاب پر ہے۔ اور خدا اِس سے بری ہے بلکہ اسکی ہستی سے آفتاب کی ہستی ہے۔ اسلئے روح نمونہ در نمونہ ہے۔ اصل نہیں ہے۔ اپنے محدود اختیارات کی ہستی سے خدا کے لامحدود اختیارات کو سمجھ سکتے ہیں۔ عالم کی بے بسی واضطرار سے صاف نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ کوئی بس والا صاحبِ اختیار ہے۔ جسنے اسکو عدلاً بے بس کر رکھا ہے۔ کیونکہ مجبور کا ضد مختار ہونا چاہیئے۔ جیسے روح پیدا ہونے سے پہلے تھی۔ ویسے ہی بعد از ترکِ تن زندہ بھی رہ سکے گی۔ یہاں اور طرح کا لطف اُٹھاتی ہے وہاں اور طرح کا۔ پس بقا کی ہستی ثابت ہوگئی۔ گویا اوپر کی چاروں باتیں ان چار مثالوں سے ثابت ہوگئیں اب اگر کوئی کہے کہ خدا اس بات پر ہرگز قادر نہیں کہ نفسِ بالسوی یا اپنے جیسے مجسم

وغیر مجسم ہے۔ خدا کسی غیر کو بنا کے پیدا کر سکے کر مختلف قسم کی قدرت نمائیوں کے ساتھ اپنے کو مار ڈال سکے یا مروا ڈال سکے۔ اور پھر جلا سکے۔ تو بقولِ این و آں ونیز بقولِ عوام النّاس عیسےٰ کے بارے میں بلا تاویل جو کچھ باتیں کہی جاتی ہیں ان سب کا مجموعی مفہوم اوپر کے اعتراض کو اچھی طرح حل کر دیتا ہے کہ خدا بیٹے جیسا مجسم وغیر مجسم لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ یا بلا امداد پدر پیدا کر سکتا ہے۔ اور اپنے کو مار ڈال سکتا ہے۔ یا مروا ڈال سکتا ہے۔ پھر جلا بھی دے سکتا ہے۔ اور ویسا ہی رہ سکتا ہے جیسا کہ ہے۔ یعنی خود کو پیدا کر ڈالنے۔ اور کائنات و ما فیہا کو خود میں سے نکالنے پر بھی لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ مانا جاتا ہے۔ کیونکہ عیسےٰ نے رحمانیؔ و ربّانی کام کیا ہے۔ اسلئے ابن اللہ کہا یعنی کہ وہ تو روح اللہ ہے جسکے معنی عین اللہ کے ہوتے ہیں گویا ؎

شدہ و ود و آتش تیکلِ جہاں
مگر جامعیّت۔ بجور شد۔ نہاں

کا مضمون ہے۔ تو وہ خورشید نور افشاں خرستش ہے۔ اجبھی۔ گنجے۔ بہرے۔ اندھے۔ پوپلے۔ گنگے۔ لولے۔ لنگڑے۔ کوڑہی۔ نامرد۔ اور بانجھ۔ سب کو حکماً اچھا کیا ہے۔ مٹی کا پرندہ بنا کر اڑایا ہے۔ جو آخر میں سچ مچ کا پرندہ ہو گیا۔ جسے مرغِ مسیحا کہتے ہیں۔ آدمی کو خنزیر بنا دیا ہے۔ بارہ حواریوں کی تقلیب قلب کی ہے۔ غیب کی خبر دیا کی ہے۔ مردہ کو زندہ کیا ہے۔ خود کو مروا ڈالا ہے۔ پھر خود کو زندہ کیا ہے بعدہٗ لا مکاں میں چلے گئے ہیں۔ آیندہ بطور احکم الحاکمین اگر سب بات کا مقدمہ فیصل

کرینگے۔ ان کا آنا قیامت[11] کی نشانی ہے۔ بلکہ اُن کی ذات[12] ہی عین قیامت ہے

ہمہ اوست[13] کے مفہوم کے افسرِ اعلیٰ ہیں۔ بت۔ اور مردار ہڈیوں[14] کی طرح خدا نہیں

کہ وہ بیان کردہ زمانہ مستقبل جو تھا سو آجکل زمانہ حال سے گزر رہا ہے۔ اگر یہہ

سب باتیں عیسےٰ کی ذاتی شہرت سے الگ کرلی جائیں تو نسباً ساریہ زادہ ہے

ولادتاً بے نطفہ زادہ و بتول زادہ ہے۔ اعجازاً گود میں بولا۔ چالیس برس کے بعد

نہیں۔ توحیداً دوئی نہیں رکھتا تھا کہ خدا اور آسکے درمیان کوئی ہلکارا آتا جاتا۔ کیونکہ

موید بروحِ القدس تھا۔ جبھی اَقُول کہتا تھا۔ قال اللہ نہیں۔ لقباً روح اللہ ہے

عبد اللہ نہیں۔ رتبتہً مہدی ہے لمحدی نہیں۔ علماً غیب داں ہے اُمّی نہیں قدرتاً

ہماں کہ بود۔ جیساکہ اوپر بیان ہوا) تو خدا پر بیشک یہہ اعتراض قایم رہ سکتا ہے

کہ اپنے جیسا پیدا نہیں کرسکتا۔ اور خود کو ہلاکت و اماتت میں ڈالکر زندہ نہیں کرسکتا

مگر عیسےٰ کے کارنامے اِس زبردست اعتراض کا بھی قلعہ قمع کر دیتے ہیں۔ اور

خدا کو قادرِ مطلق ثابت کر دیتے ہیں۔ اگر عیسےٰ کے یہہ سب واقعات افسانہ وار

جھوٹھے ہیں یا تاویلاتِ مہملہ و تلمیحاتِ کاذبہ سے سمجھے جائیں تو خدا کی ہستی۔ اور

اُسکے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اور مختلف عقیدہ رکھا جاتا ہے۔

سب تلمیحات سے سمجھے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ عقیدہ کا اختلاف صاف بول رہا ہے

کہ یقینی بات نہیں ہے۔ ضرور بالضرور مشکوک ہے ورنہ ایک ہی عقیدہ ہوتا

اور اگر تلمیح نہیں ہے تو واقعاتِ عیسےٰ بھی سچ ہیں۔ اور ایک ہی عقیدہ مفید

سچ ہوگا۔ بلکہ مصلحتاً و ضرورتاً بھی تسلیم کرتا رہا ہوگا۔ اس لیئے ہم نے بہت مثالیں دی ہیں کہ تم سمجھ جاؤ۔ کہ ہم کون ہیں ؎

زور وے شوریکہ۔ در سخن داریم
ایں ہمہ۔ آمد۔ طبیعتِ ماست !!

بس اب سمجھو کہ واقعی خدا علےٰ کُلِّ شئٍ قدیر ہے۔ خدائی اُسیکو زیبا ہے۔ ہم یہ سب استعمال کردہ القاب جو ہوائی و تلفظ و معنی کی تثلیث سے مرکب ہیں لے کر کیا کرینگے ہماری بے پروائی اس سے بھی اعلےٰ اور بے نیاز ہے۔ اسلیئے ہم نہیں ہیں اور نہ کچھ کر رہے ہیں فَعَّالٌ لِّمَا یُرِید کے افعال جاری ہیں۔ اب خود سمجھو کہ کیا ماجرا ہے۔ یہ کچھ بیماری نہیں۔ مالیخولیا نہیں۔ جنون نہیں۔ ما صاحب کم بجنون ڈاکٹری کرا لو۔ انگریز سے ملاحظہ کرا لو۔ بس دانا را نکتہ بس است لہذا باید گفت کہ ؎

نظم

حمد از برائے آنکہ نگیرد قیام را ۔۔۔ آں خالق القیام۔ بری المقام را
ایں آفتاب گشت مدار المہام دہر ۔۔۔ ہر شئے کند طواف مدار المہام را
ہرگز ازیں طواف نہ کافر نشدیہاں ۔۔۔ شد حکم ہمچنیں ز خدا۔ ایں نظام را
زیں طرح۔ غور کن بمسیحائے ذی الجلال ۔۔۔ گردانش گرفتی۔ گرفتی قیام را
روح القدس چنانچہ آید نہ در بدن ۔۔۔ دیدی درونِ خود عملِ انضمام را؟

از قال و از خیال و از اعمال و حیله ها — تفصیل یک مقدمهٔ خاص و عام را

تعلیم های خلق چگونه کنم؟ بگو! — بینم بتحر جبل خواص و عوام را

اهل وفا نگشتی اگر مسلم زمان — بگرفتی این و آن ره دین و زمام را

افسوس اینکه صاحب اخلاص نیستند — در حیرتم که دوست بگویم کدام را؟

گر بوی عرق گاؤزبان(1) بگردید منعدم — در غرغره(2) بنه که برآرد شمام(3) را

چون داغ از ثیاب(4) زترشی فرو رود — پیدا ز بچیان به نصیحت تشتام(5) را

هر داغ جیب را بکراسن بسیار تر — باد ستها بگیر که مالد تمام را

از آب گرم صاف کن و صاف چون شود — صابون بزن که پاک کند استحام(6) را

از آب سرد شسته نگهدار پس از آن — دقاقه(7) زن که پخته کند خوب جام(8) را

هرگاه چوب را زده به آب سند اختلاط — تاریخ خام کرد همان زرد خام را

ترویج در میان همه جنس مردمان — پخته کند جمیع خواص و عوام را

رنجیدگی ما نه قیامت بپا کند؟ — باید ازین سبب که بگیرید کام را

گرچه کسی عزیز خویش را بزد بزد — لیکن چو غیر زد بکشد انحسام(9) را

زین طرح اختیار بدار و خدای پاک — ایذا دهد دهد ندهد عجیب الم را

لیکن کسی عزیز خدا را چو دل شکست — نازل کند بموذی او دیو و دام را

در عفو لذتیست که در انتقام نیست — لیکن فضیلت است گهی انتقام را

بر پادشاه وقت حرامست شاعری — بیساخته چو گفت نه هرج ست عام را

یحییٰ بدیر گاہ - بسا وعظ و پند کرد
وقت آمدہ - گزاشتہ نظم و کلام را

خلاصہ یہ ہے کہ خدا ہر بات پر قادر ہے -

قصہ کوتاہ اینکہ

جب اُس ناقص الاعضاء انسان کا زمرہ جس کا ذکر اوپر پیش تھا - جہاں سے اوپر والا جملہ معترضہ شروع ہوا تھا جوڑا جوڑا ہو کر بٹ جائے تو اُسکی آبادی بالکل الگ کر دیجائے اور اُسی مناسبت سے اُسکو کام سونپا جائے - سب کام ردیف وار پہلے سے لکھے رہیں - ان کی دیدبانی و نگرانی اُن کے سپرد ہو جو پہلے سے قدرتی ناقص الاعضاء والے کے ساتھ جفت رکھتے ہیں - جو قبل از پیری ناقص الاعضاء ہو چکے تھے یا پیدائشی تھے - اسی طرح درجہ بدرجہ اوپر تک پھر اچھے لوگ اُن پر افسر ہوں + اور ان سب کا علاج بھی کیا جائے + اگر اچھے ہو گئے تو اچھی بات ہے ورنہ اسی حالت میں عمر کاٹ دیں - یا جیسی مسیحائے ازلی کی نظر اور خواہش + اور ہمیشہ دریافت ہوتا رہے کہ کیوں ناقص الاعضاء ہوتے ہیں ؟ صرف مسئلہ تناسخ کو پیش کر کے گریز نہیں کر جانا چاہیے - اِن تحقیقات و علاج کو بھی قانونِ تناسخ سے کچھ [illegible] کہ ع

از ترقی دود مشتعل می شود - دود چراغ

مگر جب تک تحقیقات نہ ہو تب تک کاٹے کٹرے - کوڑہی - الائے - سب کی

آبادی برضاورغبت یا جیسا موقع ہو مسلسل الگ تھلگ رہے۔ مگر ان کی آرام رسانی کا ویسا ہی انتظام رہے گا جیسا کہ کامل الاعضاء والی آبادی کا۔ وہاں بھی بلانا ڈاکٹر اور ڈاکٹرنی ملاحظہ کے لئے جائیں۔ ہر قسم کے کھانے کھلائے ہوئے بول وبراز کا امتحان لیں۔ اس سے کچھ مفید نکتہ نکالیں۔ اگر مضر ہو تو جلوادیں۔ پھر اس راکھ کو دیکھیں کہ وہ کس مصرف میں لائی جاسکتی ہے؟ اگر نامفید ثابت ہو۔ یا سردست مفید ہونے کا دورہ نہ پہونچا ہو۔ تو زمین دوز کرادیں۔ ان کی سکونت وباشندگی سے نباتات وجمادات وحیوانات پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اور نباتات وغیرہ کا اثر کیا ان ناقص الاعضاء پر پڑتا ہے۔ اسکا بھی تجربہ کریں۔ ڈاکٹران وہاں سے آنے کے بعد غسل کرکے کچھ کام دھندا کریں۔ یا ملیں ملائیں۔ بغیر اسکے نہیں۔ اسی طرح جفت بہ جفت۔ ادنےٰ بہ ادنےٰ۔ اوسط بہ اوسط۔ اعلےٰ بہ اعلےٰ ترکیب دیئے جائیں۔ پھر ان کی اولاد سے جب کسی قدر شستہ وپاکیزہ اور صاف ستھرے ہولیں۔ تو اس ادنےٰ کو اوسط سے۔ اور اوسط کو اعلےٰ سے مرکب کرو۔ شادی بیاہ کرو کہ آخر میں سب ایک ہوجائیں۔ درجے اور رتبے میں نظاماً وضرورتاً ومصلحتاً۔ لیاقتاً وقابلیتاً۔ ضرور فرق رہا کرے گا۔ جب تمام دنیا کے انسان جوڑا جوڑا مدینہ بمدینہ۔ شہر بہ شہر آباد کرلئے جائیں تو جس قدر عظیم الشان تعداد بنی نوعِ انسان کی باقی رہجائے۔ وہ سب عالمگیر سلطنت کے پائے تخت میں آباد کئے جائیں۔ یعنی قسطنطنیہ میں۔ اب وہ جتنا بڑا

شوہر ہو جائے۔ لیکن اگر جوڑا جوڑا کرنے کے بعد عورت یا مرد کی تعداد زیادہ
ہو جائے تو یہ دیکھنا ہوگا کہ بڈھے بڈھی کی تعداد زیادہ ہے یا جوان عورت
و مرد کی۔ اگر عورت کی تعداد زیادہ نکلے تو اُسکے لئے ظاہراً یا عدلاً جس طرح ممکن ہو
کچھ بندوبست کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر مرد کی ہو تو کچھ نہیں کیا جاسکتا بجز
دوائے خوجہ کردینے کے۔ لیکن اگر خوجہ کردینا جائز ہے ہوگا تو رنڈی ہونا بھی جائز
ہوگا۔ یا دونوں کو شہوت شکن دوا دینی ہوگی۔ اسلئے ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ مگر
یہ بات تسلیم کی جارہی ہے کہ کسی نہج سے ہو مگر عورتوں کی تعداد زیادہ ہے تو
ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے؟ اگر کوئی کہے کہ وہ دو بیوی رکھے گا کہ اولاد بڑھے
تو پہلی بیوی یہہ کہنے کو تیار ہوسکتی ہے کہ وہ بھی دو مرد کرے گی کہ ایذا ہو لطف ہو
ممکن ہے کہ کوئی فارغ مرد یا آشنا اُسکو ملجائے تو یہہ بات نہایت مکروہ
و معیوب و ملعون معلوم ہوتی ہے۔ اگر اسکے جواب میں اُس کا مرد یہہ کہے کہ
چونکہ عورتیں حاملہ ہو جایا کرتی ہیں اسلئے اُنکو دوسرے مرد کے پاس نہیں جانا
چاہیے۔ تو وہ کہہ سکتی ہے کہ وہ کسی طرح حمل قرار نہیں پکڑنے دے گی۔ اور
مرد پاگل ہو گیا ہے۔ اسلئے وہ خلع چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں عادلانہ فیصلہ
مشکل ہوگا بجز اسکے کہ عورتوں کا رتبہ چونکہ بہت بڑا ہے شکتی کہی جاتی ہیں اسلئے
اُس سے اگر مجنونہ نہیں ہے تو بجز ادب بہت منت و آرزو و خوشامد۔ اور
مدح و ثناء اور وعدہ واثق کے ساتھ مالکہ بنے رہنے کی صحیح امید دلا کر دین مہر

اور اگر کسی اُسکو راضی کرنے کے بعد دوسری بیوی کرے۔ کیونکہ برابر برتاؤ
تو ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری بیوی ہونے والی سے پہلے ہی سب خانگی واقعہ
بیان کرکے اُس سے حلف لے لے کہ وہ پہلی بیوی کی لونڈی۔ ماما۔ یا حقیقی
بہن کی طرح رہے گی۔ تابع فرمان رہے گی۔ کیونکہ یہ ایک بڑی بیچاری بات
ہے۔ اس جگہہ بدرجہ مجبوری کنیزگی و بندگی بعوض شئے پائی جائے گی جس کو
مستثنیٰ سمجھنا چاہیے۔ لیکن اگر اس پر بھی دنیا بھر کی کوئی بیوی رضامند نہیں
ہو اور واقعی نہیں ہو سکتی۔ اگر چہ بانجھ ہو تو اُسوقت ان باقی عورتوں کو کیا
کرنا چاہیے؟ یہہ ایسا مسئلہ ہے کہ امر و مشیت کا جھگڑا پیش ہوتا ہے۔ مگر جوڑا
جوڑا پیدا کرائے جا سکتے ہیں۔ جب تک یہہ نہیں ہے تب تک عوام کی راحت رسانی کے لئے
پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ محض بعنوانِ شائستہ مصرف میں لائیں۔ نر- مادہ بنا دیا جا سکتا
ہے۔ اور مادہ۔ نر + اباحتِ عامۃ(۱) تو ہو نہیں سکتا۔ (گویا زن و مرد میں اتحادِ طرفین
کو سخت دخل ہے۔ ورنہ اولاد حرامزادی ہوگی۔ تو رضامندی کا صحیح قانون اور
اُسکا عمل جہاں ہے وہاں حرامزادگی نہیں ہے۔ جہاں نہیں ہے وہاں حرامزادگی
بہت ہے۔ اور اتحاد ندارد ہے) آگے باتوں میں سے کچھ باتیں ایسی بھی ہیں کہ
تحریر و تقریر میں کچھ اور بات ہے۔ مگر ضمیر میں کچھ اور ہے۔ اسواسطے اس کے
خلاف عمل کرنا گناہ نہیں مگر دریافت کرنا گناہ ہے۔ جیسے اگر ڈاکٹر سے کہا جائے
کہ سب بیماریوں کا علاج کرو۔ اور سبب دریافت کرو کہ کیوں ہوتی ہیں اور

(۱) مباح عام کہ جسکو چاہا پکڑ لیا۔

ان کے صحیح دفعیہ کی کیا صورت ہوگی ؟ تو ڈاکٹر کو یہہ نہیں چاہیے کہ سب بیماریوں کے بارے میں نام بنام پوچھنا شروع کردے ۔ اور مریض کو یہہ نہیں چاہیے کہ جملہ ادویات کے نام پوچھے ۔ شاید کوئی چیز ناقابل ذکر ہو + غرض کوشش اس بات کی کرنی چاہئے کہ تمام انسان جوڑا جوڑا ہوں (خلق اللہ ازواجاً کے مصداق ہوں ۔ خلع وطلاق اور دو بیوی کرنے کی بابت و نیز ناپسندیدگی کی شادی کے بارے میں گورنمنٹ بہت ہی مزاحم ہو ۔ چھان بین کرے ۔ خوب ہدنوّل کرائے کہ طلاق وخلع کی نوبت نہ پہونچے ۔ اور دو بیوی کرنا جرم ہو ۔ اگر کوئی چارہ نہیں ہے اور ضرورت ہو تو مجبوری ۔ مکانات جو آراستہ کئے جائیں تو ہر ایک مکان میں جملہ ضروری اشیاء ہونا چاہیے چاہے حطبی ہو ۔ یا شیشوئی و زجاجی ۔ یا برنجی ۔ وغیرہ ۔ حتےٰ کہ منجن ۔ آئینہ کنگھی تک ۔ سب چیز کے نام لینے کی ضرورت نہیں + شادی بیاہ ۔ خورش و پوشش کا خیال اور اس کا بندوبست کرنا بہت مناسب ہے کہ گورنمنٹ اپنے ذمہ لے اس لئے کہ فرقہ فرقہ نہ ہوں ۔ اس طریقے کے شادی بیاہ سے روز بروز سب باتوں میں ترقی ہوتی جائے گی + خوبصورتی میں ۔ تندرستی میں ۔ صفات میں ۔ قوے میں محبت میں ۔ سب میں ترقی ہوگی ۔ کہ آخراً اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ کو پہونچ جائینگے بعدہ ایسے درجے کو پہونچیں گے جہاں سے پھر لوٹنا نہیں ۔ جب تک خود خواہش نہ کریں ۔ اگرچہ دنیاوی قانون کے مطابق جیسے خود کو رکھنا پڑے ۔ یہہ اسکی ذاتی مصلحت ہوگی ۔ اسکو خود جانے دکوچ کرنے کے پہلے یا مرتے دم جیسا خیال کیگا

ویسا ہوگا) اور نجات کے بعد تو ایک لذتِ مُنوّمہ ہے جسکے اندر مست لذت کے مست پڑا رہے گا۔ جسکی نہ کچھ قیمت ہے نہ مثل ہے نہ مثال ہے۔ نہ کسی میں سمجھنے سمجھانے کی طاقت ہے جیسے ذائقہ و کیفیت وحظِ نفسانی کو سمجھانا مشکل ہے مگر ہوجانا اور پر توڈالنا ممکن ہے جسکو اس حیات میں حاصل ہوئی تو تھوڑی دیر کے بعد بھر مہور کردی گئی۔ اس مرتبے کو پہونچنے کے لئے اس دنیا میں بروقت برمحل۔ برموقع۔ اور جمیع فطری مفید قانون پر عمل کرنے سے ہوگا۔ جسکا واقعی نتیجہ مفید ہو۔ کیونکہ ؎

کس نخارد پشتِ تو۔ جز ناخنِ انگشتِ تو
مُشتِ بیگانہ بکارت کے شود چوں مشتِ تو

لہذا یہی صحیح پوجا پاٹ ہے۔ مضر مقام پر دھڑکن ہوگی پہلی بار دل منع کرے گا جب نہیں مانے گا تو اسی طرف جانے لگے گا:۔

پوجا پاٹ یا دھرم کھیل

ان سب انتظامات کے بجا لانے میں جو تھکان پیدا ہوگی اُسکے رفع کرنے کے لئے یہہ درویشانہ و صوفیانہ۔ عابدانہ وزاہدانہ۔ عارفانہ و مقدسانہ۔ عاشقانہ و حکیمانہ۔ مجذوبانہ و بزرگانہ۔ طریقہ اچھا ہوگا کہ تمام عالم کی طبقہ بہ طبقہ قدرتی بناوٹ اور منظر کے بارے میں بائسکوپ سے آراستہ و مقدس

بیت السدین تماشا دکھلایا جائے۔ وہوتی دیجائے۔ سینٹ چھڑکا جائے۔ سلسلۂ وار
فرمان و فیضان پڑھا جائے۔ یا جستہ جستہ خواہ جیسا موقع ہو۔ خاصکر اتوار کی شام
کو۔ یا جب جی چاہے۔ جس میں تمام بزرگوں کا بھی بیان ہو۔ چرندہ۔ پرندہ۔ درندہ
گزندہ۔ وغیرہ کی تعلیمات کا نقشہ دکھلایا جائے۔ جسکو سرکس کہینگے۔ تمام
علوم و فنون کا چربا اُتارا جائے کہ جس طرح یہ سب تعلیم دی گئی۔ اور فرمان و
فیضان میں ہے۔ دار الغنایہ۔ اور ترنم سرا کے تعلیم یافتوں کا جمگھٹ ہو۔ گیت
راگ۔ گرامیفون مرکب باجے گاجے کے ساتھ سرور بخش دلبستگی ہو۔ عبرت
ہو۔ بیماری دفع ہو۔ خدا کی قدرت یاد آئے۔ تبرکات کی زیارت ہو۔ چاہے
فائدہ ہو۔ یا نہ ہو۔ ایک تماشا ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ دلبستگی ہی سہی۔ یہی
فائدہ ہے۔ تفریح طبع و خوشی و سرور ہی سہی۔ یہی فائدہ ہے۔ پس فائدہ
تو ضرور کچھ نہ کچھ ہوگا۔ اگرچہ نہیں خیال کرنے کے سبب سے تم کو محسوس نہ ہو۔ مگر حافظہ
جس طرح بہت سی باتیں وقت پر بھلا دیتا ہے۔ اسی طرح اُسے بھی بھلا رکھا ہے۔
پھر وہاں کچھ مراسم ادا ہوں۔ یہہ سب خوش آئندہ کام۔ جو روح افزا و صحت بخش
ہیں۔ عین عبادت۔ و ریاضت۔ ہدایت و نصیحت و تعلیمات و وظیفہ سمجھے جائیں
اور یہہ سمجھیں کہ خدا سے نسبت رکھکر خوش اعمال ہوتے ہیں دور و تسلسل کا دایرہ
اس طرح نابود ہو جا سکتا ہے جس طرح کافور کے تار کا اُلجھا ہوا گولہ روح کافوری
لو جا ئب ہو جا سکتا ہے۔ یا جسطرح اُلجھے ہوئے دھاگے میں جان پڑ جانے

سے اُلجھاؤ کھلجا سکتا ہے۔ اور خیال جو ہے سو دماغ و آسمان بیے اُس باؔ
نکل جاتا ہے کہ شعر ہذا کا مصداق صادق آسے کہ ؎

پردهٔ دور و تسلسل را بباب انداخته
نزو خود یکشیدهٔ حیّز را بتار عین عشق

پس مکان کو جب تک انسان کے بود و باش سے نسبت رہتی ہے اُس میں
فیض و برکت رہتے ہیں وہ آباد رہتا ہے۔ ورنہ فوراً ہی اور مخلوق کے لئے ویران
ہوکر آباد ہو جاتا ہے۔ یا جنگل بنجاتا ہے۔ اسی کو خانۂ خالی را دیو میگیرد کہتے
ہیں + اسی طرح دل کی حالت ہے۔ اسقدر نسبت جو ہے سو مضبوط چیز ہے
خیر با ایں ہمہ۔ ان سب کاموں کے بعد آخر اضرور ضرور خدا کی قربانیؔ و فیضانی
حمد و ثنا پر یہہ دہرم کھیل تمام ہوا کرے۔ کیونکہ دنیا ہی لہو و لعب ہے۔ اور
اللہ کے معنی لہو و لعب کرنے والا۔ اور کرانے والا + اسکے بعد دستک دے کر
نعرۂ خوشی بہ لبیک و سعدیک بلند کر کے کہو کہ " اے خدا تو اور تیرا سارا
فعل جو کائنات و ما فیہا کی شکل میں ہے مع ذرہ ذرہ سب اچھا ہے۔ کوئی چیز
مذمت کے قابل نہیں۔ صرف بے وقت۔ و بے محل و بے موقع استعمال کرنیسے
مضر پڑتی ہے۔ اس مناسبت سے ہم اُسے بُری یا بھلی کہتے ہیں۔ لہٰذا تو اپنے
فضل و کرم سے ہم کو فائدہ مند طریقہ پر بوقت۔ برمحل۔ برموقع استعمال کرنیکی
توفیق و طاقت عطا فرما۔ اور اُس کا اصل اُصول منکشف کر۔ اگر نادانستہ کار غفلت

وخطا ہوجائے تو معاف کر۔ تو بڑا رحیم وکریم ہے۔ ہم تیرے آگے بہر حال بے بس ہیں۔ تو بس والا ہے۔ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔ جَلَّ جَلَالُکَ وَعَمَّ نَوَالُکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

رباعی

یارب تو چناں کن کہ پریشاں نشوم محتاج برادران وخویشاں نشوم
بامشغلہ وکار مرا روزی دہ تامفت بہ اوشاں وبہ ایشاں نشوم

رباعی دیگر

یارب تو مجھے صاحبِ اقبال بنا دشمن کو مرے ہر طرح پامال بنا
جس چیز سے ایذا ہو وہی دشمن ہے اسواسطے ہر حال میں خوشحال بنا

اقبال میں سب نعمت پنہاں ہے بس اقبالمند کر۔ اے اللہ ہم کو تجھی سے من کل الوجوہ نسبتِ ظاہریہ و باطنیہ ہے اور کسی سے بھی نہیں۔ تو ہی اللہ ہے تو ہی یکتی ہے۔ تو ہی اکیلا ہے۔ تو ہی نرالا ہے۔ تو ہی البیلا ہے۔ تو ہی انوکھا ہے۔ تو ہی اچنبھا ہے۔ تو ہی اچھے سے اچھا ہے۔ تیرے جیسا کوئی نہیں اللہ بس باقی ہوس۔ رہے نام اللہ کے۔ ترا ہے نام اللہ کے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہی عین اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ دیہی حکمۃ العلیا ہے) اسکے بعد اپنے

سامنے کے ڈسک نما ٹیبل پر جو گدیلے کے ساتھ مخمل سے خوشنما منڈھا ہوا ہو کرسی کے سامنے ہونا چاہیئے"۔ جبین نیاز رکھ کر مع امام و مقتدی آہستہ آہستہ یا زور سے تین بار کہو کہ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوحِ۔ قدوس قدوس۔ قدوس۔ اسکے بعد ادب سے برخاست۔ اور شادیانہ بجاؤ۔ ورنہ یادِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی میں بے جوڑ اور بے قافیہ۔ قصہ قضایا۔ الاے بلائے پڑھنے پڑھوانے اور بکواس کی ضرورت نہیں کہ مار و گھٹنا اور پھوٹے آنکھ کا مضمون و مصداق ہو۔ ہاں وقت کے لحاظ سے عندالضرورت جس قسم کے مسئلہ کو حل کرنے کی حاجت ہو اس پر لوگ لکچر دے سکتے ہیں۔ قرآن و فیضان بیان کر سکتے ہیں مگر یادِ الٰہی و ذکرِ الٰہی و عبادت جسکو کہیں گے کہ صرف خدا اور بندے کے متعلق باتیں ہوں۔ وہ خالی خدا کی حمد و ثناء اور بندے کی دعاء و التجا سے مرکب ہوں اور کچھ نہیں بس ؎

گہے مثلِ الف استادہ برپا

گہے خم کردہ گردن صورتِ دال

ہوں۔ یا کیسے بھی ہوں۔ آئندہ نا فرمان و نا فرجام زیر ہو کر رہیں گے۔ ان سب باتوں کی تشریحات قرآن میں موجود ہیں۔ قرآن و فیضان مع فیصلہ ہذا خوب ملاحظہ کرو۔ اور عمل میں لاؤ۔ حاکم بالادست اپنے ماتحت محکمہ میں بلا اطلاع بھی دفعتہً آجایا کرے۔ کہ سب کام ٹھیک ہے یا نہیں۔ کام میں پہلو تہی

کرنے والے ملازم۔ خواہ جی چرانے والے۔ یا بے ضابطہ کام کرنے والے کو فوراً خارج کرنا چاہئے۔ کیا کریں ؎

نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں بر کشم
دل ہمیگوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

اس لئے بتاکید اکید نفاذ الحکم ہے کہ

انتظامِ سلطنت

تمام عالمِ انسانی تعلقات کے چھوٹے بڑے مسلسل اتصالی تار و پود کے اندر ہر ایک افعال و ترکِ فعل کا علانیۃً یا خفیۃً ۔ خواہ اشارۃً ۔ ارتکاب یا کسی طرح جس سے کسی فرد بشر کی جان و مال و آبرو ۔ اور دل کو ناجائز طریقے پر صدمۂ خفیف ۔ یا صدمۂ اوسط ۔ خواہ صدمۂ عظیم و اہم پہونچے ۔ یا پہونچائے جانے کی کوشش کیجائے یا کرائی جائے جو واقعات و شہادت و قرائن قیاس سے مدلل صحیح طور پر ثابت ہو جا سکے تو جس قدر اُس میں معین و معاون ۔ شریک ہونگے ۔ سب کی سزا جرم کی اہمیت کے لحاظ سے کیجائے گی ۔ جو چابک زنی و جرمانہ و قید و رسوائی و سلب نعم ۔ چاروں پانچوں ہو سکینگے ۔ یا ان میں سے دو خواہ تین ۔ یا ایک جیسا موقع ہو ۔ اگر اس قسم کا جرم سلطنت جمعیت کے شیرازہ و گلدستہ کو منتشر کر دینے کے لئے اقدام کیا جائے گا ۔ یا محافظ دفتر ۔ یا کسی دفتر ۔ اور جگہہ سے کوئی خاص نوشتہ گم

کرایا جائے۔ یا ایسی کوشش ہو۔ خواہ گورنمنٹ کو دھوکا دیکر کسی کتبہ پر ناجائز دستخط
کرایا جائے۔ تو مجرمین دایم الحبس بھی ہو سکیں گے۔ اور جان بخشی تسلیم بھی کئے جا سکینگے
لیکن اگر ضمانت۔ و معافی کی بلا خرخشہ گنجائش ہو تو وہ بھی عمل میں لائی جا سکیگی۔
اور مقدمہ کی میعاد سماعت معین رہے گی۔ محکمہ روحانی و ربانی۔ محکمہ سماوی و
ہوائی۔ محکمہ بری و بحری۔ محکمہ جبلی و کانی۔ محکمہ جنگلات و طرائق۔ محکمہ آبکاری و
زراعت۔ محکمہ عمران و الصفاء۔ محکمہ تار و ریلوے۔ محکمہ صنعت و حرفت۔ محکمہ
ایجادات و اختراعات۔ محکمہ صحف و تجارت۔ محکمہ ضابطیہ و جہادیہ (پولس خفیہ
اور فوج) محکمہ دار العلوم و دار الشفاء۔ محکمہ تحصیل و عدالت۔ محکمہ جزاء و سزا۔
محکمہ در آمد و بر آمد مال۔ محکمہ نظارت و حوائج۔ محکمہ حفظ و امن۔ خورد و نوش
بود و باش وغیرہ وغیرہ۔ سب کے سب بجمیع الوجوہ چست و درست رہیں کہ انجنیر
تعمیرات کو دیکھتا رہے۔ ڈاکٹر پبلک کی صحت کو۔ پولس اور خفیہ کیرکٹر کو۔ آئیندگان
و روندگان کو۔ ڈائرکٹر علم و جہل کو۔ روحانی کفر و شرک کو۔ ہدایت و ضلالت کو
منجم انقلابات و حوادثات کو۔ کسان کشتکار و رزاق پیداوار کو۔ مفتش و محتسب بکھیا غنا
و افلاس کو۔ روزگار و عدم روزگار کو اور خانگی نزاع کو۔ فوج اور پولس حفظ امن
کو۔ مصلح خوبی و خرابی کو۔ پس کوئی چھوٹی بڑی انتظامی ٹولی بے سردار کئے نہ رہے
اور کوئی سردار بایکدگر تابع و متبوع ہونے کے سلسلے سے جو بارگاہ معلی تک پہونچے
خالی نہ رہے۔ اور سب کا جسمانیاً روحانی سلسلہ درگاہ مصلی تک بعدہٗ اللہ تک

حالا حکم یازدہم اینکہ :-

حکم یازدہم

دیکھو! بندر کا خلیفہ بندر ہوگا۔ اور خدا کا خلیفہ خدا ہوگا۔ اسلئے ہادئ برحق اور اُسکے صحیح نایب پادشاہ کا ادب کرو۔ وہ مجازاً ظل اللہ کہا جاتا ہے۔ اور مصلحتاً ایسا کہا جانا ضروری ہے۔ جو بہر طور لیاقت مند ہو۔ ظل اللہ (پادشاہ) اور فنا فی اللّٰہ عاشق وولی اللہ کا کچھ مذہب نہیں ہوا کرتا۔ اور نہ ہونا چاہئے تاکہ اپنے مخالف خیال والے کے درپے نہ ہو۔ مگر ہاں اُسکا مذہب کیا ہونا چاہئے کہ محض محبت و عدالت یعقل و حکمت۔ ترقی و خدا ترسی و نیکوکاری بلکہ سب کا یہی ہونا چاہئے تاکہ ملک میں فیض و برکت ہو۔ روح افزا باتیں پھیلیں۔ روح فرسا نہیں + اور پادشاہ۔ خواہ پریسیڈنٹ کو مجازاً و نظاماً اور مصلحتاً ظل اللہ سمجھنے کی ضرورت ہے + جیسے اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے مکان کو بیت اللّٰہ کہنا تاکہ نظام خراب نہ ہو۔ اسی طرح ہادئ و خاندانِ ہادی کو نظاماً خدا کی طرف سے انعام سمجھنا چاہئے۔ اور ہادئ برحق۔ صاحبِ نسبتِ آخری کو عین وہی کرکے ماننا چاہئے۔ کیونکہ خدا کو خدا ہونے کی بھی حاجت نہیں اسقدر مستغنی ہے۔ اسلئے ہادی یا اُسکے نایب خواہ پادشاہ کے بارے میں یہ نہیں خیال کرنا چاہئے کہ وہ بھی صرف تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہے

تمام لوازماتِ انسانیہ کا پابند ہے اسلئے اُسکی بڑائی کیا؟ نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں چاہیئے ؎

شیر و گربہ را ببیں۔ از روئے علم فطرتش
ہر دو یک صورت۔ ولیکن ایں کجا و آں کجا

مگر ظاہراً یہہ ہے تو بالکل سچ کہ وہ انسانی لوازمات کا پابند ہے ذرا جھوٹھ نہیں جیسے والدین کا وصل۔ مگر روحانیاً و مصلحتاً و نظاماً و ضرورتاً و تہذیباً ایسا بولنا ممنوع ہے۔ کیونکہ نطفہ کو نطفہ کہنا بالکل سچ ہے۔ مگر اُسکے اندر انسان و حسن و جمال و عقل و صفات سب پوشیدہ ہیں۔ اسواسطے نطفہ جوہر جامع ہے اسی طرح یہہ بھی جمع المجموع ہے۔ لہذا یوں سمجھنا چاہیئے کہ ازلی و ابدی کاموں میں سے یہہ بھی ایک کام تھا کہ انسانی یا عالمِ اصغر کی شکل میں رنگارنگ فیضانِ الٰہی کا ظہور ہوا کرے۔ سو ہوا۔ اور ہے کہ اُس کا قول و عمل منتر ہو گیا کس لئے کہ

نمی شود۔ سخنِ پست ہمتاں مشہور
بلند نیست صدا۔ کاسۂ سفالیں را

ورنہ خلاف اسکے خیال کرنے سے اس میں اسی طرح خسارا ہے جس طرح اگر کوئی یہہ خیال کرے کہ چونکہ سب چیزیں گندگی اور کھاد خواہ عناصر و مآثر سے مل کر بنتی ہیں۔ اگرچہ کرور ہا کرور اشکال میں ہوں جو جلد سمجھہ میں بھی نہ آسکتی ہوں جیسے تعلقات اندرونی کے سبب سے رواں مضامین میں بھی گذشتہ و ماسبق

کے مضامین کا مفہوم کچھ نہ کچھ تکرار کے ساتھ آ ہی جاتا ہے کس لئے کہ دنیا گول ہے۔ یومیہ تکرارِ غذا ہے۔ چنانچہ ہر ایک قسم کا کھانا پینا بھی ایسا ہی ہے کہ اسمیں گندگی ضرور پنہاں ہے۔ ورنہ خون و بول و براز پیدا نہیں ہوتے۔ تو یہ خیال کرتے ہی کھانے پینے سے نفرت ہو جائے گی۔ استفراغ سو جائے گا۔ اور غذا کا اثر بھی برا پیدا ہونے لگے گا۔ کیونکہ گھنونے تصور سے تم نے اسے مس کیا اس سب سے گھلکر بری موت مروگے۔ بناء علیہ گھنونا تصور ممنوع ہے کیونکہ نامفید ہے۔ ازیں رو اغذیۂ صاف و مفید کو تصورانہ و اعتقادانہ حمد کے ساتھ نورانی حلال سمجھ کے استعمال کر لو تو وہ اپنی کثافت کو کیمیاوی ترکیب سے باہر کر لے گا۔ اور لطافت کو تمہارے اندر چھوڑ دے گا۔ جیسے غربال و ارض + اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اسی طرح عالمِ اصغر و عالمِ اکبر کو کثافت الدنیا نہ سمجھو کہ المدیں سے یہ سب کثیف چیزیں نکلی ہیں۔ ایسا نہ کہنا۔ دیا سلائی کو دیا سلائی نہ سمجھو آگ سمجھو۔ اور دیا سلائی اور آگ دونوں سمجھو۔ پس اپنے محبوب کو نور سمجھو۔ کثافت اور غلاظت سے تصور کروگے تو محبوبیت و ربوبیت نورانیت و روحانیت۔ علوشانی و قدردانی میں اسکے فرق آجائے گا کہ ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

دوستاں را حال این است وائے بیگانہا

پس اس بے قدری و مذمت سے کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ بایں وجہ کثافت و غلاظت و تجہیز کو ضرورتاً ایک نعمت اور عنایات سمجھو۔ یا کسی سبب سے

استعمال بھی لی گئی ہے ورنہ تم کو آل و اولاد تک نہ ہوگی۔ طاقت سلب ہو جانی چاہیئے
یہ ناشکری کی سزا ہے۔ اور اگر ہوگی تو اس خیال سے غلیظ ہی ہوگی۔ تو
چونکہ مصلحتاً وضرورتاً بطریق حق سب کام جائز ہے اسلئے مسیحا کو یعنی ہادی
برحق خواہ اوتار کو عین اللہ سمجھو۔ قدرتاً دکھنا ہی اسکا اصول ہے۔ اور
اسی میں بہتری ہے۔ ورنہ خالص انسان ہی انسان کیسے خود کو خدا کہہ سکتا
تھا۔ جیسا خدائی کہنے کو کہا ویسا آپنے لوگوں سے اپنے بارے میں کہا
آپنے خدائی حکم کی تعمیل کی۔ اسلئے اسکو زیبا نہیں کہ خود کو ماکثیف ترین
بندۂ حقیر کہہ کے خلائق کے سامنے پیش کرے۔ اور ہدایت کرے کیونکہ
جب کثیف ترین ہی ہے تو ہدایت کیا کرنے بیٹھا ہے۔ اسواسطے اسے
خود کو ماحضور انور وغیرہ کہنا چاہیئے۔ بندہ کے کروفر سے آقا ہی کی عظمت ظاہر
ہوتی ہے۔ جیسا گیڑا اسکی مناسبت سے بخیہ کرنے کے لئے دھاگا چاہیئے۔
تو جیسا زمانہ ویسا اوتار۔۔ بس اب اسی اوتار کے ذریعہ سے خدا تم کو کہلاتا
ہے کہ خدا کو خلق وتخلیق کا محتاج نہ سمجھو + کسی بات میں بھی اسکو کم سمجھا۔ یا
محتاج سمجھا۔ یا خلاف شان چنین وچنان سمجھا تو پس تم گئے لہذا

گفتگوئے این وآن کم کن کہ اہل حال را
صحتِ باطن بغیر از ترکِ قیل وقال نیست

یا اسکو یوں سمجھو کہ خدا کی مشیت آفرینش کی منزل تمام کر دہ خلق وتخلیق یا کون وتکوین

ہے۔ اسی طرح انتشار الانوار عن الشمس[1] کی منزل مرکزِ زمین ہے۔ صعود البخارات[2] کا نقطۂ جمود الی السّماء ہے۔ تمام اقسام کے اغذیہ و ادویہ کی منزل اجسام ذی حیات ہیں۔ قوتِ سامعہ کی عمل کی منزل جہاں پر اپنا فعل و عمل ختم کر دیتی ہے وہ دماغِ سامع ہے۔ اشتمام کے عمل کی آخری منزل بھی طبلۂ مشام ہے۔ قوت ناظرہ کے خاتمۂ رفتار کی منزلِ آخری نقطۂ نظر ہے۔ یعنی جس چیز پر نظر پڑ رہی ہے وہ اسکے رنگ و شکل کی حقیقت کا انکشاف۔ منظور الیہ شے کی طرف سے بسبیل مار نظر ناظر کی جانب دھاوا کرتا ہے تو اس دھاوے کی آخری منزل وہی دماغِ ناظر ہوتی ہے۔ اسی طرح تمام اغذیہ و ادویہ کی منزل معدہ ہے۔ قوتِ لامسہ کی انتہائی منزل شئے ملموسہ ہے۔ انتہائی خیالات کی منزل مقامِ حیرت و سکوت ہے۔ اولاد کی منزل رحم ہے۔ میّت کی منزل خاکِ مدفن ہے۔ تجدّدی روح کی مجسم منزل مسیح اللہ ہے۔ اور نجیرِ مجسم نجات جو شکل رکھ کر بے شکل ہے بے شکلی میں بھی شکل رکھتا ہے جسکی مثال یوں ہے کہ ؎

نظم

نار۔ در شیشہ و از شیشہ برآید روشنی	روشنی اندر ہوا و ایں ہوا اندر فضا
ایں فضا۔ اندر خلا و در خلا نورِ نظر	متحد با یکدگر گشتند۔ در زیر سما

(۱) سورج سے روشنی کا پھیلنا (۲) آسمان پر بخارات کے چڑھاؤ کا آخری ٹھکانا

ہر یکے تسکلے بدارد۔ بعدہٗ بے شکل ہست   نیستی ہستی در یک آن و احد بر ملا

بہر عاقل بس ہمیں کافیست یکی یک مثال

ازپئے تفہیم و افہام خداوند و خدا

تو پھر کیا وجہ ہے کہ میلے جھمیلے۔ اژدہام۔ ہجوم۔ جمگھٹ وغیرہ کے ٹھراؤ پڑاؤ۔ نزول و صدور۔ خواہ ورود کے لئے۔ کوئی جگہہ مختص نہ ہو۔ کہ رفتاری دہ انتشائی ہوئے وفریضے کے خاتمہ کی آخری منزل قرار دیجائے۔ ورنہ رفتار کا عمل برابر جاری رہے گا۔ کہیں سکون اور چین کی صورت نہیں نظر آسکے گی۔ اسلئے ضرور ہونا چاہئے +

قرارگاہ

چنانچہ کوئی پر فضا جگہہ مع باغ وبغچا۔ مکان وآرائش بہ ہمہ اشیائے مرغوب الحواس مقرر کردیجاتی ہے کہ لوگ اس جگہہ جمع ہوں۔ قدسیت کا احساس ہو۔ غم غلط ہو۔ خوشی وفرحت میں اضافہ ہو۔ جس سے لذتِ عمر۔ حظِ حیات ولطفِ زندگی تسکرِ حیات حاصل ہو۔ اس سے برا نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ اِسی بناء پر درگاہ اور تیرت گاہ وغیرہ ہوا کرتے ہیں کہ عام تو ہی ہے۔ ایک خاص بھی رہے ٹھیک اسی طرح روحانی و مذہبی درگاہ وبیتُ اللہ بنامِ فرجام مقرر کردیا گیا ہے۔ اب اُسکا نمونہ یا نایب جہاں جہاں ضرورت ہو بنایا جاسکتا ہے اور بنایا جائے گا۔ کچھ بری بات نہیں۔ پس مقبول حیاتیات انسانیہ میں سے

سیحا مرجعِ جزو کل سمجھا جائے۔ جیسے تمام دنیا کا کعبۂ جہاں گرد۔ وقرار گاہ آفتاب ہے۔ بس یاد رہے کہ قانونِ مفید سے انحراف کرنے میں ضرر پہونچا کرتا ہے اُسوقت سرزنش ہوتی ہے۔ اور سرزنش آخر میں ہوا کرتی ہے۔ جب تھک کر یہہ کہدیا جائے کہ ہم نے فلاں بات کا خاتمہ کر دیا۔ اب بجز سزا کے چارہ نہیں۔ جیسے اگر کوئی دوا محض کریہہ الھیت ہو۔ بدبو ہو۔ بدذائقہ ہو۔ تو وہ مریض کو طبق میں لپیٹ کر دیجاتی ہے کہ مریض اُسکو فوراً نگل جائے۔ کہ اُس دوا کے تینوں عیوب جاتے رہیں۔ ہاضمہ کے بعد فائدہ ہوگا۔ اگر مریض اس پر بھی نہ استعمال کرے۔ تو سرزنش کے طور پر زبردستی اُسے ٹھسائی جائے گی۔ اگر اس پر بھی وہ اُسکو اُگلدے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ خود ہی مرے گا فی قلوبھم مرضٌ فزادھم اللہ مرضا ولھم عذابٌ عظیم کا مصداق صادق آئیگا اسلئے اپنے بادشاہِ دینی و دنیوی۔ روحانی و جسمانی کی بہت تعریف کرو اُسکے ہمہ گیر جلال و جمال۔ رحم و کرم۔ عدل و انصاف۔ ہوشیاری و گوشنباری صفات و قولِ نے۔ خداترسی و نیکوکاری۔ اتحاد و ترقی پسندی۔ جزا و سزا اور جامعیتِ این و آں کا آپس میں چرچا کرو۔ ہرگز مذمت نہ کرو + اور وہ خود کو ایسا بنائے بھی۔ ورنہ ہرگز برکت نہ ہوگی۔ اسکا ذکر آچکا ہے + چنانچہ کھاتے وقت کچھہ دنوں تک روزانہ کھانے کی مذمت کرکے دیکھہ لو وہ کھانا تمھارے حق میں زہر ہو جائے گا۔ حالانکہ ظاہر میں

اُسکے کان نہ تھے۔ مگر گوشتیار کا عمل کیا + یہی سب باتیں علم باطن کی ہیں

نقلِ مکان

ہوشیار بادا! اب تمام تیاریوں کے بعد تھوڑے دنوں کے لئے باستثنائے صاحبِ عرشِ اعلےٰ سلسلہ وار سب کے سب کو ایک جگہہ سے دوسری جگہہ منتقل کردو کہ پوری ترکیب پا جائیں۔ یہہ سیاحت و سیاحت ہے طواف ہے۔ چکر ہے۔ آبادی کی سب وہاری دورِ قیام سے تمام کرو۔ بس اب ملکِ مشترک ہوجائے۔ اسکا نام رستخیز رکھو۔ جب یکسانی و یک رنگی ہونے لگے تو چھوڑدو۔ پھر جب خرابہ پڑنے کا گمان ہو تو ایسا ہی کرو۔ چاہئے چار صدی کے بعد ہو۔ یا صدی کے پہلے + تعطیل گرمی میں ہو کہ خس کی ٹٹی وغیرہ کے خرچ کا بار خزانہ پر نہ پڑے۔ ہر سال مارچ بھر۔ یا جتنے روز پبلک پسند کرے مسیح آباد کے حوالی یا علاقہ میں عالمگیر میلا۔ اور زیارت ہوا کرے اور دس سال کے بعد والے میلے میں اکزبیشن یعنی نمایش + تاکہ معلوم ہو کہ ملک نے کیا کیا ترقیاں کی ہیں۔ کیا کیا نئی چیزیں بنی ہیں۔ اُس زمانے میں وہاں کا فرجام خوب سجا رہے۔ اور ہمیشہ سجا رہے۔

حکم دوازدہم

ہادی۔ خواہ خدیو۔ وخدیجہ۔ اور خواجہ کے پاس خالی ہاتھ نجاؤ۔ خالی جاؤ

تو خالی آؤ - بھرے گئے تو بھرے آؤ - ایسا نہیں ہو سکتا کہ ٹھو ٹھے درخت کو دعا دے کر ہرا بھرا - پھولا پھلا - بنایا جائے - پھر پھل لے کر اُسے دعا دیجائے دیہہ روزانہ جانے آنے والے پر حکم نہیں) مگر تقریبات میں نذر دو + کوئی مخالف گروہ نہ بننے پائے - تاکہ سلطنت و مراسیم معینہ و نسبتِ آخری میں رخنہ ڈال سکے + ہاں فائدہ پہونچا سکتا ہے + اِس کے لئے حلف اور مچلکا لیا جائے اخبارات اور نئی کتابیں جو شائع ہوتی رہیں وہ انجمنِ معارف میں پیش ہوتی رہیں - کہ جانچ ہوتی رہے + قوم کو خاتم الاحمقین و الجاہلین وَ المدبرین نہیں بننے دینا چاہئے + بادشاہِ ظل اللہ کی سب دنیاوی چیزیں اظہارِ جاہ و جلال کے لئے تمام خلایق سے اعلےٰ رکھو کہ اُسکی طبیعت خوش رہے اُس میں روح افزا ترقی ہو کہ نظام درست ہو سکے - یہہ اُسکی ظاہری و باطنی - افسری و قیصر ساری کی اجرت و نشانی ہے - مفت کوئی چیز نہیں ملتی (اگرچہ آتشک - سوزاک و گنیاہ ہو تم میں زیادہ فیض و برکت بڑہیں گے - تمہاری شان بڑہے گی - تاجِ برتری کی مذمت سے پھٹکار نازل ہوتی ہے + یہہ سب آسمانی و غیبی آدمی و غیبی باذات کی باتیں - غیبی و آسمانی ہیں - یعنی بڑے اونچے اور پلے کی باتیں ہیں - جہاں تک اونچا سمجھ لو - مگر نا فہم قوم کی طرح یہہ نہ سمجھو کہ سب باتیں اور نعمتیں ختم ہو گئیں کہ

تہی خم خانہا کردند و رفتند

ہرگز نہیں - کیونکہ عالم ختم ہو تو سب باتیں ختم ہونگی - مگر اُسکے لئے جمیع اقسام کی

نعمتِ ادبار کا خاتمہ ہو گیا ہے جو مُقَدَّر ہے۔ اسلئے تمہیں ہمیشہ قدرتی اصول
و مصلحت کے مطابق اجتہاد و قیاس و تجربہ کرنے کا حق حاصل ہے کہ فائدہ ہو
جزا و سزا، کو نرم گرم سے بدل سکتے ہو۔ اور پیدا کرنے والے کو ہمہ آن و ہمیشہ
نئی نئی بات پیدا کرنے اور دوہرانے کا حق ہے۔ چاہے ایک بالشت کے قد کا
آدمی بنائے یا دس گز کا۔ چاہے نر کے ذریعہ سے انڈے دلوائے یا نر کے
تصور کے ذریعہ سے۔ اسواسطے وہ خود کو متکلم کی صورت میں انا الحق کہہ سکتا ہے
جبکو تم صیغہ غائب کی صورت میں عین الحق کہو گے۔ کیونکہ عین الحق کا لفظ ہمیشہ
متکلم کی صورت میں انا الحق ہوا کرتا ہے پس موجودہ بارہ بروج کے مطابق صلحنامہ
کے اندر یہہ بارہ احکام ہوئے پس ہر کوئی اپنی عمر و فریضے کا خاتم ہے۔

طغرائے حریت

اب حاکمِ علی الاطلاق جنابِ حضورِ حضرتِ رب العزت۔ العبد و حبیب و محبوب
محرمِ راز جلِّ جلالہٗ و عَمَّ نوالہ کی مشیتِ پاک تجھ مسیحائے موعودِ ماضی و موجود
فی الحال کے ذریعے سے یہہ نافذ فرمائی جاتی ہے کہ سب لوگ ملکر بجملہ شرائط مذکورہ
اس صلحنامہ اور فیصلۂ جزو کل پر بصدقِ دل دستخط کر دو۔ اور عملی جامہ پہناؤ
لہذا نعرۂ خوشی بلند کرو اور آیندہ سے یعنی اسی وقت سے نیک بنو اور ایک بنو
اور ازلی نسبت جو ایک ہے اور اسکی ازلی نشانی بھی ایک ہی ہے وہ نہیں بدل سکتی

اُسکو پکڑے رہو۔ کہ اُنگلی پکڑ کے پہونچا پکڑا۔ کا مفہوم ثابت کرتا ہے۔ جس کو آیتُ اللہ کہیں گے۔ اسکو آیتل کہتے ہیں۔ یا کہیں گے۔ اور پہنچنے والے کو امتل یعنی اُمت اللہ کہیں گے۔ بحالتِ نامنظوری تماچی قیامت خیز لوازمات انقلابیہ مع این و آں برپا ہوں کہ مخلصین آباد و غیر مخلصین برباد ہو جائیں لیکن جو کچھ بندۂ شیدا بنامِ یحییٰ کی معرفت چاہا گیا سو ہو جا اور اگر منظور ہے تو بعد از دستخط سارے روئے زمین کے قیدیوں کو فوراً کا فوراً چھوڑ دو۔ اگرچہ کتنا ہی کچھ جرم و گناہ کیا ہو۔ اُنکو چھوڑنے کے پیشتر جادو بیانی کے ساتھ خدا کی تعریف کرکے برائی سے بچنے اور کام کا جو ہونے کی ہدایت کرو + اور اُن سے کہو کہ حضور فرمانروا سید محمد یحییٰ خاں عین اللہ فرستادۂ حضورِ خدا جلّ و علا اَللّٰھم اجعلنی من لدنک ولیاً و اجعلنی من لدنک سلطاناً نصیراً کے مجسم مصداق نہایت لاڈ پیار۔ اور شفقتِ والدین کے ساتھ تمہاری ذات سے یقین فرماتے ہیں کہ آیندہ جرم و گناہ کے ارتکاب سے بچنے اور بچانے کی کوششِ بلیغ کرو گے لو! اب جاؤ تم چھوڑ دئے گئے۔ تشکر و خوشی کے نعرے بلند کرتے ہوئے جاؤ کہ دُہائی ہے حضور فرمانروا بہادر کی دُہائی ہے۔ دُہائی ہے حضرتِ مسیح موجود کی + دُہائی ہے دُہائی ہے جنابِ حضرتِ رب العالمین جل جلالہٗ کی دُہائی ہے لا الٰہ الا اللہ یحییٰ عین اللہ۔ اب اُن کے گھر جانے کا بندوبست کر دو۔ کہ شہر اور آبادی بھر میں دہائی دیتے ہوئے روانہ ہوں۔ مگر سب قیدیوں کے نام سیاحہ والے

دفتر میں رہنے دو اور محافظ خانہ کے دفتر ضائع نہ ہوں۔ اب یوم الدین مناؤ۔ تمام خوشی میں چراغان کرو+ آتشبازی چھوڑو+ جشن کرو+ باجے بجاؤ+ ناچو کودو۔ شرارت نہ کرو۔ جحود نہ بنو+ آبادی کو دولھن بناؤ یعنی آراستہ کرو+ یہہ سب شکریہ ہے۔ ہر سال اس نئے انتظام کی یادگاری اور سالگرہ میں یوم الدین مناؤ۔ نذرانے ادا کرو۔ مکانوں میں قلعی گردانی کراؤ۔ اور نیا دور اور نیا انتظام جسکو دوسرے لفظ میں قیامت کہتے ہیں وہ عین ظہور خاص ہے۔ اسواسطے وہ ظہور خود کو انا القیامت کہہ سکتا ہے۔ پس جسطرح تمامی مفروضہ مقدس امکنہ و معابد کے ملبے کی ترکیب سے بہار میں فرجام یعنی معبد مخلصین تیار ہوا۔ اسی طرح یہہ سمجھو کہ تمام نیکوکاری کے مجموعہ تاثیرات کا جوہر جو فوق الفوق ہونے کے سبب سے مستثنے ہوگیا اور مستثنے ہونے کے سبب سے قالب آگیا وہی اوتار بنایا گیا۔ تو سبھی نیکوکار و متقدم و پیشرو اوتار کی مجموعہ روح کی ترکیب سے جتنے کہ روح الکائنات۔ و روح الارواح تم روح اللہ سے ترکیب پاکر مجھہ اوتار ابن اوتار کی ذات تک آیا ہے۔ اسلئے یہی ایک کافی و وافی مستثنے الذات ہے۔ اور یہہ جائے تعجب نہیں۔ بقول کسیکہ ؎

عجب نبود۔ کہ فرزند از پدر۔ بالاتریں باشد
کہ عطر صندل۔ از صندل فزوں ترمیدہد بورا

لهذا مجھے خلاصۃ الکائنات سمجھو۔ پس جب یہہ مہبط روح القدس یعنی ہم اپنے

وقت پر دنیا سے روانہ ہوں تو صندل کا مخروطی تابوت بنا کر مخمل سے منڈھ کر اسمیں لاش کو رکھ کر۔ نمک۔ کافور۔ اور صندل کے بُرادے سے ڈھانپ کے مقفل کر دینا اُسکے بعد دفن کر دینا۔ اور روشن سنگ مرمر کے لوح مزار پر روشن سنگِ موسیٰ کے حروف سے بہت چوب خط اشعار مذکورالصدر کندہ کرا دینا کہ لوگوں کو عبرت ہو کہ چہ بود و چہ شد۔ رب ہے نام اللہ کے اور رہے نام اللہ کے۔ کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَۃُ الموت۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ واقعی ؎

نہ یکے ماند و نہ صد ماند نہ کسے نیک و یا نہ بد ماند
نہ پسر را قیام در دنیا است نہ پدر ماند و نہ جد ماند

چنانچہ وہ اشعار کندیدنی بسنگِ مرمر بطریقہ مذکورہ یہ ہیں ؎

اشعارِ کندیدنی

تکار فرمائی من واقعہ خواہم باقیست
ارشد و تلقین ہدیٰ فیض رسانم باقیست
خاکساری من۔ نسلِ من وصوتِ من و صورتِ من
بر سر لوح مزار من سبلے چارہ نگر
از پئے عبرت ہر مومن و شیدائے خدا

گو کہ روپوش شدم ذکر و بیانم باقیست
زیں سبب تا بہ ابد نام و نشانم باقیست
مصحف و نسبتِ من شہرت و نشانم باقیست
گو کہ بے چارہ نیم رازے کہ دانم باقیست
گور من فکر ربائے سوئے جانم باقیست

گو بین ذات خدا گو خدا ذات من است
اندریں کون و مکان است کہیں روح اللہ
چشم یکتا و ببیں۔ گر یہ کن و اشک بریز

جسم بگذاشتہ و روح روانم باقیست
صاحب خانہ گم و کون و مکانم باقیست
با ہمہ نیکی بکن۔ زور عنانم باقیست

کس نہ یحییٰ و انا اللہ و انا الہو بودم
ہر کہ در پردہ نہاں بود۔ ہمانم باقیست

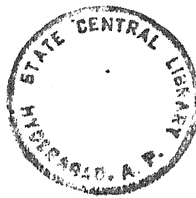
لو ! بعد از انخراق جامۂ عنصری بھی ہمہ آن لوحِ مزار سے ہدایت جاری ہے
یہہ ہدایت یادگار زمانہ رہے۔ اسلئے ہدایتاً و تبرکاً و مصلحتاً۔ اس مزار
کی حاجت ہے کہ زایرین کی عبرت و دلبستگی و تفرج و تفریح طبع کا باعث
ہو کہ خدا یاد آئے کہ جو کچھ ہے وہی ہے۔ اُسی سے دعا مانگو گرچہ کہیں مانگو
اب میں اس حمد و ثنا، خواہ عبارتِ محمودہ پر ختم فیصلہ کرتا ہوں کہ ہو اللہ الذی
لا الٰہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر۔ سبحان اللہ
عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ لا الٰہ الا اللہ

یحییٰ عین اللہ

آمین ثم آمین

حالانکہ۔ علم ادب کے جو دو حصے ہوتے ہیں جنکا نام نظم و نثر ہے اور بالکید

جنت ہیں اسلئے دوسرے یا مخالف جنت کا بھی باضابطہ حق اُن کی یاد آوری
کے ذریعہ سے ادا کر دینا چاہیئے اور ادا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تاکہ نظم گوئی
و نغمہ سرائی و باجہ نوازی کسی زمانے میں سے نہ سمجھے جائیں۔ مگر نظم کے
پیچھے بیکار اوقات بھی نہ برباد کئے جائیں۔ سب کام وقت پر ہو۔ اور درستگی
ہو۔ اسلئے عین موقع پر بے ساختہ و بے تردد عظیمہ انھیں سب مضامین بالا
کا خاکہ کیسقدر نظم میں بھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ دلبستگی ہونے کے علاوہ
جلد مضمون یاد ہو۔ اور تھکان میں کمی ہو۔ چنانچہ وہ نظمی خاکہ بنامِ حق العباد
یہ ہے۔ (صفحہ محاذی پر دیکھو)



انا القیامت منظوم

حقوق العباد

بنام شہ عدل و انصاف و داد
یہ ہر عنصر و آتش و خاک و باد

ہر اک چیز کی ذات ایک ایک ہے
تو کیسے کہیں رب کو دو پے یہ ہے؟

مجسّم ہے یا نا مجسّم ہے وہ
بہر حال نصفین سے کم ہے وہ

وہ کچھ ہو۔ وہ جانے کہ وہ کون ہے
عرض[1] و عین دیکھی ہے یا عون ہے

وہی ہر ولی اور والی مرا
بنا بر سنو حکم عالی مرا

نہ انصاف کو ہاتھ سے چھوڑنا
سوئے ظلم ہرگز نہ منہ موڑنا

نہ لینا کبھی غیر ممکن کا نام
کہ ہے غیر[2] ممکن کا کہنا حرام

(۱) طاقتِ اخروی کی حقیقت الحقیقت کا محض با اختیار جوہر بسیط یعنی خدا۔ جو رنگ و روپ سے پاک ہے جسے نیرنگ کار کہتے ہیں (۲) اگر کوئی غلط منطق کی رو سے یہ بول بیٹھے کہ درانحالیکہ غیر ممکن کہنا حرام ہے تو پھر کہنے والے نے اس لفظ کو کہکر کیوں اپنی طرف حرام گوئی کا اطلاق صادق کرایا۔ اس لئے مصرعۂ اولیٰ میں اسکی تشریح کردی گئی۔ اگر یہی کیجاتی تو یہ منطق غلط تھی۔ صحیح منطق۔ صحیح و مفید نتیجہ پیدا کرتی ہے۔

یہ ہی لفظ ازبسکہ ہمت شکن ق تجدد و ترقی ہے شمشیر زن

بنا پر نہ ایسی جگہ پر کہو حرام اس کا کہنا ز منطق نہ ہو

اگر حکم دے کر کوئی بھول جائے تو محکوم تعمیل سے جی چرائے

مگر پھر بھی محکوم مجرم ہوا اسے بھول جانا فریضہ نہ تھا

اسے دو سزا پھر نہ بھولا کرے جو بھولے۔ سزا ہی میں جھولا کرے

اگر وہ کہے۔ تم نے کیوں کی خطا؟ (سہو) یہ منطق سیاست میں ہے نا روا

رکھو و بیان ہیں از ابد تا ازل ہر اک کام میں ۴ وقت و موقع محل

ہر اک چیز با کید گر خوب ہے جو بیجا عمل میں ہو معیوب ہے

مقدم و مؤخر ۵ پہ رکھنی نظر کہ ہر کام کا ہو مناسب اثر

ہمیشہ ۶ کرو دہر کی پیروی نہ کرنا کبھی غیر کی پیروی

شریعت کے معنی ہیں قانون کے جو نکلا ہو فطرت کے قانون سے

ہر اک کام میں لاؤ تمیز کو کرو تین قسمت پہ سب چیز کو

جو ہو میم کی شکل پر گاؤ دم کہ اسفل سے اعلیٰ پہ آجاؤ تم

کہ آغاز و انجام کی ہو خبر نشانی آغاز ہے نوک پر

ہو ادنیٰ سے اوسط۔ اور اس سے اعلیٰ اور اس سے بھی آگے نہایۃ النہیٰ (۱)

وہاں سے پہنچ جاؤ تا انتہا کہ بس انتہا ہی ہے عین النہا (۲)

(۱) انتہا الانتہا اور عقل العقول۔ (۲) الوہیت۔

ہمیں انتہا۔ عین آلآہ شد | رسیدہ بہ آلآہ وہ واہ شد

کہ پا بیں الٰہ اور سر پر اِلآہ | نے تاج و کلغی و چتر و کلاہ

خدا کیا ہے؟ کیوں ہے؟ اور کیونکر بنا | خدائی گراؤ خدا گر بنا

خدا ہی نہ جب تک کہ بنجاؤ تم | نہ معلوم ہو سکے یہ اسرار گم

درونش بشو از محبت بجد | خیال فصل سیّال در منجمد

یقیں دور جاسے یہ دل پھر سجائے | یہ سر جائے لیکن کہیں سر نجائے

جو مطلوب ہو اُسکے عاشق ہو! | پس از وصل آگے کے لائق ہو!!

یہاں تک کہ پھر تم کو حاجت نہ ہو | اور اپنی بھی مطلق ضرورت نہ ہو

یہ دُنیا غلولہ ہے کافور کا | فقط ایک پتلا ہے وہ نور کا

نی پترا[1]۔ نیگوڑا[2]۔ نیکھٹو[3] ہے وہ | مگر اپنے لاڑوں پہ لٹّو ہے وہ

یہی ہے ترقی کا فطری اصول | وگرنہ رہوگے ہمیشہ ملول

جو مصنوعی چیزیں ہیں انسان کی | شمار اُنکا کرنا جو چاہے کوئی

ق

تو ہو عمر گشتے ہی گنتے تمام | مگر وہ نہ ہو تجھے قریب المرام

جو پہلوں کے آگے تھے از حد محال | وہ موجود ہی ہیں بلا قیل و قال

(۱) نی پترا۔ یعنی بے پوت والا۔

(۲) نیگوڑا۔ یعنی بے دست و پا۔

(۳) نیکھٹو۔ یعنی بے کھاٹ باٹ۔ یا بے جورو جاتا والا۔

پھر آگے بھی ممکن ہو اس سے ترقیاں(۱)
بس اب معنی غیر ممکن ہے دوراں(۱)

تو یہ بھی ہو ممکن جو کہتا ہوں میں یاں
کہ جس کے لئے طعن سہتا ہوں میں یاں

وہ یہ ہے سنو اب ذرا کان دو
تجھی دل و جان سے دھیان دو

النون والقلم

بنایا خدا نے جہاں آفریں
درونش ہمہ این قرآں آفریں

بنا ہے یہ جس طرح فطرت کا گھر
اسی طرح سے تم بنا و نگر

مشیت سے جنبش اور جنبش سے نار
یہ ترتیب و ترکیب بیضہ نگار(۲)

پرندوں میں داخل ہوئی جب ہبا(۳)
بنے بال و پر تب و نور و صبا

جیسا انساں میں داخل ہوئی یہ ہبا
تو بال اور بیضہ بنی پیدا

سبھی یاں بال ہیں اور بیضہ نہاں
نکلتے ہیں کچھ ناف سے بیگماں

ہباء سے بنی رفتہ رفتہ زمیں
بنے آدمی و خیالات دیں

جو باہر رہی تو غریزی بنی
جو اندر گھسی تو غریزی بنی

بنی روح و آخر میں روح آفریں
ہبا ہی ہے سب کچھ جہاں و جنیں

(۱) حرف علت اکثر مقامات شاعریہ میں کسیقدر دب جانا عیب نہیں کیونکہ روزمرہ کی بول چال میں بھی حروف علت دب جاتے ہیں کہیں کہیں جگہ بہت زیادہ کسی جگہ کم بلکہ جملہ کا جملہ لفظ کا لفظ مخفف ہو جاتا ہے۔ جیسے تیڑ مچھا۔ گل مچھا وغیرہ (۲) بیضہ کے ہیبا (۳) وہ اندھا غبار جو سورج سے زمین تک بشکل روزن دکھائی دیتا ہے۔

تکوین

لطافت انقباض۔ اور پھر انقضا — بنی شکل محسوس یا انجماد

مسلسل ہوئے در عناصر بنے — بتدریج و ناگہ مظاہر بنے

کہ پہلے سمندر۔ پھر اُس پر زمیں — پھر اُس پر نباتات یا آن و ایں

زمیں کی حرارت سے جوہر بنے — صدف کی حرارت سے گوہر بنے(۱)

زمیں کی حرارت سے پگھلی زمیں — بنی تہ بہ تہ ہو کے حبل المتیں

لستانِ مسافت بنا کوہ میل — یہ ہے پشتۂ یم۔ زمیں ور کمیل

کہ ٹکرا کے ہو صاف آب و ہوا — تہِ قعر ہوں اُس کے گنجِ خدا

ہوا جزر و مد پھر جزیرا بنا — بتدریج و ناگاہ ہیرا بنا

ادیمِ زمیں سفرۂ عام اوست — بریں خوانِ یغما چہ دشمن چہ دوست

ہو پانی جدا اور مٹی جدا — اگر اسکو چاہے بنا دے خدا

عجب اتنا بنانا نہ کچھ تھا محال — تو کیسے محالات کا ہو خیال؟

بناو مٹی سب کو کرو جدا — یقیناً یہی ہے رضائے خدا

سرنگوں سے یک لخت کردو انھیں — ہو کیچڑ تو کچھ سخت کردو انھیں

کہ سب لوگ ملکر ترقی کریں — سرِ عرش پہونچیں نہ ہرگز مریں

کہ بس ایک ہوں اور بنجائیں ہم — کہ تجلی کا خالی رہے دم میں دم

(۱) گوہر یعنی موتی معرب بناکر جوہر کہا گیا تو اسکے معنی سب قسم کے جواہرات ہیں جو جوہر ہی کی جمع ہے

کہ بیجبی کے معنی جو ہیں ہوں سو — بجز اسکے اللہ کو کیا کہوں ؟
جو اُس سے ملے بن گئے وہ خدا — جو اُس سے بچھڑے ہو گئے وہ جدا
خدا سے ہو نسبت خدائی بنے — جدا سے ہو نسبت جدائی بنے
جو کوشش کریگا وہی پائے گا — جو آنے کو ہوگا وہی آئے گا
بتائے گا وہ غیب سے کیمیا — پہ چلے تا کہ سیری سے سوئے خدا
اگر اسپہ بھی راضی نہ ہوگا کوئی — تو آخر میں جاتی رہے گی دوئی
کہ ہر کامیابی ہے کیمیا — ہو اقلیم اسکی (۱) چہ اقلیمیا ؟
اب آگے ہے احوالِ ملک و نظام — سنے جی لگا کر ہر اک خاص عام
سزاوار مجھکو ہے تاج و علم — تو اعرش - کرسی و نون (۲) و قلم

سلمیٰ ستارہ

تمام سنہ انتظام آفریں — بصد کرّ و فر اہتمام آفریں
جزیہ کو کہتے ہیں اکثر جزا — بدی روکنے کے لئے ہے سزا
نہ جلدی جہاں پر سپے ناگن ٹلے — تو سمجھو کہ کچھ ہے زمیں کے تلے (۳)
سمجھ کے خزانے پہ ہے بار زلف — سپیو لے بنے ہیں ہر اک تار زلف

(۱) زیر و زر (۲) قلم دوات یعنی امر و نہی سے مقصود ہے (۳) تلمیح ۔

نکالو زمیں کھود کے جملہ شئے ... و قعینہ اور جس جگہہ کان آئے

کرو بعد اُسکے یہ سب انتظام ... کہ دنیا لگے جگمگانے تمام

یہ دنیا بھی سلمہ ستارہ بنے ... کہ جیسے مرصع غبارہ بنے

وہ یہ ہے جواب تم سے کہتا ہوں بشکل ... اسی وہمن میں نزانت رہتا ہو شکل

مسلسل ہوں نہار و باتمات و کشت ... کہ ہو تختہ ارض تختِ بہشت

جو کیاری ہو پختہ بہ آبِ رواں ... تو اجناس خانہ یہاں اور وہاں

کشادہ مصفا بہت خوشنما ... چراگاہ و رمنہ بہ برگ و نوا

مگر جملہ شئے ہو ردیفوں کی ساتھ ... ہوں اجناس و اثمار یا ساگ پات

کہیں خانہ و باغ منقولہ ہوں ... کسی جا زمیں دو زموصولہ ہوں

سڑک پوختہ اُسکے بازو میں ہو ... وہیں ریلوے اُسکے پہلو میں ہو

سڑک کے دو رویہ درختان ہوں ... ہوا خوب آئے نہ گنجان ہوں

مکانات پختہ ہوں با آب و تاب ... کہ چھپّر کو کرتے ہیں کوّے خراب

گلہری و بندر سے ہو شہر صاف[2] ... نہ چوہے چھچوندر کا ہو گھر مصاف

مربع مکانات ہموار ہوں ... بلندی میں یکساں سزاوار ہوں

شعاع و ہوا کا ہو اس میں دخول ... مرتب ہوں باجملہ رکن و اصول

مکانوں میں ہو دود آہنگ بھی ... دھوئیں کی نکاسی کی ہو دودچی

(۱) پختہ اور پوختہ دونوں جائز ہیں —— (۲) تصرف کردم

کسی جا نہ دروازہ تنگ ہو — کہ اک چوٹ میں ہوش ہی دنگ ہو

مکانات ہوں سب کے سب پختہ — ضرورت کی چیزیں ہوں اندوختہ

ہر اک گھر پہ نمبر بھی دیتے رہیں — خبر رنگ و روغن سے لیتے رہیں

نہ مچھر۔ نہ پسو۔ نہ کھٹمل رہے — نہ مکڑی نہ کرفش(۱) نہ بچھّو رہے

ہر اک جا ہوں آلاتِ آفات گیر — لٹر بکس و قندیلِ بدرِ منیر

رہے روشنی پھول کی شکل پر — کہ ہو دیکھ کر جس سے ٹھنڈی نظر

ستونِ منارہ(۲) کے نیچے ہو کھال — ردی چیز جو کچھ ہو سب اُسمیں ڈال

سراپا سراسر ہوں آراستہ — بہ نظم و صفائی ہوں پیراستہ

ہو تہہ خانہ و ناکہ بندی تمام — کشادہ منصّہ(۳) پئے خاص و عام

ادھر آنے والا ادھر سے نہ آئے — اُدھر جانے والا ادھر سے نہ جائے

ٹرک گاڑیوں کی ہو دونوں طرف — ٹرام۔ اور بسوں کی قرینے بہ صف

ہو بیت الادب(۴) خوشنما جا بجا — اور حمام و آلاتِ آتش گزا

نخاس(۵)۔ اور چہبچہ(۶) جانور — ہو مزدور گاہ(۷) و پولس ہڈ پر

کہیں ہوسٹل۔ اور کالج کہیں — مداخل کہیں۔ اور مخارج کہیں

کہیں ہو مسقف قواریر(۸) سے — کسی جا مسقف ہو شہتیر سے

(۱) چھپکلی (۲) وہ ستون جس پر میونسپلٹی کی طرف سے روشنی ہو اسکو ستونِ منارہ کہیں گے (۳) پلیٹ فارم فٹ پاتھ (۴) پیخانہ پیشاب خانہ (۵) فروخت جانوران اور جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (۶) جانوروں کے پانی پینے کی جگہہ۔ (۷) مزدوروں کے ٹھہرنے کی جگہہ (۸) شیشوں سے مسقف یا چھت کی ہوئی۔

کہیں مارکٹ اور کہیں سیرگاہ | کہیں پر ہو معبد بذکرِ الٰہ
مگر دونوں جانب رہیں روبرو | نہ ترتیب میں فرق ہو مو بمو
ہو اتوار کے روز تعطیلِ عام | ہو جشن و عبادت بہ آرامِ تام
پھریرے کا ہو اسطوانہ لگا | ہو فرشِ زمیں منجلی پر طلا
دکھاؤ مناظر بائیسکوپ سے | کہ نیچر کا سب سین دل میں جچے
نمائش ازل سے ابد تک کی ہو | اور کچھ ایسے حیُّ الصمد(۱) تک کی ہو
کرے کا کرہ خربزہ وار ہو | ہو نشانہ نما جیسے منشار(۲) ہو
مسلسل مطوّل ہوں انگشت وار | گلہری کا دھڑ جیسے ہے پٹے دار
کہیں پر خلا ہو بقصد سبزہ زار | ہوا دار ہو تا کہ جملہ بہار
غرض نہر سے تا بہ شہر و دیار | سبھی کمرخی ہوں بہ ترتیب وار
مقابل میں جو چیز ہو توڑ دو | کوئی کچھ جو بولے تو سر پھوڑ دو
مگر تاج بی بی کا روضہ بچاؤ | جو زد ہی پر آجائے تو پھر گھماؤ
مناسب ہے سب عمدہ تعمیر کو | مشن سے اٹھانے کی کوشش کرو
پہاڑوں کو چکنا و آئینہ وار | جو بیجا ہوں اُن کو کرو تار تار
نہ دکانِ زرگر ہو مخفی جگہ | کھلی جا پہ ہو اور اچھی جگہ
خریدے نہ وہ تا کہ چوری کا مال | نہ پھیلائے ہر سمت چوری کا جال

(۱) چاہیے شہر ور حیُّ الصمد ہو۔ یا کمزور۔ (۲) ارّہ

جہانتک ہو ممکن کرو ورزشیں ۔۔۔ ہے پئے تندرستی کرو کوششیں
کریں فوج و پولس بھی سب ورزشیں ۔۔۔ لگا دو و بصد کوچ و صد کاوشیں
نہ مایوس ہونا کسی کام میں ۔۔۔ پڑے گا خلل اس سے آرام میں
کسی کو نہ نقصان پہونچایئو ۔۔۔ بدوں کو یہ تاوان پہونچایئو
برائی سے ایذا و نقصان ہے ۔۔۔ بھلائی سے راحت کا ساماں ہے

نور کا پتلا

بنام شہنشاہ قوم آفریں ۔۔۔ بہر پیشہ ور ہبند و* قوم آفریں
تو آباد کر ڈالو سب گھر دوار ۔۔۔ بصد سلسلہ اور ترتیب وار
نہ ہو بدویت اور اعرابیت ۔۔۔ حضارم(۱) سے ہو اندریں نشست جہت
کہ بایکدگر اک کو ہی اک سے کام ۔۔۔ کھجر ہٹے پن(۲) ایک دم ہے حرام
مسلسل ہر اک اہل پیشہ کا گھر ۔۔۔ ہو ترتیب کے ساتھ بایکدگر
چرندہ، پرندہ، درندہ و خر ۔۔۔ ضرورت ہو جسکی رکھو اپنے گھر
مگر ہر طرح سے صفائی رہے ۔۔۔ برائی نکالو بھلائی رہے

* طامت

(۱) ساتھ ملکر رہنے والے لوگ کہ حضر و موت ایک ہی جگہ ہو جسکا ضد بدویت ہو۔ (۲) خانہ بدوشی

جب ایجاد ہو آلۂ صدق گو
تو ول کہ ہر اک شخص کے ہیں جو

مشق ہو ہر اک کام کے واسطے
مگر اپنے انجام کے واسطے

مسائل ہوں سب ویسے ہی تا
غلاظت ہو اندر ہی اندر رواں

بہت وہ خندق میں جا کر گرے
اور اندر ہی اندر سما کر گرے

بنے تاکہ وہ کشت کاری کا کھاد
کہ سرسبز و شاداب ہو جائے داد

ہو کچھ میل کے اجار پھر ایسے ہی
کہ جیسا بیاں کر چکا ہوں ابھی

ہو نام محلہ بہ لفظِ شریف
بلا نحش "یا"[1] تک ہو ختم ردیف

کہ جلدی سے ہو حفظِ لفظِ لغت
ہو مطبع[2] کی چھاپ سے بھی یہ گیت

ہر اک جا ہو نظم و صفائی کی دہوم
یہ ہیں انتظاماتِ بحر العلوم[3]

صفائی ہے جزوِ خداوندگی
خداوندگی ہے بڑی بندگی

صفائی ملک و بیوت و بدن
صفائی روحانی مرد و زن

کرو مسکن کو گوبر سے لیپا کرو
کثافت سے بھاگو مرض سے ڈرو

مسوڑوں پہ اپنے جانا نہ زنگ
مصفا ہوں دنداں نہ ہوں ان میں زنگ

بگڑنا نہ ہرگز گورنمنٹ سے
صفائی کرو زخم کی لپٹ[4] سے

(۱) یعنی لغت کے الفاظ ختم ہوں۔

(۲) مگر بمبیوں کی طرح ایک آلے جس کے ذریعہ سے علوم و فنون کی تعلیم ختم زبان ہی دل و دماغ پر چھاپ دیا جائے۔

(۳) توراۃ کی پیشگوئی کے مطابق اشارہ لفرمانروا۔

(۴) بچا ہے سے یعنی نرمی سے

ہر اک شئے کی صفائی بنی ہے جلا
کہ جیسے صفائی و الشس ہدیٰ

شراب[1] مصفّا سے جائیگا داغ
مکدر ہو گر خون و قلب و دماغ

عمل میں پیشہ ٹھیک ہو یا اصول
و گرنہ کرے گی سراپا ملول

ہر اک چیز کا خاص دستور ہے
کہ بے ضابطہ ہو تو بے نور ہے

یہ کیو بتاتی ہے انسان کو
خصوصاً یہ آغوش دوجان کو

وہ صافی ہی کیا جو ہو خود ہی کثیف
ہو صافی وہی جو ہو خود بھی لطیف

اگر کوئی بد بو و ناپاک ہو
تو دین اور دنیا میں غمناک ہو

اگر آب غسلش دہی اسپ را[2]
نہ نوشد۔ کند پوز[3] خود را جدا

نہ دیکھے گا وہ خواب میں سود مند
کہ رہتے ہیں اُسکے مسامات بند

صفائی سے رہنا ہر اک کام میں
نہ ہو میل گھر میں نہ اندام میں

نہ دل میں کسی جا کدورت رہے
تصور میں صرف ایک صورت رہے

وہ صورت تری ہو نہ صورت مری
بیک بینی و دو گوش صورت تری

یہ ہیں مشتمل بر ثبات و وفاق[4]
عدیم الوفاقی ہے گویا نفاق

جو ہو اک زباں[1]۔ اک دہن[2]۔ ایک راج[3]
تو البتہ ہوگا وفاقی مزاج

اور افعال و حرکات انسانیہ
نہ برکت و نشر ایط ہوں نورانیہ

(۱) شراب جیسے الکحل و گندہ ابخرہ و مضرت بخش اجزا سے پاک ہو سراسر سرور بخش و مفرح دل و دماغ و مصفّی و مفید ہو۔ جو ضابطہ سے مستعمل ہو (۲) اگر ناپاک آدمی کو غسل دلا کر اُس غسل کا پانی گھوڑے کو پینے کو دو تو اُسکو وہ نہیں پیئے گا (۳) جانوروں کے منہ وغیرہ کو پوز کہتے ہیں۔ چہرہ نہیں کہتے۔
(۴) اتفاق۔

بہ طفلی و پیری و وقتِ شباب
بجا لائیو اپنی ڈیوٹی سبھی
اگر میں کروں اس میں پہلو تہی
بدوں کے لئے ایسی ڈیوٹی فرض ہو
برائی کا تا کہ نتیجہ ملے
اگر علم اپنا بڑھاتے کہیں
ہراک علم و فن میں بنو منتہی
کہ حاجت نہ پھر علمِ کُل کی رہے

ہر اک کام احسن ہو خوبی مآب
نہ کرنی کبھی اس میں پہلو تہی
تو یہہ بھی ہے ڈیوٹی برائے بھی
کہ یوما فیوما بڑہے اُن کا مرض[1]
موافق زراعت کے بیج ملے
تو پھر جان جائے سبھی رازِ دیں
پس از انتہائے بریں طلبی[2]
ہر اک شئے ہو حاضر بلا کن کہے

رازِ تصوّر

جو کہتا ہوں اسکو تصور کرو
تصور علے حسبِ تحقیق ہو
تصور ہے ساری ترقی کا راز
تصور تو اک قدرتی بات ہے

تصور کے اندر تفکر کرو
تصور ہی کیا جب تصدیق ہو
تصور ہی خالی ہے اصلی نماز
جو سمجھا کا تصور سے ہیہات ہے

(۱) اسکے دو تلفظ ہیں (۲) صاحبِ الوہیت

تصور سے ہے گویا بنائے حیات　　تو پھر کیسے منکر ہے کوئی ذات

تصور سے ڈہلتا ہی نقشہ وہی　　کہ جو بات زیرِ تصور رہی

خدا کا یقیں اور اُسکی رضا　　تصور سے معلوم ہو گی سوا

تصور ہے الٹا تو تصدیق راست　　ہو انواہ اُلٹی تو تحقیق راست

دُرر (۱) ہیں صدف میں بدریائے شور　　مبادا کہ غرقاب ہو غوطہ خور

تصور میں پتلا رہے نور کا　　نہ پتلا ہو وہ کوئی کافور کا

تصور میں پہلے ہو ظلمات گر　　تو نکلے گا نور اُس سے خود پھوٹ کر

تصور ہو جس چیز کی عین کا　　مسلّم وہی چیز ہو رونما

بنا برنہ ہو عین گاؤ پلنگ　　نہ عینِ بہایم نہ مار و نہنگ

رہے نقشہ عین از حد حسیں　　کہ پیدا ہو اُس ہی سے عین الیقیں

معین جو عین الہدیٰ ہی وہی　　یقیناً خوشا ہے زروئے یہی

وگرنہ تجھے خود جو آئے پسند　　تو رکھ بس اُسی کو تصور میں بند

تو رکھ دہیان میں اپنی ہی عینِ وا (۲)　　کہ پتلی تری لوٹکر ہو دوتا

دوتائی کے جھگڑے سے یکتا بنے　　دوئی سے بری ہو کے یہوا بنے

کہ تارِ نظر ینکے ہو جاؤ ایک　　بہ یک نسبتِ واحدہ سب ہیں نیک

کہ برکت علی حسبِ نسبت رہے　　ہمیشہ ترقی کی عادت رہے

خدا کا جو ہو گا نہ ہے گا خدا　　خدا کا جو ہو گا نہ ہے گا جدا

(۱) موتیاں

(۲) شبیہ

بعشق و محبت جگر ہو کباب — کہ بوناک ہیں ہائے اسکی شتاب

کبھی بوئے کافور اخراج ہو — کبھی بوئے صندل کو معراج ہو

یہ حس بندیاں اور زبان بندیاں — یہ حد بندیاں اور جہاں بندیاں

یہ سب نیست ہوں کچھ نہ باقی رہے — یہ اعجاز و قدرت ملاقی رہے

کچھ پردہ داری کی حاجت رہے — کٹھن سہل ہو۔ کچھ نہ دقت رہے

نہیں ہے سبھی کچھ۔ وہاں کچھ نہیں — وہیں اصلیت ہے۔ یہاں کچھ نہیں

اگر آپ ہی جڑ۔ اور ماں آپ وہ تخم — تو ہے ابن ہی بر۔ او نتیجہ ہے ہم

ہمی جسنے پکڑا۔ ہما ہو گیا — اکیلے وہ۔ ماؤ تُما ہو گیا

تصور کرو۔ جیسے کرتے ہیں قاز — اور ایسے ہی کرتے ہیں چیل اور باز

اگر کچھ نہیں ہے۔ تصور نکر — بڑھاپے میں زن کا تفکر نکر

نہ رہنا کبھی تم مقید خیال — دگر نہ گروگے بہ قعرِ زوال

جو یکسوئی گرگٹ کی مانند ہو — تو بگلے کی مانند گوشہ(۱) بند ہو

تخیل است(۲) مخیول(۳)۔ خالق خیال — کہ از وصل و صلیں باشد وصال

وہ ایسا ہو رہنا کہ اک من ہو — اسی گیان میں ہو۔ اسی گن میں ہو

خیالات حق۔ با خیالاتِ حق — خیال ذاتِ حق عاشق ذاتِ حق

یہ غفلت یہ کمزوریاں ہیں گناہ — جو مشہور ہوگا بنے گا اللہ

کہ مشہور ہی کو ملیں گے قدیر — کہو اسکو لا ثانی و بے نظیر

(۱) [illegible]
(۲) خیال کرنیوالا
(۳) خیال کیا ہوا

وگرنہ ضعیفی میں سطحِ زمیں | نکل بھاگتی ہے قدم سے کہیں
جو آخر اسی وہیاں میں مرگیا | سفر عین البد میں کرگیا
یہ دار المحن ہے تو کر محنتیں | اسی سے ملیں گی تجھے راحتیں
کہ راحت ہی ہر شئے کا لبِ لُباب | کہ ہے حرف جیسے بنائے کتاب
کہ باجاؤ بوجاؤ بیجار ہے | مزیدار سب کا نتیجا رہے
پھر آخر میں تیجاؤ گے این وآل | مناسب ہو اب راز کردو نہال

اسماء الحسنیٰ

بنامِ خداوندِ خوبی پسند | رہانندۂ مطلق و قید وبند
زنانے جو اسماء ہیں سندر رکھو | بڑا لاڈلا۔ اور گنتو ہز رکھو
کہ وہ ہے انوکھی تو اچھی ہی یہ | اجالی ہے وہ تو اچنبھی ہی یہ
جہاں تک ہو ممکن تلاتی رکھو | الف۔ یا۔ و یا۔ نون اور آخر میں
کہ جیسے ہی فضلہ اور فضلی کا نام | دگر لفظ فضلن ہی مشہورِ عام
پھر آخر میں ہو لفظِ تعظیمیہ | ہو۔ تعظیمیہ اور تکریمیہ
چلے عمرو رتبے کا جس سے پتا | ق | اگر اسکو سمجھا تو۔ مجھ کو بتا

(۱) باجا یعنی ساز و اغنیہ و مزمار ستار سارنگ ستار۔ شہنائی وغیرہ۔ بوجا یعنی خوشبو لوٹی وغیرہ۔ بیجا۔ شہادی

سنو لفظِ تعظیم بہرِ ادب ۔۔۔ نہ بنّا کبھی بے ادب۔ بے سبب

کہیں لفظِ باجی۔ کہیں لفظِ بی ۔۔۔ کہیں لفظِ بی بی۔ کہیں لفظِ جی

کسی جا پہ خاتون و بانو کا لفظ ۔۔۔ کسی جا نساء۔ اور نسا لو کا لفظ

کہیں بنت و اُم اور جانم کہیں ۔۔۔ کہیں لفظ بیگم۔ تو خانم کہیں

کہیں مِیم کا لفظ آخر میں ہو ۔۔۔ بہت لاڈلا نام ظاہر میں ہو

جہاں پر مناسب ہو چسپاں کرو ۔۔۔ بہ اعراب و حرکات شایاں کرو

غرض یہہ کہ اسماءِ حُسنےٰ رکھو ۔۔۔ کہ برکت کا ویسا ہی فیضان ہو

ثریا محل۔ اور تاجِ محل ۔۔۔ یہہ سب نام اچھے ہیں یا اہلِ اجلّ

نہ لو تو غلط جیسے یہ بات ہے ۔۔۔ شبِ لیلۃ القدر کی رات ہے

مردانہ نام

رکھو نام مردانہ۔ مردانہ وار ۔۔۔ کرے رتبہ و حسن کو جو آشکار

کہیں واو۔ یا۔ نون آو آخر میں ہوں ۔۔۔ زرہ شکل و صورت بھی ظاہر میں ہوں

لنگوٹی میں بنّا نہ دولھے نواب ۔۔۔ ہنسوں کا کے میاں۔ نام ہو انتخاب

لنگوٹی میں زیبا نہیں تخت و تاج ۔۔۔ کسی وقت ہوگا۔ نہ زیبا ہے آج

نہ یہہ سیٹھی کام آئے کی آب ۔۔۔ کہ ہے چوبِ پولیس پئے بے ادب

کہ لازم ہے اب تاج کا احترام — کہ ہے دھوتی پرشاد پر بھی حرام

غلامانہ عادت۔ غلامی لباس — غلامانہ سب رشتۂ اسب ستیاناس

تنفر۔ چھوا چھوت کا ہو رواج — پھر اُس پر تمنا۔ ملے تخت و تاج

اُلٹ کر کہو۔ بس غلامی ہیں رہ — تو خاطی و لعنِ مُدامی میں رہ

گنہگار و نالائق و نابکار — نہ حقدار ہے رحیم پروردگار

جو ہو اُس سے اچھا ہے گو ہو بُرا — کہ ہے منہ پہ رام اُسکے دل میں چھُرا

بہر کیف۔ اب بات پہلی سنو — جہاں تک ہو ممکن تم اچھے بنو

سبھی نام رکھنے میں ہو احتیاط — تناسب۔ توازن سے ہو التقاط[1]

کہیں فضلی ہے اور فضلو کہیں — کہیں پر میاں۔ اور بابو کہیں

کہیں نام امّن اور اچھو کہیں — کہیں نام ننّن اور ننھو کہیں

کہیں پر کھنچے اور کہیں پر وجے — کہیں پر علا اور کہیں پر بدے

کہیں خیاگ و ملاک اور کہیں جا دو خال — کہیں لفظِ حق اور کہیں پر زمال

کہیں پر ہو دولہ کہیں پر پیاہ — کہیں پر بہادر۔ کہیں پر الاہ

کہیں لفظِ دوراں و لفظِ امام — علی حسبِ رتبہ علیہ السلام

غرض نام میں ہو۔ بڑی دلکشی — کہ سننے سے پیدا ہو دل میں خوشی

لغت ہی بنا لو رد یفوں کے ساتھ — کہ آسان ہو جائے اک دم یہ بات

بد لتا رہے نام اک جگ کے بعد — یہ اسمائے حُسنٰے ہوئے حسبِ عد[2]

(۱) اتنے باتیں

(۲) [illegible]

پڑھے علم طب تو لکھو ڈاکٹر
اگر مستری ہے تو انجینیئر

اَلٰہی و اللہ و رحمٰن وہیں
نہ بیجا رکھو نام میں بالیقیں

جہاں پر ہو موقع وہیں پر رکھو
پیغمبر نبیا اگرچہ کہیں ہے لکھو

محمد ۔ علی ۔ و حسین و حسن
غرض یہ کہ اسمائے ہر پاک تن

نہ رکھنا کبھی اس طرح نام میں
کہ جیسے علی ۔ لفظِ اعلام میں

مرکب نہ ہو لفظِ احمد کے ساتھ
نہ بیجا کبھی نام میں لفظِ ناتھ

مرکب نہ ہو عبد(۱) و یا بخش سے
نہ ان لفظ سے جو بیاں کر چکے

کہیں نام مفرد ہے از حد خوشنما
سماعت میں ہوتا ہے وہ خوشنوا

کہ جیسے کہے کوئی منظہر امام
یہ ترکیب احسن ہے دیگر حرام

لکھو بچے منظر کو محمدؐ سبھی
کہ پیارے تلفظ سے ہو دلکشی

اگر نام یحییٰ ہے یحییٰ کہو
نہیں تو اُسے صرف یا ہی کہو

نہ رکھنا ہو اولاً تو پھر چھوڑ دو
مگر ہیچ کیا ہے اگر نام ہو

تو ایسے ہی ہو لفظ مہدی میں یا
کہ جو مہدیں ہو صبی الاادا

حسن المآب

تمام خدائے نصیحت گرا(۲) - ترقی پسند و شہ رہبرا(۳)

(۱) جیسے عبدالنبی یا وحید بخش یا کریم بخش غالباً یہ خیر بخش سے بگڑ کر بنا ہو (۲) بہت بڑا ناصح ۔ گرا میں الف مبالغہ ہے (۳) بادشاہ ۔ پیغمبر ۔ یا سلطان الانبیاء ۔ یا خدائے پاک ہادیٔ ازل ۔

شروع اب یہاں ہو رہی نظم فصیح
بلاغت نور دہ رہی اے نصیح (۱)

مری نور افشاں نصیحت سنو
سنو دل سے اہلِ نصیحت سنو

مذمت نہ موسم کی کرنی کبھی
پڑی آؤ بھگت اسکی کرنی سبھی

نہ غمگین رہنا یہ آغازِ سال
کہ قسمت میں ہو پھر ہمیشہ ملال

بصد ہا خوشی جشن کرنا ضرور
کہ حق میں تمہارے ہو سالِ سرور

ہنسی ہو خوشی ہو یکانیت ہو
بصد شکر یہ ہوا بلا نیت ہو

عزیز و اقارب گر اس دن مریں
تو وہ غم نہ کھائیں تو پھر کیا کریں؟

ق
یہاں پر نہ اس غم سے مقصود ہے
محرم میں رونا جو بے سود ہے

ق
ہے اس سے غرض اور اس سے نہیں
ذرا بات سمجھو جو ہو آن واں

ہنسی کی جگہ ہے تو ہنس دو وہیں
رولائی کے موقع پہ ہنسنا نہیں

نہی ہتھے کسی جا نہ جانا کبھی
نصیحت مری یاد رکھنی سبھی

رہے قوم کی قوم ہتھیار بند
تو بے شک نہ پہنچے گا بے حد گزند

سپاہی منش ہو کے رہنا ضرور
نہاں انہیں پاؤ گے صلح و سرور

بوقتِ امن ہاتھ میں ہو چھڑی
پئے وقت بینی رہے اک گھڑی

کہ پابندی ضبطِ اوقات ہو
اصولوں کی شامل ہر اک بات ہو

رکھیں ہاتھ میں عورتیں چھتریاں
کہ کتے وغیرہ سے پائیں اماں

نہ اوقات بیکار کھونا کبھی
کہ پچھتائے ہیں کھو کے آخر سبھی

(۱) ناصح

مقرر کرو وقت ہر کام کا ۔ ٹہلنے اور پھرنے اور آرام کا

پسندیدگی سے ہو شادی تمام ۔ بلا جفت رہنا ہے اک دم حرام

کبھی چار سے عشق ہوتا نہیں(۱) ۔ یہ دس کھیت میں بیج بوتا نہیں

ملے گر نہ موقع پئے زوجیت ۔ تو لازم ہے رکھے بلا جفت پت(۲)

مسیحا بھی چاہیں تو شادی کریں ۔ غرض جملہ مہدی و ہادی کریں

محبت میں آکر بنو ایک قوم ۔ کہ سب لوگ مل کر بنیں نیک قوم

خوراک اور پوشاک و جفت و مکاں ۔ پئے تندرستی ہر دو کا ماں

دعا و ثنا و صلوٰۃ و سلام ۔ پئے اتحادات در خاص و عام

ہر اک جا پہ ایسا ہی ہو انتظام ۔ کہ معبد میں عالم کے ہو ایک رام(۳)

طریقہ پہ جیتی و ایمان و زر ۔ سزا ہو ورا بہرِ اخراجِ شر

خیال و مقال اور اعمال سب ۔ بہ خوش نیتی ہوں پئے روح و رب

تجارت میں صرف ایک قیمت رکھو ۔ نہ بس لوٹ لینے کی نیت رکھو

جہاں تک ہو ممکن نہ دینا ادھار ۔ جو نو سو کی وہ ہو تو کر دو ہزار

مگر پھر بھی بوہنی کا رکھنا خیال ۔ کہ قہرِ خدا ہے جدائی مال

اسی واسطے ہے بہانہ روا ۔ نہ دیتے ہیں زر لوگ صبح و مسا

کہ ہو چلتے ہی دیر تک اس پہ ہاتھ ۔ بس اتنا ہی بہتر ہے اس زر کا ساتھ

(۱) تعیش اور تنے سے ہو عشق اور تنے سے ہو (۲) عزت یا پارسائی۔ (۳) ایک خدا۔ (۴) ادھار کے خلاف بکری کو کہتے ہیں جو دکان کھولتے ہی پیش آئے اور ادھار نہ ہو نقدا نقدی ہو۔

تواریخ سے بھی یہ ثابت ہوا
کہ زردے سے کے لینا ہی آسان کہا؟

جہاں تک مجھے بھی ہوا تجربہ
کہ زردو(۱) سے کے پاتا ہی۔ پاتا ہیں

مگر پھر بھی موقع پہ رکھو نظر
بنو لوگ اِس واسطے خوب تر

بہانے کی جا پر بہانہ کرو
بلا کو وہاں سے روانہ کرو

یہ کچھ کذب گوئی میں داخل نہیں
گناہوں کی باتوں میں شامل نہیں

نتیجہ برائی کا ہوگا ۔ بُرا
سمجھ لو ہر اک جا پہ کھوٹا کھرا

نتیجہ ہر اک فعل کا ہے ضرور
اگرچہ ہو بارہ برس میں ظہور

کونش اعمال فطرت ہی اُسکی اگر
تو ہوگا ستاروں کا کیا بد اثر؟

کہ بیکار رجعت کا وہ دم بھرے
ستاروں کو بدنام یونہی کرے

گر ایسا ہو پھر نجم ہو جرم کار
گنہگار آخر ہو پروردگار

خلاف عدل و انصاف قانون ہے
بلا عدل ہر اک جگہ خون ہو

جو ایسا کہے وہ گنہگار ہے
لہذا ہر اک چیز(۲) مختار ہے

کہ مختار کا مادہ خیر ہے
جو ایسا نہ سمجھے یہی(۳) ضیر ہے

تو پھر خیر سے ضیر نکلے گا کیا؟
کہ قدرت ہی قادر سے نکلیگی سب

کہ ہیں اختیارات حسب العقول
نہ بق بق کرو جبر کہکر فضول

(۱) زردو سے کے واپس پانا گویا ترکۂ دمالی ہبہ پانا ہی۔ یعنی وصولی بہت مشکل ہے (۲) اس نقطہ و معنی پر تم خود غور کرو۔ (۳) برا۔

اگر جبر کا لفظ بولے کبھی
تو مجبور ہو جاؤ گے واقعی

زبانیں گے ہم نگ ہوتے رہو
وگرنہ سبھی جبر کھوتے رہو

یہ امید[1] و بدعت[2] و جدت[3] عام
بعید منفعت ہو درستی سے کام

جب ان آکولیشن[4] کا دورہ گیا
تو پھر نام اس کا زباں پر نہ لا

تکاثف[5] سے ہوگا تخلخل ضرور
نجات آخری ہوگی بالکل ضرور

ہو جب بے دھڑک باہمی[4] ازدواج
تو سمجھو کہ سب حکم پائے رواج

کرے جو نہ شادی بوقت بلوغ
ملیں گے نہ لعنت سے اسکو فروغ[5]

یقین و رجا پر ہے مبنی یہ حکم
بس اب سر جھکا دو رہو صم و بکم

وگرنہ کجا کامیابی حسن
بہر طور صد ہا خرابی حسن

کجا حسن و خوبی کجا عیش و جیش
رہے باہمی غل غپاڑا اور طیش

سبھوں پر دوامی ملامت رہے
بصد قہر لعنت پہ لعنت رہے

بس ہونے دو اب باہمی ازدواج
بنائیگا یہہ اک دہرم - ایاک راج

وگرنہ رہے گی کمی صفات
زن و مرد ہیں مرکز کائنات

یقین مفید است عین الہدیٰ[6]
یقین مضر گشت شر الوریٰ

(۱) تم قوم جحود از حد مردود کی طرح نہ بننا اس لئے ایسی بیہودہ تشریح نہ کرنا کہ آن ہادی برحق نے سختی سے منع فرمایا ہے کہ جبر کا لفظ ہی کبھی نہ بولو۔ یہہ مہمل منطق ہوگی۔ (۲) بڑی سختی سے گودنا گودکر چیچک کے مہلک زہر کو نکالنے کی ترکیب جس سے بچے ادہ دمُو ہو جاتے تھے۔ (۳) اصطلاح فلسفہ یعنی ٹھوس پنے سے گذر کر کبھی نہ کبھی خلاء واقع ہو جاتا ہے (۴) بلا روک ٹوک سب قوم میں شادی بیاہ ہونا جسکو انگریزی میں انٹرمیرج کہتے ہیں یعنی مصاہرت (۵) فراغت نہ کہ ترقی۔ (۶) سرچشمہ ہدایت۔

کافور کی گڑیا

حکایت

تھا اِک بت ماہرو آفریں — بصد حسن صد ہا نمو آفریں
اگر کوئی مہوسر سے پا تک حسیں — اور اک وہ ہو معشوق زہرہ جبیں
نہ وہ حور ہی ہو نہ وہ نور ہو — تصور میں آتے ہی کافور ہو
اگر نجم دنداں غبارہ[1] بنے — تو مسواک دُمدار تارہ بنے
ہلال صنم برق وش مار ہو — پر مرغ زریں کی تلوار ہو
فرنگی[2] محل میں ہو زنگی[3] سیاہ — تل اک ہیں جیسے دانہ سیاہ[4]
سراپا صنم تیز ہتیار ہو — جہنم ہوں[5] شیدائی فی النار ہوں
کوئی اسکا ہو۔ عاشق بیقرار — جو یہ چاہتا ہو ملے وہ نگار
کوئی اس سے کہدے کہ وہ مر گئی — سفر سوئے ملک عدم کر گئی
جنازہ اُٹھے گا دمِ صبح کل — اسیوقت جا دیکھ۔ گھر سے نکل
یہ سنتے ہی وہ آے لپکا ہوا — نہایت پریشان بھبکا ہوا
وہ پہونچے جہاں وہ ہو لیٹی ہوئی — پڑی ہو رِدا میں لپیٹی ہوئی

(۱) غبار کی طرح میلا (۲) فرنگی کی طرح سفید رخسار و چہرے (۳) زنگی کی طرح سیاہ خال و زلف (۴) خال
(۵) یعنی صنم کی ذات آگ ہو رہی ہو یعنی جہنم۔

ہو سامانِ مرگِ حقیقی وہاں — دیا(۱) ایک جلتا ہوا نیم جاں

پہونچتے ہی یہ اُسکو کھولے وہیں — تو دیکھے کہ مردہ ہے وہ نازنیں

لگے بولنے ہائے اے میری جاں! — کہاں ہو؟ کہاں ہو؟؟ کہاں ہو؟؟؟ کہاں؟

یہ دنبالۂ کحل آہو کی پونچھ — یہہ نرمی گیسو ہیں بھٹّے کی مونچھ

اگر عرش سے زلف لٹکائے تو — تو شیطان و اژدر کو جھٹکائے تو

پسینہ ترا گر لونڈر بنے — پچارہ۔ بستر(۲) سکندر بنے

اجی میری جانی اجی میری آہ — اجی میرے سرتاج و چترو کلاہ

محبت سے مرنے میں بو موت کی — وہ دلکش ہے بو جیسے پرسوت(۳) کی

جہاں آگ ہوگی وہیں پر دھواں — وہیں پر ہے گرمی و سوزش نہاں

مگر نارِ خالص ہے ظلمات ہیں — بہت سے معانی ہیں اس بات میں

یہہ سب کہکے وہ لے بلائیں وہیں — کراتے ہیں ناگاہ وہ نازنیں

کمر کھینچکر۔ آنکھ کو چیر کر — بغیظ و غضب رخ کرے بسر

بڑی زور سے بول اُٹھے لفظِ یاؤ — کہ غرائے جیسے کوئی بن بلاؤ

تو دیکھو کہ عاشق میاں ہیں کہاں؟ — یقیناً وہ پہونچے یقیں تھا جہاں

غرض انکے اکدم نکلجائے دم — گرے چیخکر ایک پہلو پہ خم

اگر اُسکو پہلے سے ہوتا یقیں — کہ ہرگز مری ہے نہ یہہ نازنیں

(۱) چراغ (۲) ناک (۳) زچے اور بچے کی بو۔

تو وہ بھی نہ مرتا۔ مگر مر گیا — کہ جیسا یقیں تھا۔ اثر کر گیا

کہ جیسا یقیں اُس کا ویسا اثر — یہی قدرتی رول ہے سربسر

خدا کو یقیں ہے کہ ہو وہ خدا — یقیں گر نہ ہو تو ہو خود سے جدا

بس اس واسطے بد یقیں مت بنو! — نہ بد اعتقادی سے مجھپر تنو۔

ہدایت مری ابرِ نیساں بنی — مگر ابرِ زلفِ پریشاں بنی

کسی جا پہ سمّ اسنے پیدا کیا — کسی جا پہ لولو ہو پیدا کیا

ہمیشہ نہیں ابرِ نیساں کا وقت — دوامی نہیں اشکِ گریاں کا وقت

مرا قطرۂ اشک سیماب سا — جو نیچے گرے تو ہو طوفاں بپا

بنائے پھر آخر میں یہہ سبزہ زار — اُٹھے گر مرے دل سے سر پر بخار

زمیں جب جھکی جانبِ آفتاب — تو خسف(۱) ہو گیا۔ پھر کہاں آب و تاب

رخِ مہر بدلا تو سردی پڑی — جو کی مہربانی تو زردی پڑی

مگر مہربانی۔ رحمت مآب — ہے پئے صاحباں ہنر روئے کتاب(۲)

مرے دل میں بستی ہو ایسی پری — کہ کہتے ہیں جسکو ہرا اور ہری

برابر ہو گر میگنٹ(۳) چار سو — پڑے دائرے میں جو طوقِ گلو

معلّق وہ حلقہ ہو زیرِ سما — کوئی مہ جبیں اُسمیں ہو رونما

حسینوں میں ہو حسن کی وہ دھنی — پہنکر وہیں۔ زیورِ آہنی

(۱) گہن (۲) کتابِ فطرت و آسمانی۔ (۳) مقناطیسِ مردم کش کے۔

مصفّا مجلّی۔ چو خورشید و برق
کہ حلقے کا حلقہ بنے شمس و شرق

وہی مہ جبیں بیچ میں لیٹ جائے
یہ زردہ و کمر ہاتھ عارض پہ لائے

ہو ٹوپی میں کلغی عین الہدیٰ(۱)
گلے میں ہو کالر دہنکیان کا

پھر اس پر لشکتا رہے اسکا ہار
دکھاتے ہوں جھومر بھی اپنی بہار

غرض کہ سراپا ہو حور و پری
تو پھر بھی نہ اس سے کرے ہمسری

وہ اِتّا بہو ہے نہ اکّو بہو
نہ انت بہو ہے۔ مگر ہو بہو

کہاں ایسی لاڑو کہاں ایسا لاڑ
تو جاوے گی جا کر وہیں جھونک بھاڑ

کوئی اس کا جز میرے شیوہ نہیں
یہاں تک کہ کوئی بھی دلبر نہیں

مؤخر کوئی ہو۔ مقدم ہوں میں
سبھوں سے زیادہ مکرم ہوں میں

یہی راز ہے۔ خاص حسن المآب
نہ پاؤ گے یہ راز اندر کتاب

عمل کر کہ سب راز ہوں آشکار
وگرنہ تو رہ سارے عالم میں خوار

بتاتا ہوں اب سبکو اک کیمیا
کہ ہو آزمانے میں دل پر ضیا

وہ یہ ہے۔ زرہ گوشِ دل سے سنو
تمسخر۔ تحقر سے مت سر دھنو

سونے کی چڑیا

بنامِ حکیم۔ دوا آفریں | بتاثیر ہا صد خدا آفریں

(۱) جواہر نگار انگلستان کی شکل کا شش پہلو تارہ جبیں کلغی ہو اسی کا نام عین الہدیٰ ہے۔ اور سرچشمہ ہدایت کے معنی بھی ہیں

اگر تخم ہر طایر این و آں — دگر آب حیوان خرد و کلاں

فراہم کئے جائیں با احتیاط — ہو افسردگی اُن کی با انضباط

کرست ہو الگ اور رکھیں الگ — ہوں سب شئے کے گن اور چھین الگ

رکھو کچھ جدا اور مرکب کرو — معین جگہ پر مجرب کرو

تو ہو ریڈیم سے موثر فزوں — بڑا فائدہ ہو درون و بروں

ربر کا بناؤ ہر اک جانور — جو مادے کی ہو شکل میں سربسر

کہ نر بے دہڑک اُس سے جفتی کرے — اور سب آب حیواں شکم میں دہرے

نکالو بناؤ کرو صاف و صوف — صفائی سے بن جائیگا وہ سفوف

کہ انڈا بھی آخر وہی تو ہے — صفائی جو آئی تو ہے پاک شئے

یہ عالم کا عالم ہے بیضہ نما — بلا اور طاعون و ہیضہ نما

سبھی چیز اس میں کثافت سے ہے — جو رگڑ سے منجلی پاک شئے

بنے کھاد سے جنس و اثمار کل — دم و نطفہ و جسم و اظہار کل

بفرش ہوا اور گسترده ہے — ہبا اس میں محلول و آوردہ ہے

ہبوب ہوا ہے (۳) ہیں جنبش میں سب — یہ ابرہ یہ استر ہبا و روز و شب

یہ تثلیث ہے سخت توحید میں — ہر اک شئے کی ہستی ہے تفرید میں

وہ رگڑ حرارت سے بنتی ہے پاک — جبھی مختلف شکل میں ہے یہ خاک

(۱) نطفہ (۲) ریڈیم یعنی یہ ایک نہایت مقوی و مصفی و منور شئے ہے کہ قعر دریا تک کو روشن کر دیتا ہے (۳) جنبش ہوا

رکھو سب اصولوں کو مدِ نظر	کہ ہو طاقتِ اختراعات تر
نباتات و فلزات و اثمار و حجر	بنا لو ہر اک چیز حتیٰ کہ اس
اور انسان کو پھر بنا لو بدا	یہ ہی فیضِ باری غنی رو عطا
کہ ہو حاصل طاقتِ کن فیکوں(۱)	خلاصی ہو مخلص کو بس بیگماں
بس اتنا ہے کافی اشارا تمہیں	نہ معلوم پھر ہے ہمارا انہیں
جو ہو کہیں آسمان و زمیں(۲)	تو مدِ نظر ہو ز پیچ و خم بریں
دھو انداز اک دم سے معلوم ہو	نظر سے یہ دنیا ہی مکتوم ہو
بلا علم نتواں خدا را شناخت	چراغِ صفت را بباید گداخت
پھر کیف اس جا سے یوں ہو گریز	کرے علم بالا کچھ کم نہ تیز
بناؤ اسی واسطے ایک گھر	رکھو نام اس کا عجائب نگر
کہ موجود ہوں سب وہاں جانور	کہ وقت نہ ہو پھر ادھر یا ادھر
ہو جنس و بے جنس بھی جوٹ ہو	کہ جس پہ نہایت بہا لوٹ ہو
نباتات و فلزات و ہر ذی حیات	مسلسل ہو اقسام ذات و صفات
ہمہ گرم و سرد و ہمہ معتدل	مسمّن(۳) مشتہی(۴) - ملذذ(۵) - محلل(۶)
منشی - مفرح و غیرہ - تمام	ہمہ تلخ و شیریں و ترش(۷) و طرام(۸)

(۱) ایسی طاقت کا حاصل ہو جانا کہ دل میں ارادہ کریں کہ فلاں کام ہو جائے بس ہو جایا کرے (۲) زمین کا قافیہ اب یہیں آسکتا ہے کیونکہ کثرتِ استعمال سے مرکب لفظ نہیں رہا (۳) چربیلی شے جسکے استعمال سے موٹا پا آئے - (۴) خوشبو کی پیدا کرنے والی شے (۵) لسدار (۶) تحلیل کرنے والی - (۷) لفظ ترش اور ترُش دونوں طرح ہے جیسے طرح اور طرح دونوں ہے - (۸) بکبا -

کسیلی۔ اور پھیکی۔ اور تیکھی سبھی | ردیفوں کے ساتھ انکی ہو آگہی
سبھی چیز کے عنصر و جزو کو | بمقدار و تاثیر سب لکھ رکھو
ہو جو چیز جس چیز کے ہم شبیہ | معالج ہے اُس عضو کی فی التشبیہ
جو ہم وصف ہو وہ کسی عضو کے | اُسی وصف کو عضوِ مذکور لے
نکالو کسی شے سے عرق اور ست | کسی شے سے عطر اور سب دہنیت
کسی شئے سے شربت کسی سے لعاب | کسی شئے سے شیرہ کسی سے شراب
کسی شئے سے تیزاب و جوہر نکال | کسی شئے سے سوپ[1] اور شوگر[2] نکال
نمک اور گوگرد و ابرق نکال | بہ تحلیل و تفریق زیبق نکال
کسی شئے سے چٹنی اور حلوا بناؤ | مربا و کشتہ و ونیگر[3] بناؤ
ہر اک شئے کو من بعد پھینٹ دے | پھر اُس سے بھی جوہر جدا کھینچ لے
جدا بھی ہوں یہ سب مرکب بھی ہوں | مگر یاد باشد مجرب بھی ہوں
کرو تجربہ پہلے حیوان پر | یہ جب ہو مجرب تو انسان پر
کہ نقصانیوں سے بچائیں ضرور | حبوب و سفوف و نفوخ و قطور
کہ ایصال خونِ پلنگِ جواں | بجسم زن و مرد کے ناتواں
ہو یا خونِ گرگ و نہنگ و بقر | غرض ہو دمِ نوجواں جانور
تو وہ بھی جواں ہو جوانِ حسیں | قوی ہوں قوائے چناں و چنیں

(۱) شوربہ (۲) شکر۔ (۳) سرکہ وغیرہ۔

دواؤں کے شیشے ہیں کھنی سبھی — مگر شیشیاں ہوں ہر اک رنگ کی

کوئی شئے ہو پیچھے سے باہر کرو — نہ گندہ کوئی چیز اُس میں بھرو

علے حسب تعمیر کون و مکاں — علی حسب آثار عمر و زماں

مریضوں کی دینی دوا سوچکر — کہ حالت نہ ہو اُس کی نوع دگر

اگر کوئی بیمار ہو شیر خوار — تو لازم ہے دایہ ہو پرہیزگار

اگر دھوپ میں خوب دوڑے علیل — تو صحت ہو اُسکو بوقت قلیل

پھرے دھوپ میں کھائے تازی ہوا — کہ جلدی سے ہوجائے اُس کو شفا

کبھی خوب موٹر پہ کھائے ہوا — پہاڑوں کی چوٹی پہ ہو خوشنوا

کبھی خاک میں خوب غلطاں رہے — بہت غسل دو تاکہ شاداں رہے

کواڑوں میں شیشے ہوں ہر رنگ کے — کہ دھوپ اُس سے چھنکر بدن میں لگے

کبھی کردو تبدیل آب و ہوا — یہ ورزش بھی ہے ایک اچھی دوا

غرض جو مناسب ہو ویسا کرو — جہاں تک ہو جلدی سے اچھا کرو

سفوف حدید اور کچھ اُسکا عرق — زرہ کہربائے مقناطیس جو برق

ملا کر بناؤ کوئی اک دوا — کشش جس سے بایکدگر ہو سوا

کہ تا اتفاقی کا زائل ہو روگ — یہی دین و دنیا کا پہلا ہی بھوگ

زرہ سوچکر آزمایش میں لاؤ — خرابی پہ فی الفور پرستش میں لاؤ

بدلدو کہیں [illegible] بایک دگر — کہ دل ہو ہر اک کا محبت نگر

سہ مقناطیس کا اردو شدہ

اگر تندرست اور ہم عمر ہوں — بہت ہی زیادہ نہ کم عمر ہوں
مزاج و عناصر کو پہچان کرو — پئے اتفاقات باہم کرو
بحکمت جہاں پہ ہو مصلحت — اسی کے مطابق ہو ترتیب
دوا و دعا اور تعلیم سے — سزا اور اعجاز و تعظیم سے
ق
کسی طرح جو راستی پر نہ ہو — اور احسان و نیکی سے بھی نہ ہو
تو پھر مار ڈالو کہ وہ خاک ہو — کسی طرح خس کم جہاں پاک ہو
اگر ریت پہنچے کوئی سنگ پر — تو سننے سے دنداں پہ ہو بد اثر
اسی طرح ہر عضو کے واسطے — دوا و دعا ہیں ہر اک کے لیے
جو اشکال بدلے تو افعال بھی — جو افعال بدلے تو احوال بھی
ہوئی مختلف شکل لوہے کی جب — ہوئے مختلف اسکے افعال سب
نہ آرہ کرے گا بسولے کا کام — بسولا کرے گا نہ کار حسام
تو موسے کا کیوں کام عیسے کریں — محمد کا کیوں کام یحیی کریں
اب آگے سنو دوسری بات اور — جہاں تک ہو ممکن کرو اس پہ غور
نہ کھانا کبھی تم بیمار کا ... — بخوبی کرو نظم بازار کا
غذا اک طرح کی نہ کرنی کبھی — بدلنی ہے صبح اور شام کی
معین ہی کردو رویفوں کے سات — فلاں دن فلاں دم فلاں ساگ پات
کہ سب لوگ ہیں خون یکساں بنے — کشش اور محبت کے شایاں بنے

مگر ایک رنگی میں پھر فرق ہو
اگرچہ بباطن کوئی برق ہو

یہہ ہیں مختلف کام کے واسطے
کسی خاص انجام کے واسطے

خلاف اسکے جو کوئی کھائے کبھی
تو اس سے وہ مجرم نہ ہوگا کبھی

سفیدی ہو آنڈے کی مکھن کے ساتھ
کہ ڈبے ہوں جسطرح انجن کے ساتھ

غذا علم طب کے خلاف نہ ہو
وہ کیا بخت جسمیں معارف نہ ہو

طعام اس طرح کا جو ہو خوشگوار
کہ دل خوش ہو کھانے سے لیل و نہار

ق

کہ کھاتے ہی بنجائے اک دم سے خون
تو ہرگز نہ ہونگے تپاک و جنون

کسیکا کبھی دل ستانا نہیں
بجز مالِ طیب[1] کے کھانا نہیں

نہ میوے کو رکھنا کبھی ٹین میں
نہ بے ضابطہ شور و نمکین میں

دواؤں سے ہو جائے جب ٹین صاف
تو پھر رکھدو اس میں نہیں کچھ گزاف[2]

نمک ہی نہ ہو پھر تو ہڈی ہو نرم
کہاں ہو وہ بس حالِ سرد و گرم

نمک ہائے آہن کی جب ہو کمی
تو پھر زرد رو ہو نہ کیوں آدمی

نمک اور شکر دودھ میں ہی ضرور
نہ ہو تو نہ پیدا ہو اُس میں سرور

ہر اک چیز میں روغن و آب ہے
شکر ہے نمک ہی تو کچھ راب ہے

نکالو تو نکلے گا انداز سے
نکلتی ہے گت جس طرح ساز سے

ہر اک جا پہ مخفی ہے نورِ خدا
نہ کوشش کرو تو ہے تم سے جدا

(۱) آقا کو ناراض کرکے یا بے ایمانی و شیطانی و ناجائز طریقے سے مال نہ حاصل کیا گیا ہو۔ اُس سے حرامزادی اولاد ہوگی۔ (۲) برا۔

خدا و خدائی سے جوہر نکال — اور اُس میں سے روحِ منور نکال

تو پائیگا اک قوتِ نادرہ — کہ روحِ انانیتِ قادرہ

کہیں عمر یونہی بسر ہو نہ جائے — یہہ سونے[۱] کی چڑیا کہیں کھو نہ جائے

علامات

اگر گوش و معدہ میں حدت ہوئی — تو سمجھو کہ کھانسی کی شدت ہوئی

ہر اک بات کی ہو نشانی ضرور — نہ سمجھو تو یہہ ہے تمہارا قصور

اشارہ کنایہ ہو گویا لغت — یہی سن رہا ہوں میں از شش جہت

بتا دیتی ہے جس طرح سے نظر — رکھی ہے جہاں شئے چلے گی اُدھر

معادن ہو خانہ تلاشی کے وقت — غضب گو ہو یہہ بد معاشی کے وقت

ازل سے جو حقانیت ہو نہاں — وہ حقانیت ہوتی ہو خود عیاں

اگر تن سے امراض جانے لگیں — تو سمجھو کہ خارش ستانے لگیں

ہر اک چیز میں اسکو لذت ملے — بوقتِ سحر خوب راحت ملے

یساز و طرب خوں میں دوران ہو — ہو ہلکا بدن غسل کا دہیان ہو

جو روغن کی مالش سے آئے مزا — یقیں ہو کہ چہرہ ہے رونق فزا

کئی روز تک بال چکنا رہے — تنِ بے یبوست مجلا رہے

(۱) روح وحیات و زندگانی۔

نہ خارش ہے کان میں نہ میل
تو سمجھو کہ ہے آمدِ شاہِ لیل(۱)

غذا سے جہاں تک بھی دل شاد ہو
تو بے مشغلہ رہنے سے برباد ہو

کرے فکر ہر مسئلہ پر ضرور
تو ممکن ہے سیرت بھی ہو مثلِ نور

نشانیٔ اقبال ہے رعب و داب
جہاں رعب جاگا تو ہے انقلاب

نشانیٔ ادبار ہے ابتری
بحالِ تنافق کجی ابتری

صفاتِ شاہی

صفت ہو شہنشاہ کی اس طرح
بتاتا ہوں میں اس جگہ جس طرح

بحکمت(۱)۔ بقصد(۲)۔ احتیاط(۳) و تلاش(۴)
بمکر و نفاق و بربط و بفاش

کبھی اکل و اِکال و کبھی عزل و نصب
بہ وہم و گماں ربطِ عضلات و عصب

ہو سب کام بالواسطہ ربط و ضبط
بپئے نظم ہو گرچہ سب خبط و ربط

نہ غفلت ہو۔ قدرت ہو یا جوڑ توڑ
غرض لفظِ حکمت ہی سب کا نچوڑ

کبھی سخت گو یا۔ کبھی کم سخن
کبھی ایک دم چپ کبھی پر فتن

کبھی گفتگو ہو بصوتِ حسین
کبھی صوت جائے بہ عرشِ بریں

(۱) سلطنت کرنیکے لئے حکمت چاہئے جس میں ہوشیاری و احتیاط کی ضرورت ہو۔ سیاسی امور کو تلاش کرنیکی ضرورت ہو۔ کچھ مکر بالخیر کی ضرورت ہے۔ مخالفین و نمک حرام کے درمیان نفاق ڈالدینے کی ضرورت ہو کہ اصلی حالت معلوم ہو۔ لوگوں سے ربط و ضبط رکھنے کی بھی ضرورت ہو۔ راز فاش کرنے کی بھی ضرورت ہے چھپانے کی بھی ضرورت ہو۔ کھلانے پلانے کی بھی ضرورت ہے۔ عزل و نصب کی بھی ضرورت ہے۔ عضلات و اعصاب کو بحکمت معقول طریقے سے وہم و گمان سے گھیرنے کی بھی ضرورت ہے۔ درجہ بدرجہ لوگوں کو رکھنے کی ضرورت ہو۔ کسی جگہ خبط ربط معاملہ رکھنے کی ضرورت ہو۔ جوڑ توڑ کی حاجت ہو۔ انھیں سب باتوں کا نام حکمت ہے

ہو گا ہے متین و گہے پر جلال	گہے شاد و خرم گہے پر ملال
تصنع - تلون - نمائش میں ہو	بناوٹ کی غفلت گرائش میں ہو
کہ جیسے تلون زمانے میں ہے	ہر اک شئے میں ہو آب و دانے میں ہے
کہ جو حال ہوتا ہے مجذوب کا	وہی حال ہے عین محبوب کا
مگر بے تکلف حرم میں رہے	نگاہِ تلطف کرم میں رہے
کہ ہر شخص کے دل پہ ہو رعب و داب	کہ دیکھیں کہ ہوتا ہے کس پر عتاب
ہو بیم و رجا کا ہر اک سو عمل	کہ باز آئیں سب از دغا و دغل
تو پھر ٹھیک رفتار سے ہو نظام	وگرنہ خرابی ہو در خاص و عام
مگر وقت خطرہ رہے مستقل	اگرچہ بہت کچھ ہو بیتاب دل
گرے ٹوٹ کر سر پہ گو آسمان	رہے پھر دلیرانہ با عز و شان
رہے دوستوں کے لئے نرم دل	خلاف اسکے کچھ ہو تو اُن سے مخجل
پھر انعام و اکرام بھی ہو ضرور	کبھی تو ہو صدر الصدور حضور
سواری شکاری میں مشتاق ہو	سپاہی منش عدل میں طاق ہو
اقاسر کو مدعو بھی کرتا رہے	خطا ہو تو تھو تھو بھی کرتا رہے
نہ اد پر ہو مہر گز کوئی شاہ کے	وہ ہو تحتِ قانون و الحد کے
تو پھر ہوگی وہ سلطنت خوب تر	رہے صاحبِ سلطنت اوج پر
وگرنہ خرابی لعنت مآب	وہ بوچھینگے اسکو غرض بے حساب

صدائے غیب

بنامِ خدائے رسالت فزیں — تو راست گزین و محب الفزیں

اگر عجز و خست دکھائے کوئی — تو اس پہ نہ چڑھ بیٹھنا تم کبھی

بلا وجہ ہرگز ستانا نہ دل — وگرنہ رہو گے ہمیشہ خجل

دیئے گا وہی جو کہ محتاج ہو — جسے کچھ نہ ایمان یا لاج ہو

جو ہیں گرم تر اور شیریں مزاج — وہی اپنی فطرت میں رکھتے ہیں لاج

مگر وہ جو نمکین اور سرد ہیں — وہی آبِ زیریں مسترد ہیں

جو جمود ہے وہ بگڑ جائے گا — نہ گر بے محل ہو تو لڑ جائے گا

نہ ماہی کی مانند ہے وہ حلیم — نہ مونڈی کے جیسا ہی اک دم (۱) تھیم

نمک خوب ہے گر زیادہ نہ ہو — مگر کم ہیں نمک ہو یہ بادہ نہ ہو

اگر حلم سے کوئی ٹلتا نہ ہو — ونیرے (۲) سے اپنے بدلتا نہ ہو

تپانچہ وہیں کھینچکر مار دو — سر اس کا وہیں بر سر دار دو

کہ جیسے کو ویسا ہی رول ہے — جو ہو کار بند اسپہ مقبول ہے

اگر صاحبِ جاہ بھی ہو کوئی — تو تعذیر اسکی ضروری ہوئی

وہیں اسکو اچھی طرح ٹھوک دو — اگر جان جائے تو دو جان کو

(۱) تھمار - (۲) ونیرہ - وطیرہ - دونوں طرح جائز ہے۔

یہ است نقصان ... تو خفیف ہیں

کہ ہے ایسے جینے سے مرنیکو ترف ۔ ہو جب جان و مال اور عزت پہ حرف
بشرطیکہ یہہ کام ہو سب بے قصور ۔ وگرنہ یہ ہے ظلم واز عقل دور
بہادر ہے وہ جو کہ بسمل کرے ۔ انا الحق کا دعوے نہ بزدل کرے
نہ بزدل کو اقبال و نعمت ملے ۔ کجا سلطنت پھر ولایت ملے
پئے رہبراں عیب ہے عجز و بیم ۔ مگر سامنے اہل خلق العظیم
جو مرنے سے بھاگا وہی بس مرا ۔ بہادر نہیں موت سے جو ڈرا
کرے فار غیط آکے عجز و نیاز ۔ گر انی انا کو ہے قدرت پہ ناز
جو ہر بات میں فرد ہوں تو اچھا ۔ وہی امت خاص ہیں غالبا
مگر برگزیدوں کو سب ہی بجا ۔ وہ جو کچھ کریں انکو سب ہی روا
مگر امر جائز بحکمت ہو وہ ۔ نہ ایسا ہو ہرگز بعلت ہو وہ
زبان و قلم میں ہے اُن کے اثر ۔ تصور ہے اُن کا ہر اک امر گر
کسی نے جو دشمن کو یہہ کہدیا ۔ تو صدیق اکبر ہے بازو مرا
مرا مال و زر اور سب گھر دوا ۔ تمہارا ہے میرا نہ ہے اختیار
یہ اخلاق ہیں فی الحقیقت نہیں ۔ اگر چھین لو تو شرافت نہیں

ق

تو یہہ حکمتیں ہیں فی الاصل ہیں ۔ جو فی الاصل ہیں وہ بلا فصل ہیں
تناسخ کے چکر میں دشمن پڑے ۔ جو تھے بیوفائی میں سب سے بڑے
بلا ناشتہ انکو روٹی او کھانڈ ۔ دیا جسنے انکو بنے ہم کے بھانڈ

جو دشمن ہو وہ دوست ہوتا نہیں — کہ بیداری و نوم یک جا نہیں

تململ(۱) کی حالت میں گو ساتھ ہوں — جدا اور یک جیسے دو ہاتھ ہوں

جو ہے جاگتا خواب کے اندروں — وہ اصلی حقیقت سے ہی بس بروں

تو ہے رتبہ دوست از حد بلند — سمجھے وہی جو ہو نا ارجمند

کبھی ہمنشیں کی مذمت نہ کر — جو مردود ہے اس کی مدحت نہ کر

اگر کوئی شہپر ہی کو توڑ دے — تو پرواز ہر ایک پر چھوڑ دے

حقیقت سبھی جاننی ہو اگر — تو چون و چرا کر ہر اک بات پر

جو خوش نیتی سے ہو چون و چرا — تو تاثیر بھی اسکی ہے جانفزا

(۱) نیند اور بیداری کے بیچ کی حالت

نشانی حق

پھر آخر میں ہوگا یہ حاصل سبق — کہ جو ہو مفید اسکو بولیں گے حق

کہ جسکا ہو غلبہ اسی کا ہے حق — یہ اقسامِ حق ہیں طبق بر طبق

تو غلبے کو کیا حق کہ غالب رہے — تو پھر حق کو کیا حق کہ حق حق کہے

دوامی جو حق ہو وہ دامی مفید — وہ بیکار ہے جو ہو نامی مفید

کہ دل بول دیتا ہے حق ہو فلاں — اگرچہ نہ اسکو کہے از زباں

تو جستجو سے دونوں کو خود دیکھ لے — نہ کٹھ حجتی کو کبھی راہ دو

یہی بس فقط حق کی پہچان ہے — نہ اعضا بستہ ہیں کچھ جان ہے
اگرچہ کوئی جھوٹھے فر فر کرے — مگر شرم و لغزش بھی اُسکو رہے
نشانی مغلوبیت ہے تباک — ہو گرنہ جو غالب ہو گیا اُسکو باک
دیجیا سبھی تتے کو یکساں کرو — سنا سب جگہہ سب کو چپاں کرو
نہیں تو اتنا اس کا ہوگا خراب — ستاروں کی جانب سے ہوگا عتاب
کہ ہو جاؤگے ایکدم سے تباہ — بنو گے پھر اوبار کے بادشاہ
تشکر ہر اک شئے کا کرنا ادا — کہ مخلص بنیں لوگ بہر خدا
تشکر بہ دشمناں عیب ہے — صدائے خدا از رہ غیب ہے
جو ہو جاؤگے سب کے کامیاب — تو بنجاؤگے خود ہی حسن المآب
یہہ سب کے پھر ہوگی خلقت شروع — اور ایسے ہی پھر ہونگے سارے رجوع
کہ جیسے نباتات و حیوان خرد(۱) — ہوئے رو لقا بعدہ خورد و برد
نہ ترکیب و ترتیب مردم بنے — نہ تبدیل و تحویل انجم بنے
ملا کر بہ ترتیب ہر چیز کو — بہ نشو و نما ارتقا دیکھ لو
نہ جب تک خدا ہی ہو اک دم فنا — نہ موقوف ہوگا یہ راز انا
اور اسکو تو اک دم فنا ہی نہیں — انا ہے مگر ہیں بنا ہی نہیں
فنا بھی ہے خود ہی نہ دیگر کوئی — تو کیسے ہوئی اسکو خود سے دوئی
سبھی کام اُسکا ہے قانون پہ — کہ جیسا عمل ویسے ہی ہوا نتیجہ

(۱) [illegible]

جتنے اشعار گوہر فشاں
بہت سے مضامین کی ہیں سرخیاں

کا تم کرو حق ادا
پہونچکر انا الحق پہ حق خدا

ی ہو تو انا الحق کہاں ؟
یہ بعد از تصور نہ کہتی زباں

ر اس سے نسبت کا ہوتا نہیں
تناسل کے اندر پڑوتا نہیں

خدا گر نہ ہوتا تو از جنگ و جدل
فسادات اخری پہ ہوتا نہ عدل

خدا میں رہو یا خدا سے جدا
ولی عشق رکھو یہ فرمان روا

ملے تاکہ راحت ز سرتا بپا
ز سرتا بپا کیا کہ تا انتہا

کہاں نسبت عبدیت میں ہی خبر
کہ آغاز و انجام و اوسط ہے فسر

یہی گر ہے نسبت کے اندر نہاں
بس اب چپ ہو چکی آ نہ کہہ این و آں

مگر کہدے انتا براہ عنا
کہ ہے شرک ہی عین رمز غنا

نہ کرنا مگر دوسرے کو شریک
کہ خود بخس ہوا اور پرایا بریک(۱)

جو شرک ہوا بس وہ مخلص ہوا
وہ خود ہو گیا شاہ و فرمانروا

بتوحید معلوم بعد از فنا
یقیناً پکارے گا انی انا

ہمہ اوست و تصوف

یہی بات عالم تصوف میں ہے
کہ دعوی خدائی کا ہو پے بہ پے

جب اس علم کا دل ہی ہے یہی
مگر چاہیے اسکا جملہ ثبوت
اگرچہ ہیں آتش یہ سب تیرات
۲ صدائیں ہیں جتنی وہ سب ہیں ہوا
اکائی میں آئیں تو سب ایک ہیں
حباب اور برف اور ژالہ ہیں آب
جدائی جو چھوڑیں تو پھر آب ہیں
نباتات و فلزات و حیوان سب
جلادو جو سب کو تو سب خاک ہوں
جدائی میں ہیں تو جدا نام ہے
تو تم سب جدائی میں جب تک رہو
جہاں تک ہو محسوس شادی و غم
وہیں تک تمہارا ہے رتبہ و حد
مع الخیریت یہ ہمہ اوست ہے
یہی ہے شریعت وہ ہے معرفت
شریعت تصوف کی اک شاخ ہے

تو ناچار
وگرنہ
ملیں پھر
مگر مختلف
جدائی میں
جدائی
نہ پھر
سبھی صرف
ہمہ مختلف
یکائی میں
برابر تم
وہیں تک
زیادہ ازیں خود کو کہنا ہے بد
بلا صینیت کے یہ ہوگی خطا
بباطن ہے اک اور شئے معرفت
اگرچہ یہ خاک ہے اور وہ کاخ ہے

(۱) روح البحث (۲) آسمانی روشنیاں ستارے وغیرہ